

کیا ہے اور فاقہ موجب افاقہ قرار دیا ہے جو شیخ یہ کہ روزہ داری باعث یاد اور  
 تشنگی و گرسنگی و زقیامت ہو یا پانچویں یہ کہ سبب روزہ کے نفس روزہ  
 دار میں ایسی بذلت و مسکنت پیدا ہوتا ہے کہ موجب جنوع و خشوع اور عیاش  
 تذلل و رجوع بحضرت احدیت و جناب صمدیت ہوتا ہو اگر دیکھا ہے کہ جو وقت تشنگی  
 تیزی ذہن اور رسائی فکر اور لذت ذکر اور کیفیت مناجات بدرگاہ تعلق جات  
 اور اختصاص و اخلاص بہم پہنچتا ہے وقت سیری کے میسر نہیں ہوتا بلکہ یہ خاص  
 سیری و گرسنگی یہ نہیں ہے جب انسان کو مستغنا ہو جاتا ہو رجوع طرف خدا  
 کہ ہوتی ہے قَالَ اللَّهُ تَبَادُرْكَ وَنَعَالِي فَإِنَّهُ لَا تَشَانُ لِيَطْعَمَهُ أَنْ رَأَاهُ اسْتَغْنَى  
 اور جہان ہوا آسمین حدیثیں متعدد وارد ہیں کہ ملاحظہ سے اونکی سیری حاصل  
 ہوتی ہے چنانچہ امام بیہقی ناطق حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے منقول  
 ہو کہ اون حضرت نے اپنے بای کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جناب  
 پیغمبر خدا نے اپنے صحابہ سے فرمایا آیا خبر دون میں لکھو اس چیز بزرگ کی کہ اگر  
 تم اسکو بجالو تو شیطان تمسور ہو اسقدر کہ مشرق کو مغرب ہو دوری یا  
 ہوا کیا ارشاد ہو فرمایا روزہ شیطان کے منہ کو سیاہ کرتا ہے اور صدقہ دنیا  
 بشت شیطان کو توڑتا ہے اور دوستی بنا برضای خدا کے اور مدد گاری بہر  
 عمل نیک پر او سکی جزو بنیاد کو قلع کرتا ہے اور شفقار کرنا او سکے رگ ہلکے  
 قطع کرتا ہے اور ہر چیز کی نکات ہو اور نکات بد کی روزہ ہے اور اونحضرت  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ماثور ہے کہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کی ہے  
 کہ فرمایا جناب امیر المؤمنین نے تین چیزیں قاطع بلغم ہیں اور باعث قوت  
 مافطرسہ سوک کرنا اور روزہ رکھنا اور قرآن پڑھنا اور جناب امام محمد باقر



فِي عِبَادَتِهِ وَاللَّيْلَانَ نَائِمًا كَمَا كُنَّا فِي أَشَدِّ مَا لَمْ نَعْتَبِك مُسْلِمًا يَعْنِي رُوزَةَ وَارْعَابَاتِ  
 مِثْلٍ هِيَ اِذَا جَاءَ بِمُؤْمِنٍ خَوَابٌ بِرُؤْيَا وَتَقْتِيكُ كَمَنْ سَلَّمَ اَلْحَمْدُ لِي كَيْ تَعْبِتَ اَلْمَكْرَمَةَ مِثْلَ  
 يَأْتِي جَنَابُ صَادِقٍ ؑ سَعَى مَنَقُولٌ هُوَ اَلْفَرَايَا خَوَابِ رُوزَةِ دَارِ كَاعِبَادِ  
 هُوَ اَوْرَسُ كَوْتِ وَخَامُوشِي اَو سَلِي تَسْبِيحِ خُدَا هُوَ اَوْرَعْلٌ اَوْ سَمَا مَقْبُولٌ هُوَ اَوْرَعْمَا  
 اَو سَلِي مَسْتَجَابٌ هُوَ حَدِيثٌ جَمِيعِي كَافِي اَوْرَفْقِيهِ مِثْلُ جِيَابِ اِمَامِ جَعْفَرِ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 سَعَى مَنَقُولٌ هُوَ اَلْفَرَايَا خَوَابِ تَعَالَى لَمْ يَنْصَرَفْ مَوْسَى اَوْرَبِرُوحِي هُوَ جِيَابِي اَلْمَنْعُ  
 هُوَ تَجْمِيْرِ مَنَاجَاتِ مَعْزُضِ كِي اِي رُورِ دَاغِ مِثْلِ تِيرِي شَانِ كُو اَرَفِجِ جَانِ اَتَا هُوَ  
 اَسْ كُو تَجْمِيْرِ مَنَاجَاتِ كُو نِ اَوْرَبِرُوحِي وَرَهْ كُو بُوِي وَهِي مِثْلُ رُوزَةِ دَارِ كُو مَتَعْمِرِ  
 هُوَ جَانِي هُوَ تَعَالَى لَمْ يَنْصَرَفْ مَوْسَى اَوْرَبِرُوحِي اَسْ مَوْسَى اَوْرَبِرُوحِي رُوزَةِ دَارِ كُو مَتَعْمِرِ  
 رُزْدِيكُ بُوِي مَشَاكُ هُوَ حَدِيثٌ سَا تُو مِثْلُ نَفْقِيهِ مِثْلُ جِيَابِ اِمَامِ جَعْفَرِ  
 صَادِقٍ ؑ سَعَى مَنَقُولٌ هُوَ اَلْفَرَايَا جُو شَمْعُ كُو اَيْكُ وَرَهْ رُكْمُ شَدْتِ كُو اِي مِثْلُ اَوْرِ  
 يِيَا سَا هُوَ تَعَالَى دَهْ طُو اَو سَكُو نِ اَرَفْرِ شَتِ مَقْرَرُ كُو تَا هُوَ كُو اَو سَكُو مَنَهْ بِرَاهِ  
 بِرِي مِثْلُ اَوْرَاو سَا كُو بَشَارَتِ دِي مِثْلُ مِثْلُ تَا اِنِي كُو جِبِ رُوزَةِ اَفْطَارِ كُو تَاهِي تُو حَقَقَا  
 فَرَا تَا هُوَ مَا اَطْبَبُ رِي نَجَاكُ وَرُكْمُ حَاكُ كُو اِي جِيَابِي هُوَ بُو تِيرِي اَوْرَا سَا اَشْرِ  
 تِيرِي اَسْ فَرَشْتُو مِثْلُ كُو اَوْرَهْ نَهَا كُو مِثْلُ نِي اَسْكُو نَجَشِ دِيَا حَدِيثِ  
 اَشْوِي مِثْلُ كَلْبِي نِي جَنَابِ صَادِقٍ ؑ سَعَى مَنَقُولٌ هُوَ اَلْفَرَايَا اَوْرَسُ جِيَابِ نِي  
 اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ اَلصَّوْمُ رِي وَاَنَا اَلْمُحْرَمُ عَلَيَّ بِرِي اَوْرَا حَتْمًا اَبْرِ  
 اَيْكُ مِثْلُ لَفْظِ اَبْرُو كُو بَصِيغًا مَعْرُوفِ مِثْلُ مِثْلُ تُو مَعْنِي مِثْلُ هُوَنِي كُو رُوزَةِ  
 مَخْصُومِ رُزْدِيكُ مِثْلُ هُوَ اَوْرَسُ مِثْلُ ثَوَابِ اَو سَا عَطَا كُو نِ كَا اَوْرَا مِثْلُ هُوَ  
 كُو جِسْ عَمَلِ كُو ثَوَابِ كَا خُدَايِ عَزَّ وَجَلَّ مِثْلُ مَوْكَا اَو سَا اَسْقَدُ رِثَوَابِ هُوَ كَا

اسلئے کہ ہر یار و عطیہ حسب لیاقت معطی کے ہوتا ہے اور اگر لفظ اجزائے  
بصیغہ جمول پیرا جاوے تو معنی یہ ہونگا کہ روزہ وسطیہ کے ہے اور میں خود  
بجز اولو اسکے ثواب کو ہون ارشاد یہاں ایک سوال مشہور ہے کہ سب اعمال  
تکے وسطیہ خدا کے ہن تخصیص روز کی کیا ہے اور کئی جواب اسکے کتاب مناہر  
ومواعظ میں جناب مفتی صاحب نے تحریر فرمائے ہیں اور لطیف ترین جواب یہ  
ہے کہ روزہ امر مخفی ہے کہ کسی کو او سپہ اطلاع نہیں ہوتی اور کوئی انعام و اجر  
سے مثل روزہ کے نہیں اسلئے کہ نماز قسم محسوسات ہے جو دیکھتا ہے  
کہتا ہے کہ نماز پڑھتا ہے اور روزہ جب تک کہ روزہ دار نہ لگی او سپہ اطلاع  
نہیں ہوتی پس روزہ میں اخلاص تمام خدا سے ہوتا ہے اسلئے فرمایا کہ صوم  
ووسطیہ میری ہے نکتہ یہاں ایک حکمت باریک جناب استاذی و ملاذمی و ام  
فلاک العالی نے تحریر فرمایا ہے کہ خلاصا و سکا یہ ہے کہ چونکہ صوم بنا برس حدیث  
کے اختصا ص ساتھ خدا کے رکھتا ہے اور ابتدا کے صوم میں اول صبح صادق  
ہو پس جو یا صحیح اشارہ اسکی طرف ہے کہ ابتدای صوم منتهای اخلاص ہے  
پس کیا عہدہ وہ عبادت ہے کہ جسکی ابتدا انتہا کے اخلاص ہے و لا یخفی لطف  
لطیفہ صحتی لکھا ہے کہ ایک اعرابی نماز پڑھتا تھا اور اسنے نماز میں طول و  
جو لوگ کہ رو پیش او سکے تو اونہوں نے کہا کہ کیا اسی طرح نماز پڑھتا ہے  
اعرابی نے کہا کہ میں روزے سے بھی ہوں جملہ دو سو فضیلت ماہ رمضان  
اور او سکے آداب میں معلوم ہو کہ فضیلت ماہ رمضان کی قرآن وحدیث کی  
تاریت و آشکار ہے بلکہ ضروریات دین حضرت خیر المصلین سے ہے اور طلبہ  
جناب غیبیہ خدا کے حضرت امیر المؤمنین سے منقول ہے اور کیا نہیں کافی ہے



اور حدیث رضویٰ اوسکے بیان آداب میں دانی ہے و سائل الشیعہ میں صحیح المسلمین  
 سے منقول ہے کہا اوستو کہ میں آج جمعہ ماہ شعبان میں خدمت باسعادت  
 جناب امام رضاؑ میں حاضر ہوا مجھ سے کہا کہ ای باب الصلوات اکثر ایام ماہ شعبان کے  
 گذر گئے اور یہ آج جمعہ اوسکا ہے پس بقیہ ہر ماہ میں تہارک ماقات اور  
 تلاقی تہارک جو ایام گذشتہ میں تجھ سے واقع ہو کر ہیں کر لے اور جو چیز کہ تجھ پر  
 اور اہم ہے اور تم کو درکار ہے اوسکو بجا لا اور ترک کر اوس چیز کو کہ جائز  
 نہیں ہے اور دعا اور استغفار اور تلاوت قرآن بہت کر اور نیچو گناہوں سے  
 توبہ و انابت درگاہ احدیت میں کرتا آئینکہ جب ماہ خدا یعنی ماہ رمضان آوے  
 اوسوقت حال خلوص میں ہو اور کوئی بار امانت اپنی گردن پر نہ کرے مگر عیب کہ  
 اوسکو ادا کر اور کہینہ کسی ہومن کا اپنے دل میں فرما و جس گناہ کا مرتکب ہو  
 اوسکو ترک کر اور اوس سے دوری اختیار کر اور خوف کر خدا سے اور توکل  
 کر اوس پر ظاہر و باطن میں **وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ**  
**أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا** اور بقیہ اس ماہ میں یہ دعا پڑھ **اللَّهُمَّ**  
**إِنَّ لَكَ لَكُنْ عَفْوٌ لَكُنَّا مَضَى مِنْ شَعْبَانَ فَأَعِمْ لَنَا فِيهَا قِيَمَتِي مِنْهُ** پس تحقیق  
 کہ خداوند تعالیٰ اس مہینہ میں اپنے بندوں کو بسبب حرمت اس ماہ کے عفو  
 جہنم سے آزاد کرتا ہے اور خطبہ نبویہ پس سن بن فضل نے جناب امام رضاؑ  
 سے نقل کیا ہے کہ او حضرت نے بوسطہ اپنی آبا کر ام کے جناب امیر المؤمنین  
 علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر خداؐ نے حج جمعہ آخراہ  
 شعبان کے ایک خطبہ میں بعد حمد و سپاس الہی اور درود حضرت رسالت پناہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا الناس متوجہ ہوا ہے تمہارے طرف ماہ خدا پر کثرت

و آمرزش اور یہ مہینا نزدیک خدا کے بہترین مہینوں کا ہے اور دن اسکو بہترین روز ہے  
 اور شین اسکی بہترین شبہا اور ساتین اسکی بہترین ساعتیں ہیں اور یہ وہ مہینا ہے  
 کہ خدا نے ملکوں میں اپنا مہمان کیا ہے اور تکواہل کراست گردانا ہے ہر ایک سار  
 تمہاری اس مہینے میں سبچ ہو اور سونا تمہارا عبادت ہے اور جمال صالح تمہارا  
 مقبول ہیں اور دعائیں تمہاری مستجاب ہیں پس بہ نیت خالص اور بادل ال  
 و پاکیزہ سوال کرو خدا سے کہ تمکو توفیق عنایت کرے تاروزی اس مہینے کی  
 بجالاد اور اسکی کتاب کی تلاوت کرو پس تحقیق کہ شقی اور بد بخت وہ شخص ہے  
 کہ اس ماہ بزرگوار میں رحمت خداوند غفار سے محروم رہے اور یاد کرو ہوک و  
 پیاس میں گرسنگی و تشنگی روز قیامت کو اور فقر اور ساکین پر تصدق کرو اور بزر  
 بزرگون کی تعظیم و توقیر کرو اور اپنے خردون پر رحم کرو اور اپنی عزیز و نیاچہ  
 کرو اور اپنی زبانوں کو غیبت اور فحش و دروغ سے باز رکھو اور اپنی آنکھوں کو بند  
 کرو اس چیز سے کہ جسکا دیکھنا تمکو حلال نہیں مثل زنان نامحرم اور مردان اور  
 شہر گاہ مومنین و مومنات اور زینت اہل دنیا کے اور بچا و بچو کا نونکو اور  
 چیز سے کہ جسکا سنا تمکو نیاچہ ہے مثل غیبت اور سخن چینی اور دروغ اور نغمہ اور  
 سرود اور آواز ہا سے نامحرم کے اور رحم و مہربا کو مہنون پر تابعدا ہمارے  
 تمہارے ہتھیروں پر رحم کیا جاوی اور اپنی کناہوں سے توبہ کرو اور ہاتھوں کو سطر  
 دعا کے اوقات میں نمازوں کے اوشاؤ کہ وہ بہترین اوقات ہے اور ان اوقات  
 میں جفتالی طرف اپنی نذون و نظر حجت فرماتا ہے اور مناجات الکی قبول  
 کرتا ہے اور وقت نماز کے لبیک فرماتا ہے اور جو سوال کرتے ہیں عطا کرتا ہے  
 اور ہر ایک ماہ مستجاب فرماتا ہے ایسا کناہوں سے تمہارے مکانات اعمال میں

لکھول ہیں پس سبب استغفار کے اوسکو عذاب الہی سے چھوڑا اور ایشیتین تہاری  
 بارگناہوں سے گران بارہن پس سبک اور ہلکا کرو اور اپنی پشتوں کے باجرم اور  
 عصیان سبب طول زینہ سجدہ نگرا دو اور جانو کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی عزت  
 و بزرگواری کی قسم یاد فرمائی ہے کہ نارا گزاروں اور سجدہ کرنے والوں کو عذاب  
 نکرے گا اور تہش جہنم سے نڈرائے گا اوس روز کہ تمام مخلوقات زندہ ہوں گے  
 اور سب کے حساب لیا جائے کہ وہ مردم جو شخص تم میں سے کسی مومن کا  
 روزہ اس مہینے میں کھلوایا گیا ہو یا اوسنے ایک بندہ راہ خدا میں آزاد کیا اور  
 گناہان گذشتہ اوسکے بخش دیگا عرض کی یا رسول اللہ ہم سب طاقت و قدر  
 نہیں کہتے کہ کسی کا روزہ کھلوایا جائے یا پچاؤ اپنی تہش جہنم سے سبب  
 افطار صوم کے اگرچہ نصف خرما ہو اور نجات دو اپنی تہش اگرچہ ایک کھونٹ  
 پانی ہو ایسا الناس جو کوئی خلق اپنا اس مہینہ میں نیک کریگا ایل صراط سواسانی  
 گذر جائیگا اوسدن کہ قدموں کو لغزش ہوگی اور جو شخص کہ اس مہینہ میں اپنی  
 لونڈی وغلام پر تحفیف کریگا خداوند عزوجل حساب اوسکا سبک آسان  
 فرمائے گا اور جو شخص شریعتی اپنی بدگان خدا سے دور کریگا حسب ماہ و تقو  
 غضب اپنا اوس دور کریگا پر روز قیامت یا بعد مرگ اور جو شخص اس مہینے  
 میں صلہ رحم بجالاویگا حق تعالیٰ اوسکو اپنی رحمت سے ملے فرمائے گا اور جو شخص  
 کہ قطع رحم کریگا حق تعالیٰ اوس سے اپنی رحمت پر روز قیامت قطع فرمائے گا اور  
 جو شخص کہ دو رکعت نماز مستحب بجالاویگا حق تعالیٰ اوسکے سزا دہی آتش جہنم  
 سے لکھ دے گا اور جو شخص کہ ایک نماز فریضہ بجالاویگا بمنزلہ اسکے ہو کہ اوہ بیستون  
 ستر نماز واجب بجالاوسے اور جو شخص اس مہینہ میں مجھ پر صفت درود بھیجے حق تعالیٰ

ترازوی اعمال او سکے سنگین کر گیا اور سن دن کہ ترازو میں اعمال نیک کی سبک  
ہونگی اور جو کوئی اس مہینہ میں ایک آیت قرآن کی پڑھیگا ایسا ہوگا کہ اور  
مہینوں میں ختم قرآن کیا ہوا ایسا انسان تحقیق کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں  
در وازی بہشت کو تمہارے لیے ہیں پس طلب کرو خدا سے کہ اون دروازوں کو  
تم پر بند نہ کرے اور دروازے جہنم کے اس مہینہ میں تم پر بند نہ کرے اور میں پس  
سوال کرو خدا سے کہ اون دروازوں کو تم پر نہ کو لے اور شیاطین اس مہینہ  
میں طوق بستہ ہیں پس سوال کرو خدا سے کہ اون کو رہا کرے اور اون کو تم  
مسلط ہونے دی آخر خطبہ تک اور محمد بن مابویر نے امالی میں ایک حدیث  
طولانی جو مشتمل ہے ثواب عظیم پر کہ وہ سطر ہر روز کے روزہ ہای ماہ صیام سے  
جدا جدا سقر ہی نقل کی ہے اور کتاب منابر میں جناب مفتی صاحب ام ظلہ نے  
اوسکو لکھا ہے اور جملہ آداب ماہ رمضان سے یہی کہ روزہ ماہ شعبان کو اس  
مہینہ سے ملاوے اور بہت سی حدیثیں اس مضمون پر دلالت کرتے ہیں اگرچہ  
یہ امر فرض و واجب نہیں ہے چنانچہ جناب امام جعفر صادق سے منقول  
ہے فرمایا اور سبحان نے کہ میرے والد بزرگوار امام محمد باقر عا ماہ شعبان و ماہ  
رمضان میں فاصلہ فرماتے تھے اور جناب امام زین العابدین عا ماہ شعبان کو ماہ  
رمضان سے قبل فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ روزے دو مہینوں کی در پی بہشت  
قبول تو بہرین اور جملہ آداب ماہ صیام سے استملاال ہے یعنی چاند دیکھنا اور عا  
منقول پڑھنا از انجملہ دعای صحیفہ کاملہ مشہور ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام  
سے منقول ہے کہ عادت شریف جناب پیغمبر خدا سے یہ تہا کہ جب ماہ رمضان  
رمضان کا دیکھتی تھے تو منہ طرف قبلہ کے کرتے تھے اور فرماتے تھے اللہ

أَهْلَهُ عَلَيْهَا بِالْأَمْرِ وَالرَّجْحَانِ وَالسَّلَامَةَ وَالْإِسْلَامَ وَالْعَافِيَةَ الْعَجَلَةَ  
 وَالرِّزْقَ الْوَاسِعَ وَدَفْعَ الْإِسْقَامِ وَنَزَاهَةَ الْقُرْآنِ وَالْكَوْنَ عَلَى الصَّلَاةِ  
 وَالصِّيَامِ اللَّهُمَّ صَلِّ لَنَا شَهْرَ رَمَضَانَ وَسَلِّمْ لَنَا وَسَلِّمْ لَنَا وَسَلِّمْ لَنَا حَتَّى يَبْقَى  
 شَهْرُ رَمَضَانَ وَكَذَلِكَ عَفْرَتُ نَسَا أَوْ رَجَلَهُ أَوْ بَ مَاهِ رَمَضَانَ سَيَبْرُكُ نَامِ  
 اس میں نہ کابے اصناف لفظ شہر کے نہ لی یعنی فقط رمضان نہ کہو بلکہ ماہ رمضان  
 کہو چنانچہ سعدنی جناب امام محمد باقر سے نقل کیا ہے کہ کتاب ہے کہ ہم آئندہ شخص  
 خدمت باسعادت میں اس جناب کے حاضر تھی میں فرما رہا کہ رمضان کا آیا فرمایا  
 نہ کہو یہ رمضان ہو اور نہ کہو گیارہ رمضان اور نہ کہو آیا رمضان تحقیق کہ رمضان  
 ایک نام ہے خدا کی ناموں میں سے کہ نہ آتا ہو اور نہ جاتا ہے اور اس حدیث اور  
 سوای اسکا اور حدیثوں کے ظاہر سے حرمت اس قول کی واضح ہوتی ہے چنانچہ  
 شہید اول نے حکمت الارشاد میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت  
 کی ہے کہ نہ کہو تم رمضان تحقیق کہ تم نہیں جانتے کہ رمضان کیا ہے جو شخص کی ایسا  
 کہے پس جاہلو کہ تصدق دے اور روزہ رکھو اسکے کفار میں لکن کچھ جو سطرچ کہ فرمایا  
 حق تعالیٰ نے شہر رمضان اور وسائل میں ابن طاووس سے نقل کیا ہے کہ کتاب  
 اقبال میں ہزار صدیقین اس باب میں کتاب جعفریات سے نقل کئے ہیں انتہی لکن ان آثار  
 کو حمل کیا ہے کہ اہت پر اور بعض احادیث میں لفظ رمضان کی بغیر لفظ شہر کے  
 وار ہے منافی کہ اہت نہیں اس لئے ممکن ہے کہ وہ سطر محض اباحت ہو اور محتمل  
 ہو کہ بنا بر تقدیر کے ہو کہ نزدیک اہل سنت کے بغیر کہ اہت جائز ہے جیسا کہ بخاری میں  
 لکھا ہے اور بنا برین حمل کرنا حدیث اول کا کہ اہت پر سوای حرمت کے  
 اس سے ہو کہ کوئی قائل حرمت کا نہیں اور دروس میں لکھا ہے کہ تحقیق

یہ نہی تنزیہی ہے اسلئے کہ احادیث میں لفظ رمضان کی بغراضاً صفت لفظ شہر کے بہت ہی مقصد دوسرا حقیقت صوم میں معلوم ہو کہ مراد صوم سے روزہ ہے اور روزہ معروف ہو محتاج بیان کا نہیں ہاں حقیقت اسکی باز رہنا چند چیزوں کو حرام کر نیسے کہ جنکا بیان ہو گا اول صبح صادق سے غروب آفتاب تک نیت قرابت اور باعتبار اون چیزوں کو کہ کتنی ہیں اور کیسی ہیں البتہ اختلاف ہو مثلاً دروغ بخدا رسول کہ معطر ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس طرح کا دروغ معتبر ہے یعنی جو امر کہ نماز واقع ہو عقائد کے ہو وہ معتبر ہی یا محض جو مخالف اعتقاد کے ہو وہ معتبر ہے جان تفصیل اسکی چند مرتبہ میں ہے ہر قسم پہلے روزہ کی نیت میں اور او س میں کہی صحبت میں صحبت اول کیفیت نیت میں معلوم ہو کہ نیت بنا بر تحقیق کے عبارت معنی سے ہے یعنی جو قصد کہ باعث روزیکانظہے اور زبان پر لانا یا دل میں گذران نا ادرسا کہ میں روزہ رکمتا ہوں درکار نہیں اور کوئی فعل اختیاری بغیر تصویح جالی کے نخصین ہو سکتا لیکن احوط یہی کہ وقت نیت کے حال روزیکامقصد اخیال میں ہو یا ن ہقدراہتمام نہ کرے کہ منجیو سو اس ہو جاوے اسلئے کہ وقت نیت کے ضرور نہیں کہ جن جن چیزوں کا ترک کرنا چاہئے وہ مقصد اول میں لاوی البتہ قبل روزہ احکام اور سکے تقلید یا اجتہاد جانتا ہو اور وقت نیت کے علم اجمالی کافی ہے بلکہ جناب سید العلماء علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ جاننا فتوا مجتہدی کا ہر ایک مسائل خلافیہ میں اور تقلید کرنا او س میں بالخصوص ضروری نہیں ہے اگرچہ احوط اولی ہے بہر کیف چند مقصد نیت متعلق میں مطلب پہلے بیان میں اور کہ جو خود نیت متعلق میں اگرچہ بعضی اونکے عام اور لازم نہیں ہیں جیسا کہ ہم اونکی طرف اشارہ کرتے ہیں ایک او س میں سے یہی کہ نیت میں قصد قرابت ہو کہ روزہ اور غیر روزہ

جملہ عبادت میں قربت ضرور ہے اور مراد اس سے یہی کہ وہ سطح اطاعت و  
 بندگی جناب احدیت کے اس فعل کو بجالاتا ہو نہیں دوسرے اخص میں اگر روزہ بقصد  
 ریا کہ میگلو باطل اور علیہ صحت سے معاملہ ہے اور اگر نیت اخص کے ساتھ اور کسی  
 چیز کا جو فی نفسہ رجحان رکھتی ہو قصد کرے مثلاً روزہ رکھنے سے یہی عرض ہو کہ  
 فاقہ باعث اصلاح معده ہوگا اور مقصود بالذات وہی روزہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں  
 تیسرے استدامت نیت یا معنی کہ قصد روزہ ترک کانکرستہ اور جیسا ارادہ اول  
 سے روزہ رکھنے کا تھا ویسا ارادہ او سکو ترک کانہو پس اگر بعد نیت روزہ کی قصد کرے  
 کہ مثلاً بعد ایک ساعت کسی مغطر کا استعمال کرے گا اور پھر دیکھ لے کیا بعد ترک روزہ صحیح  
 ہو جاوے مگر احوط فقہاری اور تمام دن روزہ میں رہنا کہ ناکہ میں روزی سے  
 ہون درکار نہیں پس اگر نیت وزیگی کرچکا ہو اور درمیان روزہ کے نیت سے غافل ہو  
 یا سو رہا یا بھول گیا کہ میں روزی سے ہوں کچھ عیب نہیں اور اول جو نیت کی  
 تھی وہی کافی ہے بلکہ سونا روزہ دار کا جائز اور موجب ثواب ہے چنانچہ حدیث پنجم  
 اور خطبہ نبویہ سی ظاہر ہے کہ سونا اور سکا عبادت، اور نیت موجب پوشیدگی حوا  
 ہے نہ منزل عقل و تمیز اور یہ امر طبعی ہے کہ بہت جلد زایل ہوتا ہے یہی سبب ہے کہ جب کسی کو  
 جگاتی ہیں تو جاگ اوشنتا ہو پس حکمت بسبب خواب کے اہمیت تکلیف سے نہیں جگاتا  
 اور اگر زمین نماز میں مثلاً سوئے تو نماز باطل ہے نہ یہ سبب کہ تکلیف ساقط ہوگی بلکہ اس  
 سبب کہ خواب خود مدت، کہ سبطل صلوة ہو اور بطارت شرط نماز تھی اور روزہ  
 وغیرہ مثل عتکاف احرام کے چونکہ مشروط بطہارت ہے نہ یہ سبب، تو خواب و سکا طہ  
 ہوگا اور اگر کہا جاوے کہ ہر چند اسکا شہای مغطر سے نہیں متحقق ہو لیکن تو طہین  
 نفس یعنی خیال کنا شرک مخصوصہ کا وقت خواب کے مرتفع ہے یعنی نیند میں با دو وقت



ترک کرنا شایع مخصوصہ کا نہیں ہو سکتا نہیں کیونکہ تیز سبطل صوم تہو جواب او سکایہ  
 کہ تو طبع یعنی قصد کرنا ابتدائی نیت میں شرط ہے نہ تمامی روز میں خلاصہ یہ جو کہتے  
 ہیں کہ تکلیف مانع اور نایم کے مجال ہوا حدیث رفع القلہ عن ثلثہ الصائم انشاء اللہ  
 اسپر ذلت گئی ہو تو مراد اوس سے یہی کہ ابتداء تکلیف انکی جائز نہیں یا اگر حال نذر میں کہ  
 فعل حرام بجا لایا اور واجب ہاتھ او تھا تو اوس سے مواخذہ نہیں لکن وجوب قضا اوس سے  
 یہ کہ سبب خواب کی اوس سے نماز قضا ہو گئی ہو بہ اجماع اور احادیث اور قضا و کما  
 ثابت ہو حاصل کلام یہ کہ خواب مثل بیہوشی اور جنون کے نہیں کہ انہیں عقل اور تیز را  
 ہوتی ہے اور فقط طبیعت انسانیت کا لیا پوڑی تعین اور وہ عام نہیں یعنی ہر  
 ایک وزیرین تعین اوسکی لازم نہیں ہے پس جو روزہ کس عند اللہ معین مثل صوم ما  
 مبارک کے اوس میں تعین ضرور نہیں اور اوس وزیرین کہ خود مکلف نے انہوا  
 واجب کیا ہو مثل نذر معین کے اس میں اختلاف ہو اور ظاہر اوس میں بھی قصد تعین  
 و کار نہیں اور یہی قول ہے جناب سید علی طباطبائی اور جناب سید العلامین  
 مکان کا اور شہید علیہ الرحمہ روزہ سنتی میں کہ جو اوقات معین مرنوں مثل ایام مرض وغیرہ  
 بلکہ روزہ سنتی میں نظر اس بات کے کہ ہر روز روزہ رکھ سکتا ہو تعین لازم نہ  
 چاہنے اور اقرب بہ تحقیق یہ ہے کہ تعین اصل شرع میں اوس وقت مفید ہو کہ امر  
 مطلوب شارع کا ہو اور وقوع امر دیگر ممنوع ہو اور یہ محض صوم واجب میں ہوتا  
 کہ روزہ سنتی مثل ایام معین یا مطلق ایام کے روزی خاص معین نہیں بلکہ روزہ  
 متعدد علی سبیل البدلیت واقع ہو سکتا ہے لیکن تا وقتیکہ تعین کر کے گامعین ہو  
 اوس کا مشکل ہے مثلاً ہر گاہ روزہ قضا اور روزہ کفار اور روزہ نیابت اور  
 مستحب جمع ہوں تو ظاہر ہے کہ مطلق نیت روز کی سبطل ہے مگر بطریق

کے کہ اس صورت میں صحت روزہ مستحب کے مگن ہے اور صاحب مستند نے اس تحقیق  
 لطیف اشارہ کیا ہے اور اگر روزہ قضا کے ماہ رمضان کا ہے پس اگر وقت ہو سکا  
 -ضیق ہے وہ بھی تعیین کا محتاج نہیں اور اگر وقت ہو سکا وسیع ہے اور مثلاً  
 روزہ نذر مطلق ہی ہو سکے ذمہ میں ہے پاسبانہ کہ تعیین کر لے کہ روزہ قضا کا  
 رکھتا ہوں یا روزہ نذر کا اور تعیین اور قضا کی پس اسکی کوئی صورت نہیں ہے  
 کہ ماہ رمضان میں روزہ قضا کا نہیں رکھ سکتا اور غیر ماہ رمضان میں روزہ اور نہیں  
 رکھ سکتا مطالبہ وسر وقت نیت میں اور معلوم ہو کہ اس مقام پر جناب مفتی  
 صاحب نے کلام آسمین فرمایا ہے کہ نیت جز صوم ہے یا شرط صوم اور چونکہ اس  
 رسالہ میں نظر عام نہیں ہے لہذا ایسے رمضان میں باریک گو اور کچھ مقام پر نہیں دیا اور  
 اصل مطلب کو بیان کیا مخفی نہیں ہے کہ نیت صوم کی دو وقت میں ایک وقت  
 اختیاری اور وہ وقت شب پر چنانچہ حدیث میں وارد ہوئی کہ جو شخص اسے  
 نیت روزہ کی نکرے وہ حقیقتاً اسے روزہ نہیں رکھا ہے پس ہر گاہ کوئی  
 عذر نہ کرتا ہو تو نیت رات سے کرے اور تاخیر سے نچا ہی ہو اور اگر عذر آتا ہے تو  
 تا ایک صبح ہو یا دو اور قبل از زوال کے تجرید کرے بنا بر احوط روزہ اسکا فاسد اور  
 نیت اسکی غیر منعقد اور قضا و کفارہ واجب ہوگا اسلیکے وقت اختیاری جو  
 رات تمام اسکو عجزاً ترک کیا اور تمام رات میں جب جا ہے نیت کرے کہ کل  
 روزہ کو صبح ہے اور کھانا پینا بعد نیت کے کہ رمضان میں کہ وہ مناسک  
 صوم ہے منافی نیت کا نہیں اور صوم تو بعد طلوع صبح کے شروع ہوتا ہے  
 نہ رات سے اور ظاہر یہی ہے کہ اگر ابتدا سے طلوع صبح میں نیت روزہ کی  
 کرے گا اگرچہ رات سے تنگی ہو تو روزہ اسکا صبح ہوگا لیکن چونکہ طلوع صبح

ایک آئی ہے اور علم اوسکا دشوار ہے اور غالباً جب صبح طالع ہو چکتی ہو تو معلوم  
ہوتا ہے کہ صبح ہو گئی لہذا نیت یعنی کچھ رات سے نیت کرنا کلام شاعر اور  
علمائین واقع ہوا ہے نہ یہ کہ حتماً ہی ہے لیکن تقدیم اوسکی سطر چہ کہ قبل رات  
کے نیت کرنی یہ داخل نص میں نہیں اور کلام میں آگے آویگا اور دوسرا وقت  
نیت کا اضطراری ہے اور وہ حالت عذر میں کاسنے ہوتا ہے اور وہ  
زوال آفتاب تک پہنچنا چھ وسائل میں احمد بن محمد سے نقل کیا ہے کہا اوس نے  
پوچھا میں نے حضرت ابو الحسن سے کہ ایک شخص ماہ رمضان میں قبل از زوال  
سفر سے آیا اور اسنے کہہ کیا یا نہ تھا فرمایا کہ روزہ رکھی اور موثقہ سماعہ میں  
ابو بصیر سے وارد ہے کہ اگر مسافر قبل زوال کے آیا ہو پس اوسے روزہ اور  
ہے اور محسوب ہی ہو گا فلما صد مسافر میں کہہ کلام نہیں اور جو شخص کیت  
کو ببول جاوے اوسکا ہی بنا پر مشورہ ہے حکم ہے کہ تدارک اوسکا زوال تک  
کر سکتا ہے لیکن جب یاد آوے تو تاخیر نہ کرے والا روزہ اوسکا بنا بر اقرب باطل  
ہوگا اور یہی حال ہے مریض کا کہ اگر قبل از زوال شفا پاوے اور استعمال کسی مہنظر  
کا نکلیا ہو تو امساک کرے اور روزہ اوسکا محسوب ہوگا اور ہر چند تاثیر نیت  
فعل سابق میں فی الجملة استبعاد رکھتی ہے یعنی روزہ تو صبح سے ہوتا ہے سنت  
قبل زوال کے کیونکہ مفید ہوگی اور وقت گذشتہ کو کس طرح روزہ میں داخل کر لگی  
لیکن علاوہ اسکے کہ صحت اسکی باب مسافر میں حکم احادیث سے ثابت ہے اور فتاویٰ علماء باب  
مریض میں موجود ہیں بعض اعتبارات عقلیہ سے ہی منافی نہیں اور نظائر نقلیہ  
ہیں اسلئے کہ مال زکوٰۃ اگر قبل سے کسی مسنق کو بطریق قرض دے دے تو قوت  
ادا محسوب کر سکتا ہے اور بعضی معاملات میں جو حق کہ پہلے کسی ذمہ میں ہو

اور زمانہ لاحق میں اوسکو ابرا کر دے تو بالکل بری الذمہ ہو جاتا ہے پس سطر  
 وہ زمانہ کہ زوال تک سبب عذر کے یا مرض کی سبب کے مقرون بہ نیت نہ تھا  
 اپنیت حال کی اوسمیں موثر ہوگی اور بھی مطلب کنی حدیثوں سے مستفاد ہو  
 ایک یہ ہے کہ **الْبُسُوكُ لَا يَسْقُطُ بِالْعُسُورِ** یعنی جو امر کہ دشوار ہے وہ اگر ہو  
 تو جو ممکن ہے وہ ساتھ ہوگا اور یہ مشہور ہے اور دوسری **لَا كِبْرٌ لِدِكِّ كَلْبٍ**  
**لَا يَتْرُكُ كَلْبَهُ** یعنی جو چیز کل نمونے اوسکو بالکل ہی ترک کرے اور تیسرے  
**كُلُّ مَا غَلَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَلَيْسَ عَلَى صَاحِبِهِ شَيْءٌ** نیز جو چیز غالب کر دی کسی شخص  
 پر پس اوسپر کچھ مواخذہ نہیں خلاصہ یہ ہے کہ جو امر خدا کی طرف سے بندہ  
 لایا ہو یا مثل مرض اچھین وغیرہ کی اولیٰ ترک عبادت مثلا تو نماز کا ایسا ایسا اگر مقدمہ بالکسر  
 ہو یعنی اول روز صبح اور مقیم تھا اور آخر روز میں سفر کیا یا جا رہا گیا پس حکم سابق  
 جاری نہوگا اسلئے کہ نظر آخر امر یہ ہے اور اسی سبب وارد ہوا ہے کہ **الْإِسْلَامُ**  
**كَيْفَ مَا قَبِلَهُ** یعنی اسلام زایل کرتا ہے گناہان سابق کو اور موافق اسکے  
 جو لکھا گیا قضاے موسع اور نذر مطلق اور روزہ سنتی میں پیش از زوال اور  
 قبل استعمال مفطر نیت روزہ کی کر سکتا ہے چنانچہ حدیث صحیح میں ہے کہ ایک  
 شخص نے بعد صبح اور ارتفاع شمس کے چاہا کہ روزہ قضاے ماہ رمضان کرے  
 اگرچہ نیت راتسے نہیں کی تھی فرمایا ہو سکتا ہے کہ روزہ رکھو اور محسوب ہوگا جب  
 نہ استعمال کیا ہو کسی مفطر کا اور دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے روزہ  
 ایک صیغے کو اپنی اوپر لازم کئے تھے بنا برزقائی خدا کو پس جب صبح ہوئی نیت  
 روزہ کی رکھتا تھا ہر رات اوسکی بدل گئی اور افطار کیا اور صبح کو نیت روزہ کی  
 سنتی بہر خیال میں آیا کہ روزہ رکھ لوں فرمایا یہ سبب ہائے اور جناب اللہ تعالیٰ

منقول ہے کہ جب اپنی گھر میں تشریف لاتے تو فرماتے تھے کہ اگر تمہارے پاس کچھ غذا ہو تو روزہ نہ رکھو اور روزہ رکھو پس اگر کچھ ہوتا تھا تو حاضر کرتے تھے والا وہ جناب روزہ رکھ لیتے تھے اور روزہ سنتی میں ہر چیز اکثر نماز وقت نیت کا زوال تک محدود کیا ہے لیکن بعض مغرب تک جائز جانتے ہیں اور قول دوسرا انہیں ہے لیکن جانتے ہیں کہ کچھ دن باقی رہے جو نیت کر لے اور وسائل میں ابو بصیر سے روایت کی ہے کہا او سنو پوچھا میں نے جناب امام جعفر صادق سے حال اس روزہ وار کا کہ روزہ معین رکھتا تھا اور اسکو کوئی ضرورت درپیش ہوئی فرمایا اسکو تا بعد عصر اختیار اور اگر عصر تک ڈیر کرے اور بعد اسکے چاہے کہ روزہ رکھو اور قبل اسکے نیت روزہ کی نہ تھی پس جائز ہے اسکو اگر چاہے اسدن روزہ رکھ لے اور اس حدیث میں یہ بھی ظاہر ہوا کہ جب روزہ سنتی شروع کیے تو تمام نماز اور سکا واجب نہیں لیکن بعد زوال کے افطار کرنا مکروہ ہے اور جو روزہ جناب صادق سے منقول ہے کہ اس جناب نے اپنی آباہی کرام سے تو اس کی ہے کہ جناب امیر المؤمنین نے فرمایا ہے کہ جو شخص تطوعاً روزہ رکھو وہ ہر تک محتار ہے پس جب دو پہر گزر جائے تو تحقیق کہ روزہ واجب ہو گیا ایسے شخص نے اسکو ادب و بیت پر اور تاکید سے جناب برحل کیا ہے بحث دوسرا ایک نیت و ہطلو روزہ تمام مبارک کے بعض علماء اسکو کافی جانتے ہیں یعنی جو ابتداء روزہ نیت کر لی کہ میں تمام معنی کے روزہ کی کہو گا اور یہ روزہ نیت نہ کرے تو کافی ہے بلکہ یہ نیت علی اللہ علیہ السلام اور اسکی اولاد پر عمومی اصلاح کا کلمہ ہے اور بعض علماء نے اسکی لغوی تفسیر

کیا ہے اور سوا اسکا اور کوئی دلیل اس قول پر نہیں پس اگر شہرت اور اجماع  
 علما ثابت ہو جاوے تو کچھ نزاع نہیں والا ثنی دہون سے یہ قول مجہود  
 ہے اول یہ کہ سابق میں روایت مذکور ہوئی کہ جو شخص انکو نیت روزی کی  
 نکرے پس اسنے درحقیقت روزہ نہیں رکھا اور اعتبار اس سے یہی ہے کہ ہر شب  
 کو وسطیٰ روز کی نیت چاہو اور یہ طلب کہ نیت شب اول ماہ رمضان کی تمام مہینہ کی  
 روزوں کو کافی ہے پس ہرگز اس عبارت مستفاد نہیں ہوتا نہ خصوصاً نہ شمولاً  
 بلکہ نفی اسکی اس کلام سے نکلتی ہے دوسرے یہ کہ سب عباد تو میں بقار  
 نیت کی مطلوب مقصود ہی اور کوئی حدیث اسباب میں نہیں کہ نیت سابق  
 تمام ماہ کو کافی ہے بلکہ دلیل اسکی خلاف پر موجود ہے تیسرے یہ کہ ظاہر  
 کسی عالم نے تصریح اسکی نہیں کی کہ اگر اول ماہ میں نیت تمام مہینہ کی نکرے  
 اور ہر روز تجدید نیت کرے تو قصداً او سبلاً لازم ہے بلکہ صاحب خیرہ نے  
 اسکا اعتراف کیا ہے کہ اگر ایسا کرے گا تو قصداً لازم نہیں بلکہ اگر ہر روز نیت  
 کرے گا اور شب اول تمام ماہ کی نیت نکرے گا تو روزہ او سکا بالاتفاق صحیح  
 ہے چوتھی یہ کہ جب اشتغال ذمہ یقینی ہو تو براۃ ذمہ بھی یقینی چاہئے اور  
 بنا براس قاعدہ کے چاہی کہ جب نیت ہر روز کی بالاتفاق صحیح ہے اور نیت  
 واحد وسطیٰ تمام ماہ کے محل شک و شبہاہ ہے پس براۃ یقینی کیونکر حاصل ہو  
 اور حدیث مشہور ہے کہ ترک کر او سکو جو شبہ ہو اور بجالا او سکو جس میں شک  
 و شبہاہ ہو ہر چند یہ قاعدہ بدلیل اجماع منقض ہو سکتا ہے لکن کلام تو او سکو  
 ہے کہ جب اجماع اس قول پر ثابت نہو یا پنجویں یہ کہ شیخ ابو جعفر طوسی سے  
 نقل کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص قبل از رویت طہال کے نیت تمام مہینہ کی کرے

اور پہرہ مبارک میں پھول جاوے تو وہی پہلی نیت کافی ہے اور اگر صاحب  
 میں سے کوئی اسکا قائل نہیں اور صاحب جو اسہر الکلام کا بھی صحیح قول ہے کہ کافی  
 نہ ہوگی باوجودیکہ یہ مایل سیطرف ہیں کہ نیت شب اول کے واسطے تمام ماہ کے  
 کافی ہے حالانکہ مقدمہ واحد ہو سکتے کہ حسب طرح تاثیر نیت مقدم کے روزوں  
 متاخر میں مستبعد ہے سی طرح تاثیر نیت شب اول کی آخر روز تک مستعد ہے  
 ہاں اتنا فرق ہو کہ قبل ہلال کے طلب شارع کی نہ تھی اور بعد رویت ہلال کے طلب  
 تمام ماہ کے متعلق ہوے مگر صاحب جو اسہر نے یہ فرق نہیں لکھا اور کلام ہمیں  
 ہے جو اونہوں نے لکھا ہے علاوہ اسکا اس صورت میں فرق در میان علم  
 اور نیت کے نہیں اور طرفہ یہ ہے کہ حدیث تبت کے یعنی جسمین حکم رات کی  
 نیت کا ہے اور سکو شیخ کے قول کے رد میں لاؤ ہن اور او سکو مضراونکا  
 سمجھا، حالانکہ وہ حدیث خود انہی حجت ہو سکتی ہے بیچو یہ کہ اگر کافی ہو نیت  
 شب اول کے واسطے تمام ماہ کی تو چاہئے کہ جہاں روزی محدود ہوں جا  
 شارع سے یا مکلف نے اپنا اور پر واجب کئی ہوں مثل صوم کفارہ اور بدل ہر  
 اور نذر ایام محدودہ کو ہاں ہی نیت واحد واسطے اور نیت کا کافی ہو جائی  
 سبب اشتراک علت کہ یعنی جو دلیل وہاں تھی وہی بیان ہی جاری ہو سکتی  
 ہے اور ایسا نہیں ہے چنانچہ اعتراض کیا ہے صاحب جو اسہر نے اسکا بلکہ  
 جماع علماء اسے صاحب دروس سے نقل کیا ہے ساتھ میں یہ کہ صوم تمام  
 ماہ رمضان کا عبادت واحد نہیں اور یہی سبب ہے کہ فساد ایک روز کا باعث  
 فساد تمام ماہ کا نہیں ہو جاتا اور واسطے ہر روز کے قضا و کفارہ علیہ ہوتا  
 پس تاثیر نیت واحد کے سبب اجزائے ماہ مبارک میں کچھ ہوگی اور اگر



لوئی کو کہ جس طرح نیت رات کی وسط تمام سماعت روزیکے کافی ہو اوسطی طرح بیان  
 ہی ہو تو یہ قیاس نہیں ہو سکتا اولاً تو شرع میں قیاس نہیں ہے دوسرے یہ قیاس  
 مع الفارق ہے کہ یہاں تو فساد ایک جز کا مفسد تمام روز کا ہو اور یہاں فقط وہی  
 روزہ جائیگا جس میں نیت ہو اور علاوہ اسکے صوم تمام دن کا عبادت واحد  
 ہے اور یہ کہ نسا صاحب جو اس پر کہ یہ قیاس نہیں ہے بلکہ نظیر اور اصل دلیل اور  
 جواب اس کا ظاہر ہے کہ یہ قیاسی علم الہدیٰ نے انصار میں اسکو مقام تعلیل  
 میں ذکر کیا ہے نہ نظیر اور تمثیل بلکہ اصل دلیل جسکو صاحب جو اس پر نے کہا ہے وہ اصل  
 ہے اور اسکی ثبوت میں کلام ہے اور فقط نظیر سے رفع استبعاد ہوتا ہے اور مطلب  
 کا ثبوت نہیں ہوتا اسو اسکو کہ قیاس ہے اور قیاس شرع میں جائز نہیں ہے احتیاط  
 اسی میں ہے کہ نیت واحد کافی ہو اور وسطی ہر روز کے علاوہ رات کو نیت کر لیا کری  
 اور یہ احتیاط لازم ہی چنانچہ بعض علما اور یہی اسکے قائل ہیں مجتہد تیسرا  
 احکام یوم الشک میں اور مراد اسکی سلخ ماہ شعبان کی ہے کہ بسبب اس غبار  
 کی چاند ماہ رمضان کا نہ کیا جائے اور احتمال چاند کا کسی کو ابھی سے چھلینا  
 ہو جاوے کہ آج سلخ ماہ شعبان کی ہے یا غرہ ماہ رمضان کا اور روزہ اور  
 کالسی صورت ہو ایک یہ کہ نہ نیت واجب اور قصد ماہ رمضان کے روزہ رکھو  
 اور یہ باطل ہے اسکی کہ حدیث میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے  
 کہ فرمایا او سبحان فی کہ روزہ یوم الشک کو نہ نیت ماہ شعبان کر کہ میں نہ نیت  
 ماہ رمضان کر دوسرے یہ کہ بقصد نیت اور ارادہ ماہ شعبان کے ہو اور یہ  
 صحیح بلکہ مستحب ہے لیس اگر فی الواقع وہ دن غرہ ماہ رمضان کا ہو تو وہ روزہ اور مستحب  
 ہوگا اور عبادت قضا کی ہوگی اور اگر حقیقت سلخ ماہ شعبان کی ہے تو روز سنتی

ہوگا اور اگر یوم الشک میں روزہ بنیت ماہ شعبان کرکے کس جس وقت کہ ظاہر ہو  
 کہ آج غزہ ماہ رمضان کا ہے تو یہ نیت کرے خواہ پیش از زوال آفتاب خواہ بعد از زوال  
 قیاس سے یہ کہ ترویج نیت میں کرے کہ یار و زہ واجب کہتا ہو نہیں یا مستحب یا بین  
 طور کہ اگر آج ماہ رمضان ہے تو روزہ واجب، والا مستحب بنا بر مشورہ یہ صورت  
 ہی جائز نہیں اور اس قول کے بظاہر سو اشتراط کی وجہ کو اور کوئی دلیل نہیں یعنی  
 بعضی علمائیت میں ذکر وجوب و نذیب کو شرط جانتے ہیں اور مراد اشتراط وجہ سے  
 یہی ہے اور بعضی علمائیت میں محض قربت کافی جانتے ہیں اور قصد وجوب و استحباب  
 کا اعتبار نہیں کرتے پس ان علماء کو نزدیک جو اشتراط وجہ کے قابل ہیں یہ روزہ باطل ہوگا  
 اور بنا بر قول ان علماء کے جو محض قربت کافی جانتے ہیں صحیح ہوگا اور اسی سبب سے  
 بعض علماء نے بطلان نیت کے ترویج میں ترویج کیا ہے لکن احوط بطلان نیت بلکہ شاید یہی  
 قول مضبوط ہو اور ظاہر خصوص اس قول کے مولدین یعنی مثل اسکے کہ حدیث میں  
 وارد ہو ہے کہ یوم الشک کو روزہ نہ کہا جاوے نہ نیت ماہ شعبان اور نہ کہا جاوے  
 نہ نیت ماہ رمضان پس بظاہر معنی اسکے یہ ہیں کہ فقط ماہ شعبان کے نیت سی  
 روزہ رکھی اور ماہ رمضان یا ترویج کی نیت کرے اور یہی احتمال ہے کہ ماہ رمضان  
 کی نیت نہ کرے اور ماہ شعبان یا ترویج کی نیت کر سکتا ہے اس سبب سے اس وقت ظاہر  
 لگادی کہ دوسرا مطلب بھی بتاویل میں لکھتا ہوں اور مقتضای تصحیحی ہے یعنی  
 تا وقتیکہ ثابت نہ ہو کہ یہ ماہ رمضان ہے تو اسکو آخر ماہ شعبان سمجھیں اگرچہ کو علمائے  
 تکر نہیں قرار دیا ہے صورت اعتبار لازم ہے جو توجہ ہو کہ روزہ تدریجاً نیت کی نیت  
 کرے اور یہ جائز ہے پس اگر شک ہمیشہ بقیہ رہے تو بری الذمہ ہو جائیگا اور اگر دینا  
 روزہ کے قبل وال ظاہر ہو جاوے کہ آج غزہ ماہ رمضان کا ہے نیت ماہ رمضان کی کر

اور نذر یا قضا جو ذمہ پر ہے اور سوا بعد ماہ رمضان کو اور اگر بعد نزول  
 کے ظاہر ہو کہ آج غزوہ ماہ رمضان کا تھا پس اس کو طیبہ ہے کہ اس وقت سے قصدر روزہ  
 ماہ رمضان کا کرے اور بعد اختتام ماہ رمضان کے ایک روزہ بنیت مانی اللہ  
 رکھے اور جو روایت عبدالکریم مینجی اردو ہوا ہے کہ کتابہ عرس کی مینجی نے  
 خدمت جناب امام جعفر صادق ع میں کہ مینجی نذر کی ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھو گا اقیام  
 قائم فرمایا نہ روزہ رکھ سغریں اور نہ دونوں عید و عین اور نہ ایام تشریق میں  
 اور نہ یوم الشک کو پس جناب سید علی طباطبائی نے ریاض المسائل میں اس سے  
 کو فقہہ رحل فرمایا ہے کہ یہ مذہب جمہور ہے اور فاضل زرقی نے مستند میں  
 اس مسئلہ کیا ہے پس وزغ نذر کو یوم الشک میں اقسام مخلو رہیں شمار کیا ہے یا بخوبی  
 یہ کہ قصداً غلط رکھتا ہو اور قبل اسکے کہ کوئی مضار عمل میں لاوے خبردار ہو کہ آج  
 غزوہ ماہ رمضان کا ہے تو تجدید نیت کرے لکن اگر بعد زوال کے ایسا اتفاق ہو  
 تو ہساک کرے اور قضا بھی لازم ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ زمانہ جناب رسول خدا ص  
 میں بعد گزرنے شب یوم الشک کو جب صبح ہوا ایک مرد اعرابی خدمت جناب  
 رسول خدا میں حاضر ہوا اور گواہی دے کہ میں چاند دیکھا ہے پس جناب پیغمبر ص  
 نے حکم دیا منادی کہ کوئی نماز کرے کہ جس نے کچھ نہ کہا یا ہو وہ روزہ رکھو اور جس نے  
 کہا یا ہو وہ اساک کرے محبت چوتھا اس باب میں کہ ماہ صیام میں اور روزہ  
 نہیں رکھ سکتا پس جب مکلف کو معلوم ہو جائے کہ یہاں رمضان آتا ہے اور روزہ  
 خواہ واجب ہو خواہ مستحب علی الاشہر نہیں رکھ سکتا چنانچہ مسلمہ حسن میں ایام  
 میں مذکور ہے کہ ایک شخص سے نقل کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں ماہ شعبان میں نماز  
 جناب امام جعفر صادق ص کہ ماہ میں کہ وہ دیت کے جاتا تھا اور وہ جناب

روزی سے تو بعد اس کے چاند ماہ مبارک رمضان کا دیکھا، تمہیں پس اس جناب نے  
 روزیکو ترک فرمایا عرض کی میں نے فدا ہوں آپ پر کل کہ ماہ شعبان تھا آپ نے  
 تمہارا سچ کہ ماہ رمضان ہے افطار کیا آتے فرمایا کہ وہ روزہ مستحب تھا اور  
 مستحبات میں جائز ہے ہکو جو چاہیں کریں اور یہ روزہ واجب ہے اور واجب  
 ہکو جائز نہیں ہے کہ بجز اس چیز کے جس کے امور میں اور کچھ عمل میں لائیں اور اگر  
 جاہل ہو یعنی نہ جانتا ہو کہ یہ ماہ رمضان ہے اور نیت اور کسی روز کی کر کے بنا  
 مشورہ رمضان میں محسوب ہوگا اور حدیث ہی اس باب میں وارد ہے اور  
 شیخ طوسی اور سید مرتضیٰ علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے کہ جب معلوم ہو کہ یہ ماہ رمضان  
 ہے اور باوجود علم کے پہ اور کسی روز کو نیت کرے تو وہ روزہ ماہ مبارک  
 میں محسوب ہوگا اس لئے کہ نیت قربت کی واقع ہوے اور نیت غیر ماہ رمضان  
 لغو ہو گئی اور جناب سیدنی مدارک میں شکال کیا ہے اس لئے کہ فرض مذکور میں  
 نیت علی الاطلاق نہیں کی تھی بلکہ روزہ معین جو سوائے ماہ مبارک رمضان  
 کے ہر قصد کیا تھا پس جو مقصود اسکا تہا وہ واقع ہوا اور جو مقصود شارع کا  
 وہ اسکا مقصود نہ تھا لہذا صحیح ہے کہ ماہ رمضان میں نیت اور روز کی نہ کری  
 ہو سہو کہ ہتال ہے کہ روزہ باطل ہو اور اسکا یقین نہیں کہ وہ روزہ ماہ رمضان  
 محسوب ہوگا ہر قصد و سہو اسکا کے معنی میں معلوم ہو کہ مراد اسکا  
 یا نہ کہنا اپنا مقصدات سے ہے اگر کوئی کہے کہ جو شخص کو سووا افطار کرے روزہ  
 اسکا باوجود علم کے صحیح ہے اور اس طرح وقت خواجے باوجود اسکا کہ شیا ہر قطعہ  
 کا استعمال تو نہیں ہے مگر قصد اسکا کہ میں شیا ہر قطعہ کو باز رہوں یہ بھی نہیں  
 اور طہین جو روز میں مغرب ہے مراد اس سے بھی نہیں باوجود عدم تو طہین کے

روزہ متحقق ہے پس جواب ہسکایہ ہو کہ نساؤن کرنا شیار سفطر کا ہونے سے  
 سنائی کف نفس کا نہیں کہ او سہین عدا کی قید ہے اور تو طین یعنی قصد کف ابتدا  
 صوم میں معتبر ہے جیسا کہ ابتدا میں ذکر ہے اور بہر حال مساک بعض اشیاء سے واجب ہو اور  
 بعض سے مستحب اور زکریہ و نونکا بقتضیل آئیگا اور یہ وہ مساک ہو کہ جو صوم  
 سے مراد ہے اور کبھی اطلاق مساک کا اور معنوی نہ ہوتا ہے اور وہ یہ ہے جو اول  
 نیت روز کی اول سے نہ کی ہو اور بقیہ روز میں اترتین مفطرات  
 سے بچا وے اور وہ ساتھ جگہ مستحب ہی پہلے یہ کہیا ہو مسافر کو جب اپنی اہل و عیال  
 میں پہنچی یا اثنای سفر میں کسی جگہ دن رات رہنے کا قصد کرے خواہ بعد زوال چھ چواہ  
 قبل زوال اور کہہ کہا چکا ہو تو بقیہ روز میں مساک کرے اور دوسرے بار  
 جب اثنای روز میں شفا پاوے خواہ قبل زوال خواہ بعد زوال اور کسی سفطر کو  
 عمل میں لایا ہو تو وہ ہی بقیہ روز میں مساک کرے تیسرے حایض ہر گاہ اثنای  
 روز میں حیض سے پاک ہو چوتھی نفسا ہر گاہ درمیان روز کے نفاس سے پاک  
 ہو پانچویں کافر صورتیکہ ماہ رمضان میں ذکو اسلام سے مشرف ہو چا  
 کہ استجابا اور احتراما بقیہ روز میں مساک کرے چھٹا اگر کاجب اثنای روز میں  
 بالغ ہو ساتویں مجنون اور مغمی علیہ ہر گاہ درمیان روز کے جنون اور اغما  
 افاقہ پاوے اور تفصیل اوسکی انشاء اللہ آئیگی محل بیان ہوگی مگر حد تیسرا  
 تحدید زمان صوم میں یعنی کب سے کب تک مساک کرے ابتداء و زوال  
 طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک اور یہ امر مجدیث و کتاب ثابت  
 ہے اور اس پر اجماع علماء ہے پس چاہئے کہ جنات و اسقدر پیش تر طلوع صبح  
 اور غروب آفتاب تک صوم کرے اور اس کے بعد نہ صوم کرے اور اس کے بعد نہ صوم کرے

غسل کر چکے اور یہ حکم باجماع علماء ثابت ہے پس آیت **أَحِلَّ لَكُمْ كَيْفَ الْبُرْجَانِ**  
**الْوَقْتُ إِلَىٰ لَيْسَاءٍ لَّكُمْ** یعنی حلال ہے وسطی تمہارے شبہای ماہ رمضان میں  
 رفت یعنی نزدیکی عورتوں سے اس آیت سے جو اطلاق ثابت ہوتا ہے وہ جماع  
 علماء سے خاص ہو گیا کہ وقت مذکور تک نزدیکی کر سکتا نہ آخر شب تک  
 اور بعض علماء تعمیم کی ہے بانیعنے کہ اگر وقت بقدر تمیم کے ہی ہو تو مضائقہ نہیں اور  
 یہ مشکل ہے سلمیٰ کہ کوئی دلیل اسپر نہیں کہ ایسے مقام پر تمیم عوض غسل کے صحیح  
 ہو جاوے اور مرد طلوع صبح صادق سے پہلے یا سفیدہ کا پر عرض اثنی عشر  
 جیسا کتاب الصلوٰۃ میں بیان ہوا لکن چاہئے کہ من باب اللقمة قبل طلوع  
 صبح کے امساک کرے اور سپی طرح وقت افطار کی غروب آفتاب سے زوال  
 حمرت مشرقیہ تک تاخیر کرے چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ سیری راہی  
 وسطی تیرے یہ ہو کہ تو انتظار کرتا اینکہ سرخی جانب مشرق کے دور ہو جا  
 اور ابن زین میں مراعات احتیاط کے بجا لا اور مستحب ہے کہ بعد نماز مغرب  
 افطار کریں مگر یہ کہ موئین منتظر اسکے ہوں یا خود خواہش شدید افطار کی  
 رکھتا ہو حدیث میں وارد ہے کہ ہر گاہ غامتمتہرے نماز کا مجال صوم ہوا یعنی  
 کہ نماز تیری روزہ داروں کی نمازوں میں محسوب ہو تو یہ محبوب تر ہے نزدیک  
 میرے پوشیدہ تر ہے کہ چونکہ وقت افطار اور وقت نماز مغرب کا ایک  
 ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ جب قرص آفتاب غائب ہو تو صام افطار  
 کرے اور وقت نماز کا غسل ہو افس تقدیم نانکے افطار شرعی  
 پر نہیں ہو سکتے اور میل و فطر شرعی سے یہ ہے کہ آدمی سہلے کہ  
 روزہ میل تمام ہوا خواہ کے مفطر کا استعمال کرے خواہ مگری تو نماز میں آخر

میں کیونکر روزہ دار جانے گا پس قول اور حضرت کا کہ نماز پڑھتا ہو تو حالانکہ روزہ  
 ہو درست نہیں آنا اور سپرچ دوسری حاجت میں تاکہ دو امر فرض تیری سنت  
 آئے ایک فطار دوسری نماز سب تک اگر اس سے حال غاویج و نوغین سے اور فضل  
 ان و نوغین نماز ہے مسئلہ کہ افطار بمعنی خروج عن الصوم موخر صلوة سے نہیں بلکہ  
 یہ کہ مراد صوم سے معنی لغوی یعنی امساک ہوں اور فطار سے مراد استعمال گل  
 و شربچے اور مراد فرض سے مطلق امر ضروری ہو فرج نہیں جو صوم کی تعریف  
 میں بیان کیا ہے کہ امساک صبح سے شب تک یہ نیت قرابت درکار ہو اس  
 دو امر ظاہر ہوئی ایک یہ کہ صوم میں تبعض نہیں بلکہ اسواپردن کا جیسا کہ عبادت  
 عورتوں کی ہے اور ہندوستان میں رایج ہے یہ روزہ روزہ نہیں اور عتقا و  
 اس امر کا یہ سبب اور باعث حاجت روائی کا ہو یہ تشریح ہے اور اس سے  
 اصل ایمان میں فرقی آتا ہے اساس الاقتیاس میں ایک حکایت لکھی ہے  
 کہ ایک عورت نے سنہ روزہ ایک تکا کفارہ ایک سال کے گناہوں کا ہو گیا و  
 دو بہت تک روزہ رکھا اور رکھا کہ مجھ کو کفارہ جہنمی کا کافی ہے دوسرے یہ  
 کہ مضمون آیت فتن کان یجوز القاء کریمہ فلجعل عملاً صالحاً ولا یشتد  
 یعیادہ کریمہ آجائے کہ روزہ وسطی محض رمضان سے جناب حدیث  
 کے ہو پس شریک کرنا کیوں اگرچہ خاصان خدا سے ہو کسی عبادت میں برابر  
 نہیں تاہنکہ جناب امیر المؤمنین ۳۰ نہیں قبول فرماتی تھے کہ کوئی شخص اون کے  
 ہاتھ میں بانی ڈالے وسطی و منو کے اور اسی آیت کو جو مذکور ہوئی تلاوت فرما  
 تے پس روزہ نسوان ناقصات العقول کا بنام حضرت شکر کشا یہ عبادت غیر  
 منقول ہے بلکہ سبب تشریح کے غیر صحیح و نامعقول ہے ہاں اگر روزہ پڑھتا



اگر میں اور ثواب اوسکا کسی خاصان خدا یا کسی اللہ ہدی کو ہدیہ کرین تو خوب و  
 بہتر اور ثواب اوسکا زیادہ و بیشتر ہوگا مگر صدقہ جو تھا سلفطرات میں اور وہ اور  
 چیزیں بہن بچلے اور دوسرے کہانا اور پینا کسی چیز کا نہ ہو کہ مبطل وزہ اور موجب تصاف  
 و کفارہ نہ ہو خواہ دوسرے عاۃ کہائی جائے ہو اور خواہ بطریق عادت  
 اوسکو کھائیں یا نہ مثل خال اور سنگریزہ کے اور بقیہ عنذ کہ جو بیج و نذرانہ  
 جائی بلع کرنا یعنی کھالینا اوسکا بھی مبطل صوم ہے اسلئے کہ اسکو بھی عرف میں اکل کہتے ہیں  
 اور رطوبت اور آب دہن کہ طبعاً حلق جاتا ہے مقطر صوم نہیں ہاں اگر متہیز  
 جمع کر کے بلع کرے تو بنا برا حوط بلکہ اقوی مقطر صوم ہوگا بلکہ صحیحہ جیہا میں اور  
 ہوا ہے کہ میں نہ مغیرہ کو رو زمین جو پتا ہوں پس آب بہن اوسکا میرے شکم  
 دہل ہو جاتا ہے فرمایا کہہ مضائقہ نہیں اور سطر ح بلغم وغیرہ خود داغ سے آتا ہے  
 اور بغیر اسکے کہ منہ اور حلق میں اور تر جاوے مقطر نہیں ہر چند نہ کہیں انفسا  
 داغ کا طرف حلق کے احوط ہے اور جو سنا انگوٹھی کا اور رفع تشنگی کے ضرر  
 نہیں رکھتا اور سطر ح جیانا روٹی کا واسطی طفل کے جناح مقول ہے کہ جناب  
 فاحمہ زہرا ۴ روٹی واسطی امام حسن کے اور پورا سطر امام حسین کے حالت  
 صوم ماہ رمضان میں جیاتی تھیں اور سطر ح پہلنا بچہ کو تر و مرغ کا اور چکنا تک  
 طعام کا بشرطیکہ اگر کچھ حلق میں نہ آوے اور احوط ترک ان امور کا ہے مگر  
 بوقت ضرورت اور کلی کرنا وضو میں کچھ مضائقہ نہیں اور غیر وضو میں ترک اسکا  
 بہتر ہے اور مستحب کہ بعد کلی کے تین مرتبہ آب دہن توک دے اور اگر مضام  
 میں پائے اختیار حلق میں ملا جاوے اور وضو واجب کرتا تھا تو کچھ عیب  
 نہیں

تو قصار و نیکي لازم ہے اور کلی کرنا و اسطر از الہ نجاست کے یا و اسطر دو کے یا بعد  
 کسی چیز کے منہ میں ڈالنے کیسی اتفاق ہو تو دور نہیں کہ حکم مضمضہ وضوی واجب  
 کا ہو جیسا کہ کہا گیا ہے اور احوط قضا ہے اور مبالغہ کہ مضمضہ منہ میں مکروہ ہے  
 اور متفق یعنی کلمین یا ڈالنا اگر پائے لیے احتیاط میں ملاحظہ تو کچھ اوسیر نہیں اور غرض  
 گل وغیرہ کا منہ ڈالنا مضائقہ نہیں مگر یہ کہ حلق میں اور تر جا چکا ہے کتاب علی بن حفصیر  
 میں منقول ہے کہ او نہوں نے اپنے بہائی حضرت امام موسیٰ کاظم سے یہ کہا کہ  
 روزہ دار کوئی چیز مثل روغن کے اپنے کانہیں ڈالے فرمایا اگر حلق میں نجاست  
 تو کچھ مضائقہ نہیں اور دخل کرنا دو کا سوراخ ذکر میں جائز ہے اور ترک میں احتیاط  
 ہی اور ناس لینا اور سرمہ لگانا کہ اثر اسکا حلق میں پیدا ہوا احتراز اس سے  
 احوط ہے اور اگر ڈلی وغیرہ آخر شب منہ میں رہ جائے اور تا صبح وار قناع مسر  
 منہ میں باقی رہے پس احتیاط قضا میں ہے اسلئے کہ مطنون سے کہ اجزاء صغار  
 او سکوا حلق میں گئے ہوں مگر یہ کہ ستمک ہو جائیں بہر حال احتیاط لازم ہے تیسرے  
 پچانا غبار غلیظ کا حلق میں اور وہ مقطر صوم ہے اور موجب قضا و کفارہ ہے  
 خواہ خود عمدہ اچھائے یا ایسی جگہ ہو کہ جان غبار حلق میں نہ جائے اور غبار عام کہ لال او یا کول  
 چیز کا ہوشل آٹمی وغیرہ کے یا غیر مالک کا مثل گرد و خاک کی اور غبار غلیظ کا مبطل  
 ہونا جماعی ہے مگر غیر غلیظ میں اختلاف ہے اور احوط اوسمیں ہی بطلان ہے  
 اور ایسا ہی حکم ہے دہونہیں اور حقہ پینے میں احتیاط اوسکے ترک میں ہے  
 بلکہ اقرب ہے اور جس غبار سے بچنا شکل ہو پس وہ موجب قضا نہیں اور اسطرح نجاست  
 بہا پ دیکھ وغیرہ کی مگر یہ کہ بکشرت ہو اور بعضے طلا مساک غبار سے مطلقاً  
 واجب نہیں جانتے اور بعضے درانا ہیرہ کا شکم میں مقطر ہوتے ہیں مثل چربی

وغیرہ کے اور یہ اثر کے احتیاط ہے کہ اول تقریظ اور دوسرے اقرار ہے  
 جو تھی جماع اور وہ حرام اور مفسد صوم ہے بالجماع اور اجوط یہ ہو کہ جماع عموماً خواہ  
 قبل میں ہو خواہ ڈبرن میں انزال ہو یا نہ ہو مفسد صوم قاعلاً و مقبول کا ہو اور  
 اسپرط و طلی بہایم سے اور لواط سے کہ یہ بھی حرام ہے بغیر کسی شرط کے اور بنا پر  
 احتیاط مفسد صوم ہے یا چونکہ استمناء یعنی باعث ہونا انزال منی کا بغیر جماع کے  
 اور وہ حرام ہے مطلقاً خواہ منی نکلیں اور اگر منی نکل آوے تو سبیل صوم ہی  
 ہے اور قضاء و کفارہ لازم ہے اور اسپرط جو فعل کہ عادتاً سبب انزال ہوتا ہے اگرچہ  
 قصد انزال نہ ہو بلکہ معانقہ و نظارہ کے کہ اگر منی بسبب انزال نکلے تو واجب کفارہ  
 و قضاء ہی اور اگر قصد انزال کرتا ہو اور منزل ہو تو یہ فعل حرام ہو اور روزہ پل نہیں  
 خواہ یا فعال بحرام ہوں خواہ بجلال اس لئے کہ صحیح عبد الرحمن بن الحجاج میں وارد ہے  
 کہتا ہے پوچھا میں نے حضرت امام جعفر صادق سے کہ ایک شخص اپنی زوجہ  
 ماہ رمضان میں بہت بازی کرتا تھا تا اینکہ منزل ہو گیا فرمایا او سیر کفارہ ہے  
 مثل اسکے کہ جو شخص مجامعت کرتا او سیر ہوتا تھوے عداً باقی رہنا جنابت پر ایسے  
 صبح ہو جائے بنا بر شہراعت فساد صوم ہے بلکہ دعویٰ جماع کا اسپرط ہے  
 اور اس حکم کو جلیقینات سے شمار کیا ہے اور حدیث صحیح میں احمد بن محمد نے  
 حضرت ابوالحسن سے نقل کیا ہے کہ پوچھا میں نے اس جناب سے کہ ایک شخص  
 نے نزدیکی کی اپنی زوجہ سے ماہ رمضان میں یا او سکو و استلام ہو اور وہ سو یا  
 عداً تا اینکہ صبح ہو گئی فرمایا او سدن امساک کرے اور او سیر قضا ہے اور قضا  
 ماہ رمضان حکم صوم ماہ رمضان کا ہے چنانچہ صحیح عبد اللہ میں وارد ہے کہ لکھا ہے  
 حدیث میں جناب امام جعفر صادق سے کہ اور وہ روزہ قضا ہے ماہ رمضان کے

رکھتا تھا کہ صبح کی اور احتیاج غسل کی تھی بسبب جنابت کے پس غسل کیا یا اپنا  
 صبح طالع ہوئی پس جواب لکھا حضرت نے کہ آج روزہ نہ رکھ اور کل روزہ رکھنا اور  
 حیض و استحاضہ و نفاس میں ہے احوط اور اچھا یہ ہے کہ قبل از طلوع صبح  
 غسل کرے اور جناب صادق ع سے منقول ہے کہ اگر عورت رات کو حیض سے پاک  
 ہو اور غسل کرے پھر سستی کرے اور یہ واقعہ ماہِ رمضان میں ہوتا ہے تاکہ صبح ہو جائے  
 اور سکوڑ میں قضا و سن و زہ کی ہو اور اگر غسل سے کوئی چیز مانع ہو تو تم کرے  
 اور طلوع صبح تک اور سکو باقی رکھو اور اگر بے اختیار ہو جاوے تو کچھ رمضان میں  
 مسئلہ اگر کوئی شخص ات کو محتلم ہو پس اگر بغیر نیت غسل جنابت کو سورہ  
 اور صبح تک بیدار نہ روزہ اور اسکا فائدہ ہے اور اگر غسل کا قصد تھا اور بیدار نہ  
 روزہ اور اسکا صحیح ہے اور اگر قبل از صبح بیدار ہوا اور بارادہ غسل بہر سو رہا اور صبح  
 تک نہ اوٹھا روزہ اور اسکا باطل ہے اور قضا لازم ہے اور اگر دوبارہ ہی بیدار ہوا  
 تھا اور پھر بقصد غسل سو رہا اور صبح تک آنکہ نہ کلمی قضا اور کفارہ و دونوں واجب  
 مسئلہ اگر کوئی شخص دن کو محتلم ہوا اسکے روز میں کچھ غسل نہیں و اگر نماز  
 کے غسل کرے علی الشراعیع میں عمر بن زید سے منقول ہے کہتا ہے کہ عرض  
 کی میں نے خدمت جناب صادق ع میں کیا سبب کہ اصطلاح مفطر صوم نہیں  
 وجودیکہ مباشرت مفطر صوم ہے فرمایا کہ نکل فعل اس شخص کا ہے اور اصطلاح  
 بلا قصد وقوع میں آتا ہے بلکہ اگر رات سے صبح تک سوتا رہے اور صبح کو اچھو  
 اور معلوم ہو کہ محتلم ہوا ہے جب ہی روزہ اور اسکا صحیح ہے چنانچہ ہی مضمون  
 حدیث میں وارد ہے اور اگر وقت گنجائش رکھتا ہو نماز صبح کو بعد غسل کے بخلاص  
 والا تم کہے تبیہ ہمیشہ اصطلاح بقا جنابت ہوا ہتھام ہکا کہ رات سے جا بھو

کہ صبح صادق کو حالت طہارت میں یا دسے جیسا مذکور ہوا بخلاف اور مسقطرات  
 کے کہ اونہیں اسکا صبح سے چاہئے مسئلہ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں جنب  
 ہو اور غسل کو بھول جاوے تا انکہ تمام ماہ رمضان گذر جاوے قضا نماز کی اور سکولانہ  
 ہے اجماعاً اسلئے کہ نماز مشروط بالطہارت ہے اور ظاہراً فقہار و زہری کی نہیں ہے  
 اسواسطے کہ بقا بر جنابت عمداً ممنوع ہے نہ نسیاناً اور یہ مسئلہ عالی اشکال سے نہیں  
 و اللہ العالم بحقیقۃ الحال مسئلہ ظاہراً روزہ سنتی میں بقا بر جنابت مضایقہ تہنیر  
 رکھتا چنانچہ روایت ششمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سومروی ہے  
 کہ عرض کی میں نے کہ خبر دیجیے مجکو روزہ سنتے سے اور ان میں دن سے کہ جسوقت جنب  
 ہو نہیں اور سورہوں عمدتاً تا انکہ صبح ہو جاوے روزہ رکون یا نہ رکون فرمایا  
 روزہ رکہ اور اور حدیثیں ہی اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں ساتوں ارتماس  
 یعنی غوط لگانا بانی میں نزدیک اکثر فقہاء کے مقصد صوم ہے بلکہ سید مرتضیٰ علم  
 الہدی مدعی جماع کے ہیں اور بیعت امامادیت صحیح اسباب میں واروہین  
 اور مرتضیٰ نبی کا تحریر ہے اور احوط بلکہ اجود یہ ہے کہ مفسد صوم ہے اور جنب  
 قضا و کفارہ اور ارتماس عبارت اس سے ہو کہ سر کو اندر پانکے ڈبوئے پھر چنڈ بال کے  
 یا تمام بدن باہر پانکے ہو یا منافذ مثل سوراخ گوش یا منفذ بینی بند ہو اور ظاہراً  
 فرق درمیان روزہ واجبی اور نبی کے نہیں اور اگر آدابہر پانکے ڈبوئے اور بعد  
 شوئی دیر کے نصف دو ہلڈ ڈبوئے ظاہراً ارتماس صادق نہ آئیگا مسئلہ  
 غسل واجبی یا سنتی روز میں بطریق ارتماس کرے تو غسل بھی صحیح نہیں ہے  
 مسئلہ اگر روزہ دار کو کوئی شخص حوض میں گرا دے یا خود بے اختیار گر پڑے  
 یا بگمان اسکے کہ غوط نہ لگاؤنگا او ہمیں کو دے اور غوط کما جاوے تیسو مرتبہ

روزہ فاسد ہوگا لیکن تیسری صورت میں احتیاط بہتر ہے مسئلہ اگر تب  
 غصیبی عین غسل ارتماسی ہوگا کہ روزہ صحیح ہے اور غسل باطل ہے اسدی طرح تین  
 طلا و نقرہ کا حکم ہے مسئلہ اگر لڑکا یا کوئی چیز کہ مالیت رکھتی ہو جو حق میں  
 گرجائے اور بغیر غوطہ کے نہ مکمل سکے اور احتیاج غسل کے ہو تو غسل سنا  
 اس نیت کے مجھے درست ہو جاوے گا لیکن اگر روزہ باطل ہوگا  
 انہوں میں تین گونا گونا گونے صوم ہے اگرچہ اعتباراً خود فی کرہ سے خواہ ضرورت  
 اور حاجت تین کے ہو خواہ نہ ہو قصار و زری کی لازم ہے اور کفارہ احوط ہے  
 اور صورت آخر میں گنہگار یہی ہوگا اور جب کو عرف میں تین کرنا کہیں نہ شرعاً سمجھ  
 بس اگر کوئی کثیر یا گنہگار سے باہر آوے تو وہ تین نہیں کہلائیے اور اس طرح  
 اگر ہمراہ ڈکار وغیرہ کے پانی یا غذا منہ میں آجاوے اور بہر حال تین میں علی باو  
 بان اگر فضا سے دہن میں آجاوے اور اسکو پہر بلع کرگاتو قضا اور کفارہ لازم  
 ہے اور اگر اسکو زمین پر گرا دیکاتو کہہ نہیں تو تین افترا کرنا خدا و رسول پر خند  
 دروغ مطلقاً علی المصوم نسبت کرنا اور سبکی طرف خدا و رسول کے حرام ہے اور  
 اس میں کچھ اختلاف نہیں مگر اس بات میں کہ بسطل صوم ہے یا نہیں اختلاف  
 ہے بعضی علماء متقدمین مثل شیخ ابو جعفر طوسی اور شیخ مفید علیہما الرحمہ  
 بسطل صوم جانتے ہیں بلکہ بعض علماء نے اسپر دعویٰ اجماع کا کیا ہے اور  
 بعضی علماء متاخرین مثل صاحب التجرۃ و صاحب ریاض المسائل نے پیروے  
 علماء متقدمین کی اس سئلہ میں کی ہے اور بعضی مفسد صوم نہیں جانتے  
 اور صاحب مدارک نے اور شیخ نجفی یعنی صاحب جوہر الکلام نے یہی اختیار  
 کیا ہے اور قول اول بیشک احوط ہے اسپر عمل کرنا لازم ہے اور مردار و کذب سے

یہ ہے کہ جانتا ہو کہ یہ بات خلاف واقع ہے اور برکتنا ہے کہ خدا یا رسول نے ایسا فرمایا ہے اور اگر اس کے عقائد میں کذب نہیں ہے تو کذب میں محسوس ہوگا اگرچہ فی الواقع کذب ہو جیسا کہ کہا ہے بعض فاضل نے اور خدا و رسول اور ائمہ معصومین میں کچھ فرق نہیں یعنی جو حکم کذب علی اللہ و الرسول کا ہے وہی حکم کذب علی المعصومین کا ہے اور ہمیں شک نہیں ہے کہ بغیر علم مسائل اور اجتہاد کے فتوے دینا منع ہے اور دخل کذب علی اللہ و الرسول ہے دوسرے میں احتقان یعنی عمل لیتا بغیر ضرورت کرام ہے بنا برائے واظہر واشہر کے اور مقصد صوم ہے بنا برائے حوطہ خوشا کسیکہ زدہ چنیف نفس کنڈیرای روزہ کہ سلام برابر درست بنا، زائل و شرب جماع و زارتاس و تخیار، چوتھے و حقہ بقا جنابت ہمتنا، برین قیاس بود کذب بر خدا و رسول، کہ حرمت است برایش بغیر شتھاہر صد تخم احکام ناسی اور جاہل میں چونکہ تعریف صوم میں شہدا استعمال مفطرات کو اختیار کیا ہے پس جو مفطرات کہ مذکور ہوئے کوئی اور نہیں سے مفطرت نہیں ہے مگر اس وقت کہ بقصد اور اختیار دیدہ و دانستہ کہ میں روزہ نہ ہوں اور کسی مفطر کو عمل مزایا تو روزہ باطل ہے پس اگر بولے کسی مفطر کا احتمال کرے تو روزہ باطل ہوگا اور قصدا و کفارہ کہ لازم نہیں چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ چنانہ صادق ہے جو چاہا کسی شخص نے بولا ہے کما یا اور میا اور میرا دایا کہ میں روزہ ہوں فرمایا حضرت نے کہ روزہ او سکا نہیں گیا یہ رزق مقبوم تھا جانتے خدا چاہو کہ روزہ کو تمام کرے اور سطر کفر بقصد و ارادے کے کسی مفطر کا احتمال کرے مثل اسکے کہ شجر وغیرہ علق میں بلا گیا یا غبار فلیظ سے احترا ممکن نہاورد و علق میں اوتر گیا یا کوئی چیز اسکے علق میں ڈالی گئی یا اسقدر او سکوا یا تر



کہ بے قصداً و سنو کوئی چیز کھائے پس ان صورتوں میں روزہ باطل نہوگا اور اگر اسکو  
 ڈراوین اور بقرآن معلوم ہو کہ اگر فطار نہ کرے گا تو ضرراً و سکو یا اسکی عیال کو یا مال کو  
 یا اور کسی برادر یا مائی کو بچھاوے گا کہ لایق اسکی حال کا نہیں اور وہ تحمل اسکا تو سکا  
 پس بقصد افطار کرے یا یہ کہ بسبب خوف مخالفین کے پیش از غروب افتنا  
 مثلاً افطار کرے ان وتوں صورتوں میں فقط قصداً و سبب واجب ہوگی جیسا نوحہ جانا  
 صادق ہے منقول ہے اور مفاد اسکا یہ ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ میں  
 ابو العباس سفاح کہ حاکم وقت تمام مقام خیرین اسکے پاس گیا اسکو کہا کہ ای  
 ابو عبد اللہ آج کے روز میں کیا کہتے ہو میں نے کیا یہ تیری رای پر ہے اگر تو روزہ  
 رکھیگا میں ہی روزہ رکھوگا اور اگر تو افطار کرے گا میں ہی افطار کروں گا پس اسکو  
 ایسے غلام کو بلا یا اور کہا کہ خوان طعام لاسنچ اور اسنے کہانا کھایا حالانکہ  
 بجز امین جانتا تھا کہ یہ دن ماہ رمضان کا ہے پس افطار کرنا میرا اوس دن اور  
 قصداً کرنے اسکی محبوب اور آسان تر تھا اسنے کہ وہ مجھکو ہلاک کرنا اور  
 مننے عبادت خدا کی ہوتی اور جب بسبب گمراہ یا تقیہ کے افطار کرے  
 تو چاہئے کہ بقدر حاجت کھاوے اور زیادہ نہ کھاوے مثلاً اگر  
 ایک دلقمہ میں غرض تقیہ کی صل ہو جاوے اور اس زیادہ کھاوے تو چاہئے  
 کہ کفارہ بھی دیوے اور سب طرح اگر غرض تقیہ کی کھانسیے صل ہو جاوے  
 تو بانی نہ پئی یا بالعکس اور اگر جاہل مسئلہ ہو تو اس میں چار قول ہیں ایک یہ کہ  
 قصداً و کفارہ دونوں لاجم ہیں جاہل ہو یا عالم دوسرے یہ کہ جاہل مسئلہ معذور  
 ہو اور تکلیف قصداً و کفارہ کی مقصور علم پر ہے تیسرے یہ کہ قصداً رکھا اور کفارہ  
 نہیں ہے چوتھی یہ کہ تکلیف جاہل غیر مقصر کے فقط قصداً ہے اور اگر مقصر ہے

توقضا و کفارہ دونوں لازم ہیں اور گنہگار بھی ہوگا اور جاہل مقصر وہ شخص ہے  
کہ متنبہ ہوا ہوا تحقیق مال نہ کرے تاہیکہ حال تکشف ہو جاوے اور غیر مقصر وہ  
کہ اس کو مطلقاً تنبیہ بھی نہ ہوئی ہو اور قول اول مشہور ہوا اور قول تیسرا  
نزدیک اکثر متاخرین کے ہے اور یہاں وجہ ہے اور زیادہ اور جو قول چوتھا ہی مقصد  
تیسرا اقسام صوم میں معلوم ہو کہ صوم کی پانچ قسمیں ہیں صوم مندوب صوم واجب  
اور صوم مکروہ اور صوم حرام اور یہ مقصد ضمن میں چار باب کو بیان ہوتا ہے  
باب پہلا صوم مندوب میں اور اسکی دو قسمیں ہیں پھلے وہ روزے کہ  
مختص کسی وقت سے نہیں مثل صوم دہر یعنی روزے تمام ایام سال کے سوا ایک  
مشتتا کے چنانچہ ثواب الاعمال میں منقول ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا نے کہ جو  
شخص ایک روزہ راہ خدا میں رکھو اجر و ثواب اسکا مثل اس کے ہو کہ تمام سال روزہ  
رکھا ہو اور کتاب مجالس میں جناب سولہ ام سے منقول ہے کہ فرمایا جو شخص  
ایک روزہ تطوعاً بقصد ثواب رکھو گا مغفرت اسکی واجب ہوگی اور دوسرے  
حدیث میں وارد ہے کہ جناب سولہ خدا نے فرمایا کہ جو شخص ایک روزہ سنتی  
رکھو پس اگر بقدر تمام زمین کے سونا اسکو دین اجر و ثواب اسکا جو قیامت  
ہو مثل اس کے نہوگا اور اسدلال مقصود پر ان امانت اور انکو امثال سے یوں  
ہے کہ جب وزیکو مطلق فرمایا پس ہر روز ہر ستمبار روزہ رکھ سکتا ہے اور ایک  
حدیث میں ابن عباس سے منقول ہے کہ کہیں اسے حال صوم مستحب کا پوچھا  
اونہوں نے کہا اگر چاہے تو روزہ رکھ مثل روزہ حضرت داؤد کے کہ وہ عابد  
ترین مردم تھے تاہیکہ جناب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ بہترین روزہ ہار روزہ  
ہمائی داؤد کا ہے کہ ایک روز روزہ رکھو تمھے اور ایک دن افطار کرتے تمھے

اگر روزہ حضرت سلیمان کا چاہے تو وہ تین دن اول ماہ میں اور تین دن وسط ماہ  
 میں اور تین دن آخر ماہ میں روزہ رکھتے اور اگر روزہ حضرت عیسیٰ کا چاہو تو وہ صائم  
 اللہ ہر تہہ اور مطلقاً افطار نہ کرتے تھے اور اگر روزہ حضرت مریم کا چاہے تو وہ دو  
 دن روزہ رکھتی تھیں اور ایک دن افطار کرتے تھیں اور اگر روزہ جناب پیغمبرؐ  
 چاہے تو وہ حضرت ہمنہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ صوم  
 دہریہ ہے اور اس حدیث میں دو جگہ سے مطلب حاصل ہوتا ہے ایک تجویز ظیقہ  
 حضرت عیسیٰ سے کہ وہ ہر روز روزہ رکھتے تھے اور دوسرے فرمانا حضرت کا  
 کہ صوم دہریہ ہی اور اس طرح کی تشبیہ بہت جگہ امام دین میں وارد ہے اور دوسرے  
 قسم صوم مندوب کی یہ ہے کہ وقت اس کا معین ہے مثل صوم پنجشنبہ اول  
 اور پنجشنبہ آخر اور چہار شنبہ اول عشرہ ثانیہ سے اور تین روزے ہر مہینے  
 میں ثواب عظیم رکھتے ہیں اور مذہب شیعہ میں معروف اور متعارف ہیں اور  
 تقدیم و تاخیر میں اسکی اجازت ہے اور ہر گاہ بسبب مرض کے نہوسکے تو قضا  
 کرے اور اگر نسبت پیری کے عاجز ہو تو عوض ہر روز کے ایک دیا ایک روم  
 فدیر دیوے اور ظاہر امر اداوس سے ہی پنجشنبہ اول و آخر اور چہار شنبہ اول  
 عشرہ ثانیہ سے ہے اور صوم ایام میں یعنی تیرہویں اور چودھویں اور پندرہویں  
 ہر مہینہ کی مروی ہے کہ جو ایام بغض میں روزہ رکھی گویا اسے تمام سال روزہ  
 رکھی اور جناب امیر المؤمنین ع سے منقول ہے کہ فرمایا جناب سول خدا نے  
 کہ جب تیل میرے پاس آئے اور کما کو علی سے کہ تین روزے ہر مہینہ میں کہیں  
 کہ ثواب پندرہ روز کا مثل ثواب ہزار برس کے روزہ کا ہے اور ثواب دوسرے روزہ کا پندرہ  
 ہزار سال کا ہے اور ثواب تیسرے روزہ کا ثواب لاکھ برس کے روزہ کا واسطی

اونکے لکھا جاوے گا عرض کی مینے کہ یا رسول اللہ آیا یہ ثواب خاص و وسطیٰ ہے  
 ہو یا واسطیٰ ہر شخص کے عموماً فرمایا خداوند عالم یہ ثواب تجکو عطا فرمائے گا اور جو شخص  
 کہ مثل اس عمل کے بجالا وی عرض کی مینے کہ وہ کون تین دن میں فرمایا یا ام مین  
 تیرہویں اور پچھوہویں اور پندرہویں اور نثل صوم و زعمیر کے کہ وہ اٹھارہویں  
 ماہ ذی الحجہ کی ہے اور روزہ اسکا سات برس کے اعمال سے افضل ہے اور  
 روزہ روزِ نبی کا کہ وہ ستائیسویں ماہ رجب کی ہے کتاب مجالس میں  
 صادق سے منقول ہے فرمایا جو شخص کہ روزہ رکھے ستائیسویں ماہ رجب  
 کو لکھو گا مقبلاً نہ واسطیٰ اسکے ثواب ستر برس کے روزوں کا اور ریان میں صلیبی منقول  
 ہے کہا اوستے کہ روزہ رکھا ابو جعفر ثانی یعنی امام محمد تقی نے جب تھے  
 وہ جناب بغداد میں پندرہویں ماہ رجب کو اور ستائیسویں ماہ رجب کو اور  
 ہر ماہوں نے اس جناب کے اور روزہ روز ولادت جناب سالت مآب کے وہ  
 سترہویں ماہ ربیع الاول کے ہر تیار ہمشہور اور ثواب اسکا مثل ثواب روزہ ایک  
 سال کے ہے بنا بر بعض اخبار کے اور روزہ روزہ یعنی نوین ماہ ذی الحجہ کو  
 بلکہ عشرہ سے نوین تک ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص ان دنوں  
 روزہ رکھتا اسی مینے کہ روزوں کا ثواب واسطیٰ اسکے لکھا جائے گا ایسے اگر نوین کو پوری روزہ  
 رکھیں گا تو ثواب تمام سال کے روزوں کا کہیں کے اور روزہ روزہ یعنی چوبیسویں  
 ماہ ذی الحجہ کو اور روزہ روزہ جو الارض کا کہ وہ چھبیسویں ماہ ذیقعدہ کے ہے اور  
 روزہ اس کا برابر روزہ ساٹھ مینے کے ہے اور روزہ تمام ماہ رجب کا  
 یا جعفر کہ ہو سکے پہلے کہا حدیث متواتر اس باب میں وارد ہیں چنانچہ جناب  
 امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ حضرت انس بن مالک و علیہ السلام

غزہ جب کو کشتی پر سوار ہوسے تو اور اپنے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ آج روزہ رکھو  
 اور فرمایا تھا کہ جو شخص آج روزہ رکھو گا آتش جنم اوس سے بقدر ایک سال کے راہ  
 کے دور ہو جاوگی اور جو شخص ساتہ دن روزہ رکھو گا ساتوں دروازے جہنم  
 اوس پر بند ہون گے اور جو شخص کہ اٹھ دن روزہ رکھو گا آٹھوں دروازے جہنم  
 کے اوس پر کھل جائیگی اور جو شخص پندرہ دن روزہ رکھو گا سوا سال اوس کا مقبوض  
 ہے اور جو شخص زیادہ کرے گا حق سبحانہ و تعالیٰ و اسطو اوسکے ثواب میں زیادتے  
 فرمایا اور روزہ ماہ شعبان کا نام مہینے میں بالجہ ماہ میں ہر چند آہین اختلاف  
 یہی ہے عبد اللہ از دی سے منقول ہے کہتا ہوں کہ سانسینے جناب صادق ع  
 کہ فرماتے تھے جو شخص کہ اول روزہ شعبان میں روزہ رکھے جنت و اسطو اوسکے  
 واجب ہو اور جو شخص نہ و دن روزہ رکھے خداوند عالم پر نظر رحمت اوسکی طرف نظر  
 فرماتا ہے ہر شب روز دنیا میں اور ہمیشہ جنت کے اور جو شخص کہ تین  
 دن روزہ رکھے خداوند کریم کی عرش پر شبست میں زیارت کرتا ہے یعنی خدا کی  
 نعمتوں خاص سے فائز ہوگا اور روزہ روز نور روز گاجناب صادق ع سے  
 منقول ہے کہ فرمایا جب روز نور روز ہو پس غسل کر اور لباس نفیس پہن  
 اور معطر کر ایسے مٹین اور چاہئے کہ اوس دن تو روزہ سے ہو اور روزہ ہر  
 پنجشنبہ کا بنا مشہور اور روزہ ایام ولادت امہ مکار و ہر شکر اور تحقیق اوسکے  
 جدول سے جو جناب مفتی صاحب نے تحریر کی ہے یاقتلان اقوال اور روضۃ الاحکام باب  
 صوم میں بخوبی ہے ارشاد معلوم ہو کہ روزہ سنتی کہتا اوس شخص کو  
 کہ جسکے ذمہ میں قضا ماہ رمضان کے ہو بنا برت ہو جائز نہیں چنانچہ صحیح  
 حلبی میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص کے ذمہ یکہ روزہ سے ماہ رمضان کے ہون آیا

آیا وہ روزہ سنتی رکھ سکتا ہے فرمایا کہ تا ایکہ او اگرے او سکو جو او سکے  
 زامہ قضا ہے ماہ رمضان کی اور کتاب من لایحضرہ الفقہیہ میں لکھا ہے کہ  
 عایشین اور روایتین امہ عکبیت اس باب میں وارد ہیں کہ نہیں جائز ہے  
 روزہ سنتی اوس شخص کو جو مشغول الذمہ روزہ واجب کا ہو اور اسطرح جزو بیہ کو  
 یے اذن شوہر کے روزہ سنتی نہ رکھنا چاہئے اور غلام کو بغیر اجازت آقا کے  
 اور روزہ فرزند کا بغیر اجازت والدین کے اختلاف ہے ہوا ورا حوط یہ ہے کہ  
 ترک کر کے اس لئے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ تیکے فرزند سے یہ ہے کہ روزہ  
 سنتی بغیر اجازت والدین کے نہ رکھے اور تمہ خیر میں یہ ہے کہ اگر ایسا کرے گا تو وہ  
 فرزند حاق ہے اور روایت مشام بن الحکم میں جناب امام جعفر صادق ع  
 مشغول ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ تفقہ مہمان سے یہ ہے کہ روزہ سنتی بغیر  
 اجازت میزبان کے نہ رکھے اور اطاعت و جہ سے یہ کہ بے اجازت شوہر کے روزہ  
 مستحب نہ رکھے اور نیکے سے غلام کے اور فرما نیز دارسی سے او سکو یہ ہے کہ بے  
 اذن مالک کے روزہ سنتی نہ رکھے اور نیکی سے فرزند کے یہ ہے کہ بغیر اذن نیز  
 کے روزہ مستحب نہ رکھیں والامہان جاہل اور زوجہ عاصی اور غلام ناقصان  
 فرزند حاق ہوگا اور حکم مہمان کا جو اس حدیث میں مذکور ہے او سکا بیان  
 آگے امیگا اضافہ جب کوئی مومن کسی برادر ایمانی کی ضیافت میں ہوتا ہے اور وہ  
 روزہ سے ہو تو مستحب ہے کہ نہ کھائے اور کھائے اور یہ بہت مشہور  
 ہے اور احادیث بھی اس باب میں بہت مذکور ہیں لکن جیذا ص قابل قصر فر  
 میں اول یہ ہے کہ غرض افطار سے خوش کرنا مہاندار کا ہو چنانچہ حدیث  
 میں وارد ہے کہ جب کوئی شخص نیت روزگی کرے اور کسی برادر مومن کے

گہرا جوے اور وہ اوس سے التماس کرے کہ روزہ افطار کر چاہیے کہ افطار کرے  
 اور اوسکو خوش کر دے کہ ایک روزہ بمنزلہ دس روزوں کی محسوب ہوگا اور  
 یہ کہ نیت تمام دن کے روز کی ہو کہ حقیقہ روزہ وہی ہے پس اگر اول سے  
 قصد افطار ہو یا قبول دعوت کا قصد ہو تو روزہ ہی باطل ہے چہ جائیکہ تو آ  
 ہو تیسری یہ کہ فضل ہے کہ نمازدار کو اطلاع دے کہ میں روزی سے ہوں  
 سئلے کہ ہمیں شائبہ احسان و منت اور زیادہ سمعت ہے اور صحیح جیل میں وارد ہوا  
 کہ جو شخص روزیے ہوا اور کسی برادر موس کے یہاں جاوے اور اوسکی فترا  
 سے افطار کرے اور اوسکو یہاں سے مطلع بھی کیا ہوا اور احسان ترک ہو تو مقبلی  
 و تعالیٰ ثواب ایک سال کو روزوں کا وسط اور سکے لکھتا ہے اور مطلب یہ ہے  
 کہ خود اٹھانے کرے اور اگر وہ بوجہ تو انکار یہی نہ کرے جناب صادق عری منقول  
 ہے راوی نے کہا ایک شخص روزی سے ہوا اوس سے بوجہ کہ تو روزی سے  
 ہوا سے کہتا نہ فرمایا حضرت نے یہ جھوٹ ہے چوتھی استجاب افطار اور قبول دعوت  
 عام ہے اس سے کہ کسی ہونے پہلے سے اسان مہمانی کا مہیا کیا ہو یا نہ کیا ہو بلکہ اسی وقت  
 التماس افطار کیا سئلے کہ حد متین مطلق ہیں اور دونوں صورتوں تکہ شامل ہیں  
 اور احوال سور بہ نفع حاصل یا بچوین یہ کہ امر مذکور یعنی افطار کرنا  
 روزہ مستحب کا خصوصیت نہیں کہتا کہ قبل زوال افطار کرے اور بعد زوال  
 کے نہ کھولی بلکہ بعد زوال کے بھی کھول سکتا ہے اسلئے کہ احادیث مطلق میں  
 بلکہ روایت ابن جندب میں وارد ہے کہ میں کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہوں  
 اور وہ کہنا کہ ہوتی ہیں اور میں نماز عصر سے فارغ ہوتا ہوں اور وہ مجھ کو تکلیف  
 افطار دیتی ہیں فرمایا افطار کر کہ یہ فضل ہے چوتھی کہ کچھ فرق نہیں ہمیں کہ افطار



اوسہ شاق دشوار ہو یا نہ ہو بلکہ ہر گاہ شاق ہو تو اولیٰ ہے اسلئے کہ حدیث میں وارد ہے کہ افضل اعمال وہ ہے جو زیادہ دشوار ہو سالتوین کیا گیا ہے کہ احتیاب افطار اور قبول دعوت معلق اور مشروط اس صورت پر نہیں کہ اگر یہ قبول نہ کر لگاتو اسکو ناگوار ہوگا لکن بعض احادیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ رعایت اس امر کی کرے یعنی اگر دیکھے کہ افطار نہ کر نیکی باعث ملال دعوت کند کو نہ ہوگا تو افطار نہ کرے چنانچہ روایت حسین ابن حماد میں وارد ہے کہ خدمت جناب صادق ع میں عرض کی میں نے کہ میں روز میں ایک شخص کے یہاں جاتا ہوں وہ مجھے کہتا ہے کہ افطار کر حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ امر اوسکو محبوب تر ہو پس افطار کر آٹھویں کتاب کافی میں ہے کہ امام زین العابدین ع سے منقول ہے کہ ایک جماعت مجھ کو منیر گذرے اور دراز گوش پر سوار تھے اور وہ لوگ پاشت کھاتے تھے اور انہوں نے حضرت کو بلایا فرمایا کہ اگر میں روز سیر نہوتا تو دعوت تمہاری قبول کرتا پس اس حدیث میں اور احادیث سابق میں ستافات نہیں اسلئے کہ محتمل ہے کہ کہ روزہ اور سجناب کا واجب ہو مثل نذر وغیرہ کے اور موید اسکا یہ ہے کہ مستحبات میں کتمان افضل ہے اور واجبات میں اعلان اور اظہار اور حضرت نے بیان فرمایا کہ میں روزہ سو ہوں تو میں یہ کہ ظاہر اکثر اخبار کا یہ ہے کہ یہ ثواب ہر شخص کے ہے کہ کسی بڑا یا نیکی گھر لٹو رہی مانی کے جاوے اور یہ جو رسم زمانہ ہے کہ ایک ہی گھر میں باہم دیگر روزہ مندوب کھواتے ہیں اور یکہ مثل بان و قلیان وغیرہ کے کھلاتے پلاتے ہیں سب یہ بالخصوص منصوص نہیں بلکہ حدائق سے ایسا استفاد ہوتا ہے کہ بیچنا فرمہ یا شیرینے کا واسطہ افطار کے دخل اخبار نہیں اور ثواب اوسبہ قریب نہیں جناب مفتی صاحب دام ظلہ

فرماتے ہیں کہ بنابر اکثر اخبار کے یہی ہے جو اونہون نے کہا لیکن متبع اخبار  
 و آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدار کار خوش کر ناموں کا اور کمانا کمانا  
 برادر ایمانی کا موجب ثواب ہو لیں رحمت خداوند کریم سے بعینہیوں کی یہی عہت  
 ثواب ہوتی ہے اور ایت شعی سے ایسا ہر ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شخص نے  
 نیت روزہ کی کیس ملاقات کی اس نے برادر ایمانی سے اور اس وقت اس کا  
 کہ روزہ افطار کر آیا وہ شخص روزہ افطار کرے فرمایا کہ روزہ مستحب ہے تو کا  
 ہے اور محسوب ہو گا اور ایک حدیث میں جناب صادق سے منقول ہے  
 کہ فرمایا حضرت نے افطار کرنا تیرا نیا ظاہر برادر مسلم اور دخل کرنا تیرا کا اور سکون و اطمینان  
 ہے تیرے روزہ سے اور جناب امام موسیٰ کاظم سے بھی مثل اس روایت  
 کے وارد ہے اور روایت اسحاق بن عمار میں جناب صادق سے مروی ہے  
 کہ افطار تیرا وسطیٰ برادر مومن کے فضل ہے تیرے صوم مستحب ہے اور روزہ  
 حسین بن حماد میں منقول ہے کہ فرمایا اس جناب نے کہ جب کوئی برادر مومن  
 تجھ سے کوئی کھانا کھاؤ گا لاکھ تو روزہ دار ہو جس کھالے اور اس کو لجا کر کہ وہ  
 نیکو قسمین سے پس ہر عین مام اور واضح اور مناسب تر اس مقام کے میں اور  
 ملاقات اور افطار عام ہے کہ خواہ پہلی دعوت کی ہو خواہ نہ کی ہو دسویں کی بعض  
 روایات سے ایسا مستفاد ہوتا ہے کہ جب کوئی قضا کے روزہ سے ہو اور کسی  
 برادر ایمانی کے کہ جاوے اور وہ دعوت کرے تو یہ شخص افطار کر ڈالے  
 چنانچہ حدیث شعی میں وارد ہے کہ اگر ہوئی روزہ قضا کا تو میرا سکی قضا  
 کر ظاہر ادا یہ ہو کہ اگر وقت قضا کا وسیع ہو تو اس دن دعوت میں افطار  
 کرے اور پھر قضا کا روزہ ادا کرے لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ قبل از

زوال و سنی دعوت کی ہو اور بعد زوال اجابت دعوت نیا ہے فقط + + +

### باب سوم

روزہ ہای مکروہ بیان نہیں اور وہ کئی ہیں مثل اسکے کہ مہان کلمغیر اجازت مہاندار کے  
 روزہ سنتے کہنا مکروہ ہو مثل روزہ نوین نیچ کے کہ بسبب اختلاف رویت احتمال عید کا  
 ہو یا بسبب وزی کے ایسا ضعف ہم بھی کہ دعا عرفہ وغیرہ نہ پڑھ سکا اور مثل  
 چہرہ ورنجالی در پی بعد عید فطر کے چند بعضی صحاب قابل اسکے استجاب کی  
 ہیں لیکن مستند انکار روایت عامیہ ہے اور شیخ طوسی نے مصباح میں انکو مستحب  
 نہیں جانا ہے بلکہ کرامت الکی فتوا ہے بعض صحابکا اور حدیث میں وارد ہوا ہے  
 کہ بعد عید قربان کے تین دن اور بعد عید فطر کے تین دن روزہ نہیں پڑا اور  
 موثقیہ حریر میں آرو ہے کہ جب افطار کری تو روزہ ماہ رمضان کو بھروسہ  
 سنتی ترکہ مگر بعد تین دن کے اور اس حدیث میں تاکید ہے اور یہ دونوں حدیثیں  
 روایت عامیہ پر چھان سکتی ہیں اور اولہ سنن میں مسامحہ اس صورت میں ہے  
 کہ معارض و سکا امر اچھو باب تیسرا روزہاے حرام کے بیان میں اور وہ  
 مثل روزہ عیدین اور ایام تشریق یعنی گیارہویں اور بارہویں اور تیسویں  
 ذی الحجہ کو جو وسطی وین شخص کے کہ منی میں ہو اور تاسک حج یا عمرہ بجالاتا ہو اور  
 مثل روزہ یوم الشک کے بنیت واجب جیسا کہ بیان ہوا اور مثل روزہ بدر بصیت  
 کے اور مثل روزہ صمت یعنی روزہ بقصد و نیت سکوت کی بیج و صیت نبوی کو وسط  
 علی کے ہر اور صوم صحت حرام ہے پس اگر یہ امر نیت میں داخل نہوا اور روزہ میں  
 بات نکرے تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ بعض خطب سید عرب سے فضیلت سکوت کی ظاہر  
 ہوتی ہے چنانچہ مذکور ہوگا اور مثل صوم وصال کے یعنی بقصد و نیت اسکے کہ سحر تک

افطار نکرنا بنا بر دو حدیثوں صحیح کے یا نیت و روزوں کی پی در پی تہمت  
 درمیان بنا بر ایک وایت ضعیف کے اور محقق علیہ الرحمہ نے معتبر میں سبکا اعتبار  
 کیا ہی جیسا کہ شیخ بہار الدین عالمی نے اپنی رسالہ اثنا عشریہ میں اونسو نقل کی ہے  
 حاصل کلام حرمت صوم وصال کے بنا پر وہ نفسیوں کے بلا اشکال ثابت ہی ہو سکتا ہے  
 کہ تشریح لازم آتی ہے اور مثل صوم واجب کے سفر صبح میں اور مثل صوم مریض کے  
 کہ ذکر اور سکا اور یگانا اور مثل صوم الدہر کی کہ روایت زہری اور رضوی میں وارد ہے اور  
 ظاہر کلام اکثر علماء کا یہ ہے کہ حرمت صوم الدہر کی اس لئے ہے جو کہ روزہ حرام مثل غیب  
 وغیرہ اس میں داخل نہیں ہیں اگر ایام حرمت میں روزہ نہ رکھے تو حرام نہ ہوگا آپ فرماتے  
 ہیں کہ گمان میرا یہ ہے کہ روزی تمام سال کے پی در پی رکھنا اگر یہ ایام تہمتی میں  
 نہ رکھے جب بھی بکروہ ہے اگرچہ کراہت بمعنی اقلیت ثواب ہے اور جو حدیثیں کہ  
 مطلق صوم کی فضیلت دلالت کرتے ہیں اور او سمین قید کسی دن کی نہیں ہے احتیاج  
 اور فضیلت متابع صوم بر تمام سال کی دلالت نہیں کرتے ہر چند شیخ حنفی نے سوال  
 میں ان احادیث کو باب احتیاج صوم پر یوم میں ذکر کیا ہے بلکہ بعض احادیث  
 کراہت متابع کے ظاہر ہوتی ہے روایت محمد بن مسلم میں جناب صادق سے  
 وارد ہے فرمایا اے جناب سونڈا اولاد مبعوث ہوئے تو ہمیشہ روزہ رکھتی تھی  
 تا اینکه کہا لوگوں نے کہ اب کہے افطار نکرینگے اور افطار کرتے تھے تا اینکه کہا  
 لوگوں نے کہ آپ روزہ نہ رکھیں گے پھر ترک کیا حضرت نے اسکو اور روزہ رکھتے تھے  
 ایک دن اور افطار کرتے تھے ایک دن اور یہ طریق ہر بار روزہ رکھنا حضرت نے  
 کا اور دوسری حدیث میں کہ فرمایا جناب سونڈا نے کہ افضل صیام میرے  
 سائی واو دھڑ ہیں کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے غلام

خلاصہ یہ ہے کہ ایک روزہ رکھنا اور ایک روزہ اختیار کرنا بطور متتابع صیام  
 تمام سال پر ترجیح رکھتا ہے اور اسی سبب سے صوم دہر کر وہ ہر چند کہ امت  
 یعنی قلمیت ثواب جیسا مذکور رہا اور سب طرح حدیث کرام میں وارد ہوا ہے  
 کہا اور ستر کہ قسم کھانی سینے اور پتھر پر التزام کیا ہے اسکا کہ دنکو میں کہا نا نہ کہا ونگا  
 تا اینکه قیام قائم آل محمد حضرت نے فرمایا کہ روزہ رکھو اسے کرام سوا سے  
 روزہ خیرین اور ایام تشریق کے اور جب تو مسافر ہو یا تو مریض ہو اور معلوم  
 کہ صحت کے موجب حجان فعل ہے یعنی قسم حجان فعل پر منعقد ہوتی ہے اور  
 اسطرح فعل جناب سید الساجدین امام زین العابدین کا کہ چالیس برس حضرت نے  
 روزے رکھے اور حرام ہے روزہ دسویں ماہ محرم یعنی عاشور کا بقصد شہادت  
 ہاں اگر محض مساک منظر ہو اور آخر وقت یعنی جب وساعت دیکھی باقی ہوں  
 توفیق شکنی البتہ خوب ہے اور جناب علیین مکان نے روضۃ الاحکام میں اس بحث  
 کو تفصیل تمام لکھا ہے اور یہ ہے مجھ کو کہ ایک شخص نے اون سے پوچھا  
 کہ آپ کس وقت توفیق شکنی کرتے ہیں اول تو اونہوں نے جواب اعراض کیا مگر  
 بعد اصرار بناچار کہا کہ میں تو دنکو اکہ نہیں کہاتا + باب چوتھا بیان میں صوم  
 واجبے اور وہ چہ ہیں روزہ ماہ رمضان اور روزہ قضاے ماہ رمضان  
 اور روزہ مذکور عید و عین اور قضا انکی اور روزہ بدل پڑے اور روزہ  
 کفارات اور ذکر انکا علی السریب چہ فصلوں میں ہے فصل پہلے بیان روزہ  
 ماہ رمضان میں اور دوسرے میں جزب بحث میں بحث اول علامت یعنی ماہ رمضان کے  
 عمل چھوٹی چیز آگاہ ہو کہ اگر کوئی شخص تمنا لال ماہ مبارک رمضان کیے  
 اور کہ خشک نہ ہو تو چاہے کہ وہ روزہ رکھے چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ

علی بن موسی نے انہی بانی موسی بن جعفر سے حال اوس شخص کا پوچھا کہ تمہارا اوسے  
 چاند ماہ رمضان کا دیکھا ہوا اور سو اوسکے کسی نے نہ دیکھا ہوا یا جائز ہے کہ دو روزہ  
 رکھ کر فرمایا اگر اوسکو شک ہو تو روزہ رکھے والا آب ہون کے ساتھ روزہ رکھے  
 اور اگر خود نہ دیکھا ہوا اور رویت بخبر شیعہ پہنچے ہو کہ مفید یقین کی ہو جائے یا یہ کہ  
 تیس دن یقیناً ماہ شعبان کے گزر گئے ہوں پس روزہ واجب ہوگا اور شیعہ  
 میں عدالت اور اسلام اور مرد ہونا اوسکا شرط نہیں اور مرد ہی معین نہیں  
 بلکہ مدار یقین پر ہے کہی ایسا ہوتا ہے کہ دس شخصوں کے کہنے سے یقین ہو گیا  
 اور کہی ایسا ہوتا ہے کہ بیس آدمیوں کے کہنے سے ہی علم نہیں ہوتا اور گواہی  
 دو عادلوں کی جب اور لوگ منکر رویت ہوں اور مظنہ ہو کہ انکو توہم اور شبہا ہوا ہے  
 محال شکل ہے پس روزہ پنیت وجوب نہیں رکھ سکتا مگر یہ تیس دن ماہ شعبان کے  
 گزر گئے ہوں ایک حدیث میں جناب امیر عاص سے وارد ہے فرمایا حضرت نے ایسا الفاظ  
 آگاہ ہو کہ یہ میز ماہ رمضان کا ہے روزہ اسکا واجب ہے پس روزہ رکھو جیسے چاند  
 سکا دیکھو اور ہر گاہ حال اوسکا مخفی ہو تو جب تیس دن ماہ شعبان کے گزر جائیں  
 تو اگر تیسویں دن روزہ رکھو اور اگر دو عادل گواہی دیں کہ ہم نے چھتہ خود چاند دیکھا ہے  
 پس روزہ نہیں رکھو گواہی انکی مقبول ہو اور در صورت قبول موقوف حکم عالم شرع پر  
 نہیں اسلئے کہ حدیث میں وارد ہے کہ روزہ رکھو وقت دیکھنے والا کے اور ماہِ افطار  
 کر بعد دیکھو اوسکے پس اگر دو شخص سیدہ گواہی دیں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے روزہ  
 اور اگر دو علامت دیکھ کر مثل حساب جدول و تقویم و عدد کے محتیر نہیں اور جدول  
 وہ حساب مخصوص ہی کہ سیر قمر سے اور اجتماع ماہ و اقباب ہوا خود ہے اور عدد  
 کے کئی معنی ہیں ایک یہ کہ شعبان کو اونتیس دن اور ماہ رمضان کو تیس دن

تیس دن پورے ہمیشہ حساب کریں دو سہرے یہ کہ ایک مہینہ کو تیس دن اور  
دوسرے کو اونتیس دن اتبترتیب حساب کریں تیسرے یہ کہ اول سہرے دن ابتدا  
ماہ رجب سے شمار کریں چوتھی یہ کہ پانچویں ماہ رمضان گذشتہ کے عرہ امسال  
کا قرار دینا در کوئی قسم انہیں سے شرعاً معتبر نہیں اور اسطرح غائب ہونا ہلال کا  
بعض شفق کو موقوف ہونا و سکا اگرچہ بعض روایتیں اس بدولالت کرتی ہیں بلکہ حدیث  
مطوق کے صحیح ہی لیکن بسبب احتمال تقیہ کے اور سناقات اول تو کیجئے عمل و سپر نہیں ان  
احوط الفور تو نہیں یہ ہے کہ روزہ بہ نیت قرابت ادا کرے اور اگر ممکن نہ ہو تو قضا  
کرے شیخ نقیہ علیہ الرحمۃ کے مفقہ میں جناب صادق ع سے روایت کی ہے کہ اونصرت  
سے حال اوس شخص کا پوچھا کہ اہل روم اوسکو اسیر کر لینگے ہوں اور وہ قیدی بن رہے  
اور سیکونہ پاوے لائوس سے حال مہینو کا پوچھا اور مشتبہ رہے اوسپر وہ ماہ سبلا  
رمضان میں کیا کرے فرمایا ایک مہینو کو قرار دے کہ یہ ماہ رمضان ہے او اوسمیز  
تیس دن روزہ رکھے اور اوسکو یاد رکھتا اینکہ جب قید سے چوٹے اور لوگوں سے  
پوچھو تو خیال کرے جس مہینو میں روزہ رکھتا اگر وہ قبل ماہ رمضان کے تھا تو کا  
نہو اور اگر میں ماہ رمضان تھا پس من جانب اللہ موفق ہو اور اگر بعد ماہ رمضان  
تھا کافی ہوا خلاصہ اگر کوئی شخص مثلاً محبوس ہو اور حال مہینو کا اوسو معلوم نہ  
پس جس مہینو میں گمان غالب ہو کہ یہ ماہ رمضان ہے اوسمیں روزہ رکھے پس  
اگر اشتباہ نایل نہوا تو کافی ہے اور اسطرح اگر حال منکشف ہو کہ وہی ماہ رمضان  
ہے یا یہ کہ ماہ رمضان قبل اسکے تھا تو دونوں صورتوں میں حاجت قضا کی نہیں  
اور اگر ثابت ہو کہ قبل ماہ رمضان کے مثلاً ماہ شعبان میں روزہ رکھے تھے  
پس اگر اوسوقت ماہ رمضان موجود تھا تو ادا کرے والا قضا کرے اور اگر غیب



ماہ رمضان میں واقع ہوں اور چند قبل ماہ رمضان کے تو جس قدر کہ قبل واقع ہوں  
 اور سید کی قضا کرے اور جس میں مین کہ گمان ماہ رمضان کا کیا ہے احکام ماہ رمضان  
 کے اور سپر جاری ہوں گے مثل پے در پے روزہ رکھنے کے اور کفارہ اور سزا کا  
 صدقہ بخیر بشرعی کے کہ روزہ ترک کرے اور بعد اختتام احکام فطر اور نماز عید  
 سب بجا لاوے اور اگر کسی میں پرگمان غالب ہو پس تمام سال میں اختیار  
 جس میں کو چاہے ماہ رمضان قرار دے اور اگر قیادہ کی دو سال یا زیادہ  
 ہو جائے چاہے کہ در میان اون دو مہینوں کو کہ ماہ رمضان قرار دیا تھا  
 مطابقت ہو یعنی فاصلہ گیارہ مہینہ کا ہو اور اگر من بعد ظاہر ہو کہ ایام حرام میں  
 اتفاق روزہ کا ہو مثل روزہ وغیرہ کے تو قضا و سکی لازم ہے نہینہ قبل  
 ازین یہ شہر بلاد اسلام اور دارالایمان تھا اور جہالت و غفلت ماہ رمضان سے ایک  
 امر بعید و محال متصور ہوتا تھا پس فکر ایسے مسائل کا از جملہ قرض محال تھا کہ کوشش  
 آسمان اور انقلاب زمان قابل دیدنے و تماشا کردنی ہے کہ مؤمنین ایسے  
 شکنجہ عسرت اور محنت و کربت میں مقید و گرفتار ہیں کہ بسبب فاقہ کشی کی ہر روز  
 گویا بلاتیت روزہ ہجرت و عظمت و حرمت ماہ مبارک فراموش ہے بلکہ ایک شہر  
 جسے کایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن ماہ رمضان میں ایک عمائد شہر کے پاس گیا اور  
 وہ اون لوگوں میں سے تھے کہ جو سرکار انگلستان سے کسی عمدہ جلیل اور منصب  
 رفیع پر مقرر تھے ہنوز میں بیٹھا تھا کہ دسترخوان بچا اور کھانا آیا مجسے بھی کہا کہ کھانا  
 کھاؤ مینے کہا مغزور رہے گا کیوں میں نے کہا ماہ رمضان ہے جو میں پر بیٹھا  
 چونک اور اٹھو اور اپنے حال پر نہایت افسوس کیا حاصل کلام یہ ہے کہ بسبب  
 حمد شاہی اور طلب توفیق اطمینان سوا سے جو آن و جولائی اور کسی ماہ سے  
 اطلاع و آگاہی نہ تھی باوجودیکہ سوا سے بلاد اسلام کے اور کہیں نہ گئے تھے مطلقاً

نہانتے تھے کہ ایام ماہ رمضان کب آئے اور کب گئے بخت دوسرے  
 شرائط و وجوب اور صحت ہوم بن معلوم ہو کہ روزہ واجب ہونیکے چوبہ شرطین میں پہلی  
 اور دوسری بلوغ اور عقل پس لڑکے اور مجنون پر روزہ واجب نہیں تیسرے  
 محفوظ ہونا غما یعنی بیوشے سے پس جو شخص کہ بیوش ہو روزہ اوسکا صحیح  
 نہیں خواہ بیوشی صبح سے شام تک ہی خواہ بعض اوقات بسبب اصل راہ  
 کو پس جس چیز کے تمام دن رہتی سے روزہ باطل ہو گا وہ اگر بعض اوقات میں ہے  
 ہو تو یہی روزہ باطل کیگا اور حدیث رفع قلم کی جو پہلے مذکور ہوئے اور حضرت  
 ابو الحسن الثالث یعنی حضرت امام علی تقی ؑ نے اس مسئلہ میں یوں ارشاد کیا ہے  
 کہ معنی علیہ نہ فقہار کے کارونیکے اور نہ نماز کے اور جو امر ایسا ہو کہ جانب خدا سے  
 اس شخص کو عارض ہوا ہو تو وہ اوسین معدور ہے اور اوسپر کہہ تین اور اگر کوئی  
 شخص بعض اوقات میں بیوش ہو جاوے تو یہی روزہ اوسکا صحیح نہیں اسلئے  
 کہ روزہ میں تعین نہیں یعنی توڑا صحیح ہو اور توڑا غیر صحیح مثل حصین کے اور فقہان  
 بھی اوسکی نہیں یعنی جسپر بیوشی طاری ہوئے ہے اوس سے فقہا ہی اور  
 روزہ کے ساقط ہو لکن جس صورت میں کہ تبت روزہ کی حالت صحت میں کی ہو اور  
 بعد اسکے بیوشی عارض ہو تو بعض صحاب و زہ اوسکا صحیح اور اوسکو  
 حکم صحیح میں اور مثل نایم کے جانتے ہیں اور سابق میں بیان ہو چکا ہے کہ درمیان  
 نوم اور نماز کے فرق ہے پس قیاس اٹھا کا نوم پر نہیں ہو سکتا بلکہ اغما مقصد  
 ہے اگرچہ ایک ساخت ہی دیکھو ہے مگر یہ کہ خود کوٹے چیز ایسے کنائی کہ  
 جسکے جب تک بیوش ہو تو وہ مستلزم سلامت کا ہی جو تھی شرط ہونا حاضر میں یا جو حکم  
 حاضر میں ہے یعنی اگر سفر میں تبت اقامت دین و زکی کرے گا تو وہ بمنزلہ

روزہ واجب بلکہ جائز نہیں ہے اور روزہ مندوب میں اختلاف ہے مشہور ہے  
 کہ وہ بھی حرام ہے اور بھی احوط ہے اگرچہ اطہر نو یا نجوین شرط کہ صحیح ہونا  
 مرض سے اور حیوٹ ہونا ضرر سے ایند وسطیٰ یا اور کسی نفس محترم کے اوپر سطح  
 امن تلف ہونے سے کہ غفلت سے واجب ہوا اور شقت شدید سے کہ عادت ہونے سے اور  
 نو اسکے چھٹی شرط پاک ہونا عورت کا حیض اور نفاس سے پس مائض و نفاس پر  
 روزہ واجب نہیں چنانچہ حدیث صحیح میں عیض بن قثم سے منقول ہے کہ پوچھا میں نے  
 جناب صادق ع سے کہ ایک عورت مائض ہوئی ماہ رمضان میں قریب عروب آفتاب  
 کے فرمایا افطار کرے جسوقت کہ مائض ہو جاوے اور عبدالرحمان بن حجاج سے  
 منقول ہے کہ تہی پوچھا میں نے حضرت ابوالحسن یعنی امام رضا ع سے حال  
 اوس عورت کا کہ اوسکے بیان بعد عتق لڑکا پیدا ہوا ہو تمام کرے اوس روز کا  
 یا افطار کرے فرمایا افطار کرے اور پھر قضا کرے لکن اگر درمیان نیکے  
 حیض سے پاک ہو تو بقیہ روز میں امساک مستحب ہے یعنی کسی مفطر کوئل  
 میں نہ لاوے چنانچہ جناب صادق ع سے منقول ہے کہ فرمایا  
 اور سطح جب اثنا سے روز میں حیض سے پاک ہو تو حسب قدر  
 دن بقیہ ہے اوس میں امساک کرے اور منقول ہے کہ اوسے  
 جناب سے پوچھا کیا حال اوس عورت کا کہ وہ طلوع صبح تک طایغر  
 تھی اور بعد ارتفاع شمس کے وہ پاک ہوئے اور کہہ اوسے کہا یا ہی تہا  
 اور پھر بعد تطہیر یعنی غسل کے نماز ظہر میں کو بجلا ہے اوس دن کے سوئے  
 کیا کہے روزہ رکے یا نہ رکے حضرت نے فرمایا چاہی کہ وہ عورت روزہ  
 رکے اور نہ شمار سے اوسکو کہے اوس دن ہمسال کرے اور اوس روزہ میں کرا

ارشاد و یہ شرطیں جو مذکور ہوئیں وجوبِ صوم کی تین اور صحتِ صوم میں ہی پندرہ گزراؤں  
 کہ شرطِ صحت نہیں اگرچہ شرطِ وجوب ہے پس روزہ طفلِ عمیر کا خواہ لڑکا ہو خواہ لڑکی  
 صحیح ہے مام اس سے کہ عبادتِ شرعی ہو یا تین صورتِ اول میں صحتِ روزہ کے لحاظ  
 ہے کہ حسبِ طلب اور حکمِ شارع واقع ہو اور در صورتِ ثانی بھیجی روزہ ظاہر ہے  
 کہ مثاب ہوگا اگرچہ اساکا اوسکا و حقیقتِ روزہ نہیں اور قولِ مختار یہی ہے  
 کہ عبادتِ طفل کی تیز ہے جو بہ حالِ روزہ طفلانِ بوجہ نبین اور ماترین سے یہ ہے کہ دلی  
 لڑکے کا اوسکو روزہ رکھوانے سے اوسکو عادت ہو جائے اور بعد بلوغِ مشقت  
 نہوا اور ابتدائی تیس دن لڑکے کے بنا بر صحیحہ طبعے نو برس سے ہو اور کلامِ بعض  
 اصحاب میں تصریح اسکی واقع ہے پس حسبِ لڑکا روزہ رکھ سکے اوس سے  
 روزہ رکھو این اور پہر کموا دین چنانچہ ابنِ بابویہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حضرت  
 صادق ص نے فرمایا کہ لڑکے سے روزہ رکھو اور جب وہ نو برس کا ہو جبکہ  
 کہ اوسکی طاقت و فکر سے پس اگر نہ یا بعد نظر تک طاقت ہو تو اوسوقت تک روزہ  
 رکھو پہر جب ہو کہ غلبہ کرے تو افطار کرے اور موقوفہ سماوے اور صحیحہ محمد میں جو  
 سوال وارد ہوا ہے کہ لڑکا کب روزہ رکھے پس پہلی حدیث میں فرمایا کہ حسبِ وقت  
 طاقت اوسکو روزہ کی ہو اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ حسبِ وقت اوسکو ہر  
 پس ان دونوں حدیثوں کا اطلاق نو برس پر محمول ہے یا روزہ مستحب ہے یا نہ  
 یہ حکم فرمایا ہے یا مطلب ان دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ جب اپنی خوشی و قبل  
 نو برس کے قصد روزہ کیا کرے تو فلی مانع نہ ہو نہ بیج کہ اوسکو مامور کرے اور جب  
 صحیحہ طبعی میں وارد ہے کہ ہم اپنے لڑکوں کو جب سات برس کی ہوتے ہیں مامور کیا  
 ہیں روزہ نہیں حسبِ لڑکا ہو سکے شاید یہ مخصوص اور حضرت کے اطفال سے

ہو اگرچہ بعض علماء نے نظر برائے حدیث سات برس کے سن کو مبداء تیسریں  
 اطفال مومنین قرار دیا ہے اور مختار شہید اول اور ثانی کا لمعہ اور شرح لمعہ میں  
 ہے لکن سیاق اس حدیث کا موید قول اول اور سنائی انکی قول کا ہے اسلئے کہ  
 تمہ حدیث یہ ہے کہ پس حکم کرو انہیں کہ جو بچہ نو برس کی ہوں اور یہ صریح ہے  
 تعیین نو برس میں واسطے اطفال مومنین کے اور جو بعض روایات میں لفظ  
 سبع کی دونوں جگہ وارد ہے ظاہر تصحیف ہے اس واسطے کہ غالباً اطفال نوجوان  
 کے تمیز اور رغبت عبادت اور طاقت و قوت میں اور مومنین کے اطفال  
 سے ممتاز تھے اور مقتضای حدیث سابق کا بھی تفرقہ سے برابری ابتدا تیسریں  
 میں کیونکہ ہو سکتے ہے گویا ارشاد ہوا کہ ہم اپنے اطفال کو سات برس کے  
 سن میں حکم عبادت کرتے ہیں اور تم اپنے اطفال کو نو برس میں حکم کرو لکن ظہور  
 یہ ہے کہ احادیث میں ذکر دختر کا نہیں لہذا بعض اخباریوں نے توقف کیا ہے اور ہمارے  
 اصحاب کا فتویٰ یہی ہے کہ حکم رکے اور لڑکی کا کیسان ہے چنانچہ کلام مولانا محمد  
 مستدین اسپر دلالت کرتا ہے اور ظاہر امر ادا کی جیسا کہ دونوں کا حکم ایک ہے  
 اصل تیسریں میں یعنی تیسریں دونوں کو کرنا چاہئے والا نو برس کے سن میں پیشتر  
 بالغ ہوتے ہے پس تیسریں اوسکے پہلے سے چاہئے اور بنا برائے جو لوگ لڑکی  
 تیسریں سات برس کہتے ہیں اوسپر کجہ اشکال وارد ہوگا اور حال میں لڑکی کا نیت قربت کری اور  
 نیت میں الوجوب والندب سے مضائقہ نہیں رکھتے جیسا کہ قول شہید  
 ثانی نے کا شرح لمعہ میں ہے اور بلوغت حاصل ہوتا ہے احتلام سے اور احتلام  
 ہوتا ہے خروج منی سے اگر مرد ہے تو ذکر سے اور اگر عورت ہے تو منی  
 اور ظاہر ہو نیسے سوئے نہ ہار کے مرد ہو خواہ عورت اور ہو نجانیدہ برس کو

مرد ہو یا صنتے اور تو برس کو اگر عورت ہو اور آنا حیض کا اور قرار پانا محل کا  
 پس یہ دلیل سلی ہے کہ بلوغ پہلے ہو چکا ہے اور دلیل بالغ ہونے کی نہیں اور  
 بلوغ معلوم ہوتا ہے گو اہی سے عادل کے یا شیخ سے اور قول والدین کا  
 بھی مقبول ہو سکتا ہے اور دند کے موندے زہار کے شہادت اور بیجا عانہ  
 ہو سکتی ہے اور بنا برس قول کے کہ عانہ یعنی زیناف داخل عورت ہے  
 تو بے ضرورت دیکھنا و ہانکا جائز نہوگا اور بنا براس قول کے کہ عانہ داخل عورت  
 نہیں ہے بے ضرورت ہی دیکھ سکتا ہے اور ثبوت احکام میں قول اڑ کے  
 کا مسموع ہے اور اعتبار بلوغ کا فقط روزے کے باب نہیں ہے بلکہ جملہ  
 عبادات میں عام ہے مگر خصوصیت ذکر کی بسبب متابعت علماء کی ہے اور  
 جب یہ معلوم ہو چکا پس جازا چاہے کہ روزہ میں اور شرطین ہی ہیں اول اسلام  
 پس روزہ مرد مسلمان کا صحیح ہے اور روزہ کا فطر صحیح نہیں اگر اتنا سے روزہ  
 میں شرف باسلام ہو بقیہ روزہ میں اساک کرے دوسرے یہ کہ وہ زمانہ قابل روزہ کی  
 ہو پس عیدین اور یوم الشک کو روزہ صحیح نہیں تیسرے معلوم کرنا احکام روزہ کا  
 جو اختلاف ہے میں خواہ باجہاد خواہ بتقلید لکھی ضرورتیں مثل اسکے کہ روزہ رمضان  
 واجب ہے اور میں اجتہاد و تقلید نہیں ہے پس اگر تساہل کرے اور رمضان  
 روزہ ہو سہ یا بلا واسطہ مجتہد سے کرے گا تو فقط اساک کافی نہوگا اور روزہ کو گونا  
 میں ہی حکم ہے اور وسطے روزہ مستحبی کے اور شرایط میں کہ اپنے مقام پر  
 مذکور ہونے کے تفسیر چند اشخاص باوجودیکہ علم او کا سابق سے مستبط ہو سکتا ہے  
 لکن چونکہ منصوص ہیں اور علماء ان کو علیحدہ ذکر کرتے ہیں لہذا اقباعا اور تاسیاً  
 مذکور ہوتے ہیں اول مرد پیر اور زن پیر نال وقتیکہ روزہ رکھنے سے بالمرہ

عاجز ہوں یا روزہ و نہ پشاق ہوا فطار کرنا انکو باجماع جائز ہے اور صورت آخرین  
ایک مدگندم بعوض ہر روز کے تصدق کرین بلکہ احوط دو ماہین اور مقصد اسے  
احتیاط یہ ہے کہ صورت اول میں ہی الترام تصدق کا کرین اور اگر نفع پیری  
زایل اور قوت و طاقت حاصل ہو جائے اگر یہ فرض بعید ہے پس قضا احوط  
ہے دوسرے صاحب تشنگی کہ پانے سے سیر نہوا و پیاس کو نہ روک سکے  
افطار کرنا روزہ کا او سکوا جائز ہے اور جب مرض او سکا زایل ہو جائے قضا  
کرے اور تصدق احوط ہے اور اگر کسیکو اتفاقاً روزہ میں تشنگی عارض ہو جائے  
اور نہ پانی پی لے مگر احوط یہ ہے کہ بقدر سد رمق اکتفا کرے چنانچہ  
عمار نے جناب صادق ع سے روایت کی ہے حال میں او س شخص کے کہ او سے  
پیاس لگی تا اینکه مشرف بہلاکت ہو فرمایا حضرت نے پانی پی لے موافق سد رمق  
کے اور نہ پانی پی کہ سیراب ہوا و رسول میں عمر سے مروی ہے کہتا ہے کہ عرض کی  
میں جناب صادق ع کہ ہمیں کچھ جوان ایسے ہیں کہ روزہ نہیں رکھ سکتے بسبب  
اسکے کہ او نہ پشاقی غالب ہوتے ہے فرمایا حضرت نے کہ پانی پی لین بقدر حاجت  
کے تاکہ محفوظ رہیں نفوس انکے او س چیز سے کہ ڈرتے ہیں مخفی تر ہے کہ کبھی تشنگی  
کا ذب پر ہی اطلاق تشنگی ہوتا ہے مگر او سمین استعمال پانیکا نیا ہے اسلئے کہ جب باوہ  
غلط ہوتا ہے پانی پینے سے اور تشنگی بڑھ جاتی ہے پس پیاس او سمین دفع اور صوم نافع  
ہوگا تیسرے وہ عورت حاملہ کہ ایام وضع او سکے قریب ہوں ہر گاہ مظنون ہو  
کہ روزہ او سکویا او سکے لڑکے کو جو شکم میں ہے ضرر ہو نچا و گانور روزہ افطار  
کرے او س پہلے وہ عورت جو لڑکے کو دودھ پلاتی ہے خواہ او سکی مادر ہو خواہ ایہ  
نیمئی نانا اور نانا بھی عام ہے خواہ تبرعاد دودھ پلاتی ہو خواہ باجرت بشرطکہ او عورت



میسر نہ آوے کہ کار سازی اوس ڈر کے کی ہو جائے اور روزہ ڈر کے کو مضرب ہی ہو  
 تو افطار کر سکتی ہے اور اس باب میں حدیثین بہت وارد ہیں چنانچہ مسئلہ این  
 بکیر میں وارد ہے اور ابن بکیر وہ شخص ہے کہ جسکی روایت کے صحت پر اجماع ہے  
 لکھتا ہے کہ فرمایا حضرت نے تفسیر آید و علی الذین یطیقونہ فلینبہ طعام مسکین  
 یعنی وہ لوگ کہ طاقت رکھتے ہیں روز کی پس وہ فذیہ دین کمانا ایک مسکین کا فرمایا  
 کہ یہ وہ شخص ہیں کہ طاقت روز کی رکھتے تھے بعد اسکے بسبب پیر کی یا تشنگی  
 یا شل اسکے روزہ سے عاجز ہیں پس اونکی ذمہ پر ہے کہ عوض ہر روز کے ایک ملگنہ  
 دیوین اور تف عیاشی میں منقول ہے کہ مراد الدین بطیقونہ سے کبیر السن اور  
 بیکار ہیں اور دوسری روایت میں وارد ہے کہ مراد اوس سے وہ عورت ہے  
 کہ بسبب وزہ کے اپنے ڈر کیا خوف رکھتی ہو اور ایک حدیث صحیح میں وارد ہے  
 کہ پیر کبیر اور جو شخص کہ مرض عطاش یعنی تشنگی رکھتا ہو کچھ عیب نہیں ہے کہ وہ  
 روزہ افطار کرین ماہ مبارک رمضان میں اور ہر ایک انہیں عوض ہر روز کے  
 ایک مدگت ہم تصدق کریں اور قضا او شہ نہیں اور اگر تصدق گندم پر قادیونوں  
 تو کچھ اونہ نہیں بحت تیسیر کے احکام مریض میں آگاہ ہو کہ مرض مانع روزہ  
 یوں ہوتا ہے کہ ابھی بیمار نہیں ہے مگر روزہ رکنے سے بچار ہو جائیگا یا  
 مرض ہے اور روزہ رکنے سے شدت کر گیا اور میں شفا حاصل ہوگی یا ایسے  
 مشقت ہوگی کہ عاقدہ و سکا تحمل نہوگا یا وہ مرض جاتا رہے گا مگر دوسرا پیدا  
 ہوگا پس آگاہی اسکا تجربہ سابق یا امتحان طبی کے کئے سے اگرچہ وہ کافر ہو ہم چونے  
 تو روزہ رکھے اور حدیث میں جناب صادق سے وارد ہوا ہے کہ ہر گاہ عاقدہ  
 ہو کہ بسبب روزہ کیے آشوب خیم ہو جاوے گا تو افطار کرے اور فرمایا جو صبر کہ روزہ

او سکو ضرر ہو پس افطار بسبب اوسکے واجب ہے اور منقول ہے کہ او حضرت  
 نے حد مرض کے یہ بیان فرمایا ہے کہ جب سحر کمانے پر قادر نہ ہو تو مرض ہے  
 اور حدیث زرارہ میں ہے کہ جناب صادق سے پوچھا میں نے کہ کونسا مرض ایسا  
 ہے جس میں روزہ افطار کرے اور نارہمیشہ کر پڑے حضرت نے فرمایا بئیل کہ لاشک  
 علی نفسہ بجز بکلا یعنی انسان اپنا حال خوب جانتا ہے کہ طاقت اور قدرت  
 رکھتا ہے یا نہیں مسئلہ اگر مرض بلکہ وجودیکہ طاقت نہ رکھتا تھا جبر اور دشواری  
 سے تکلف روزہ رکھنے کافی ہوگا اور قضا اوسکی لازم ہے مسئلہ ہر گامہن  
 اثناے روزیمیں ذرے پر قادر ہو جائے امساک اوسکو مستحب ہے بنا بر شہو  
 بلکہ دعویٰ اجماع اس قول پر کیا ہے اگرچہ شیخ مفید نے افادہ فرمایا ہے کہ جب مرض  
 بعد زوال افضل ہے کے زایل ہو تو امساک واجب ہے بسطحے کہ اگر قبل زوال کے  
 زایل ہوتا تو امساک واجب تھا اور شیخ باسناد خود محمد بن یعقوب کلینی سے روایت  
 کی ہے کہ صوم تا دیب ہے کہ اطفال کو جب قریب بلوغ ہوئیں تو روزہ رکھو لے  
 بنا بر تا دیب کے نہ بنا بر مرض کے اور بسطحے جو شخص کہ افطار کرے  
 مرض کے ابتداء روز میں بہر قادر ہو جاوے روزے پر بعد اسکے تو وہ بے  
 محکوم بامساک ہے واسطو تا دیب کے نہ بنا بر مرض کے بحت چوتھی احکام  
 مسافر میں معلوم ہو کہ مراد مسافر سے وہ شخص ہے جس نے کہ سفر مباح بقصد  
 یعنی سفر مباح کا کیا ہو باوجود شرائط کے جو کتاب الصلوٰۃ میں مذکور ہیں اور  
 ایسے شخص پر روزہ ماہ رمضان میں واجب نہیں اور قضا اوسکی واجب ہے  
 نہیں اگر باو ضعیفہ حکم شرعی کو جانتا تھا اور بہر روزہ رکھتا تو کافی ہوگا اور اگر  
 باہل مسئلہ تھا تو افطار بہر روزہ اوسکا کافی ہے چنانچہ حدیث صحیح عبدالرحمان حجاج

میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص نے روزہ رکھا ماہ رمضان کا سفر میں حضرت نے  
 فرمایا کہ اگر اسکو اطلاع نہیں ہے کہ جناب سونے نے منع فرمایا ہے تو اسے  
 قضا نہیں اور وہی روزہ کافی ہے اور اسطرح اور ایک حدیث صحیح میں بھی ہے  
 مگر شرط یہ ہے کہ شام تک اسکو علم ہو جاوے کہ سفر موجب افطار ہے اگر  
 اثناء روز میں معلوم ہو جائے تو افطار کرے والا روزہ کافی نہوگا بلکہ اگر روز  
 ظاہر گنہگار بھی ہوگا اور بعد افطار قضا لازم ہوگی اور اگر مسئلہ کو جانتا تھا اور بدل  
 گیا پس حکم اسکا بظاہر مثل حکم جاہل کے ہے تیس چاہئے کہ روز سے کی قضا کرے  
 اگر تمام روز نسیان اسکا برقرار رہے اور اگر قبل غروب ہی یاد آ جاوے تو قضا  
 کرے اور اگر آٹھائی او میں سفر اسکا متقطع ہو جاوے یا معنی کہ پتو وطن میں پہنچے یا اسجگہ  
 کہ جہان میں دنیا کا قصد ہو اور کسے مفطر کا استعمال کیا ہو تو امساک اوستی واجب  
 ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ پوچھا حضرت ابوالحسن ع سے کہ ایک شخص سفر  
 سو آیا ماہ رمضان میں قبل از زوال اور اوستے کہ نہ کیا یا تا فرمایا روزہ رکھو اور  
 اگر بعد زوال کے پہنچا ہے یا کہہ کہا چکا تا تو امساک مستحب چنانچہ بخیر حدیث ہے  
 کہ جو جناب امام زین العابدین ع سے وارد ہے وہاں میں بھی صحیح ہے اور سیطرح مسافر  
 جب کہ کہا چکا ہو ابتدا سے روز میں اور یہ پہنچا ہے اہل دیار میں تو بقیہ روزہ  
 امساک کرے اور فرض نہیں مسئلہ ہر گاہ رات سے قصد سفر کا ہو اور قبل  
 زوال کے سفر کرے تو افطار واجب ہے بلکہ اگر رات سے قصد نہو اور قبل  
 از زوال کے سفر کرے تو یہی چاہئے کہ افطار کرے اور اگر بعد زوال کے سفر کرے تو افطار  
 نہ کرے گا روزہ رکھے یعنی بقیہ روزہ کو تمام کرنے اور بعد قضا کرے یا تا احوط  
 مسئلہ صوم میں مثل قصد نلوتہ کے افطار کرنا مشروع ہے کہ حدیث میں ہے

پونچھ یعنی ایسی جگہ کہ جہاں سے دیوار میں شہر کی نظر آویزے اور آواز اذان کی نہ پہنچتا ہے نہ کبیرا باصلا  
 میں مذکور ہوا مسئلہ سفر کشیدہ سفر کا مثل قاتر حرمی و بلاح کے حکم اقامت میں ہے  
 اور سیطرح جو شخص سفر غیر مباح کرے مثل راہ زنی کے اور جو شخص کہ عیسٰی ن تک  
 اتنا سے راہ میں متروک ہے کہ سفر کروں یا مقیم رہوں پس روزہ ان دونوں کو جائز  
 ہے بلکہ واجب ہے ان اگر طلع وغیرہ دس روز کہ میں ہیں اور پچیس سفر  
 کریں پس اس سفر میں روزہ نہ کریں گے مسئلہ اولیٰ یہ ہے کہ انسان ماہ رمضان  
 سفر کرے اور اپنے وطن میں ہے یا کسی جگہ دس دن ہجرت کرے مگر بنا بر ضرورت کے  
 مثل حج و زیارت اور حفظ مومن اور تشیع جنازہ اور استقبال مومن اور پیمانہ امانت کا  
 جیسا کہ سب سے حدیثوں سے واضح و لایح ہوتا ہے انا نجلہ روایت حلبی جناب صادق  
 سے ہوا دی کہتا ہے کہ میں نے اس جناب سے سوال کیا کہ کیا حکم ہے اس شخص کا  
 کہ اہل راہ مبارک میں مقیم تھا اور راہ سفر کا ترک تھا بعد اسکے جب ماہ مبارک کا حال  
 اسے اور کسی سفر کی ہوئی حضرت نے سکوت فرمایا پس کسی مرتبہ پوچھا میں نے حضرت سے فرمایا  
 اقامت افضل ہے مگر یہ کہ حاجت ضروری ہو یا ایذا کا خوف رکھتا ہو اور جملہ حدیث  
 از صحابہ میں کہ جناب امیر المؤمنین نے فرمایا کہ نہیں چاہئے کہ کسی کو سفر کرے بعد ازل  
 ہونے ماہ رمضان کے بنا بر قول حق تم کے قَمْرٌ فَتَهْدَىٰ مَن تَكْتُمُ الشَّهْرَ تَلْجَمُ  
 یعنی جو شخص کہ حاضر ہو ماہ رمضان میں روزہ رکھو اور اس میں اور انا نجلہ روایت متفق ہے  
 کہ جناب صادق سے پوچھا حال ایک شخص کا کہ وسط مشایعت بردار یا مانی و دونوں  
 یا تین دن کی راہ تک جاوے فرمایا اگر ماہ رمضان میں ایسا اتفاق ہو تو افطار  
 کرے راہ سے نے عرض کی کہ کون افضل ہے روزہ رکھنا یا مشایعت کرنا فرمایا  
 مشایعت کرنا بے شک حق تعالیٰ نے روزہ ساتط کیا ہے مشایعت کرنا اور بعض اہل بیت میں ہوا

کہ کہہ مضافتہ نہیں سفر کر کے اور روزہ ترک کر کے یہ محمول ہے نفی حرمت  
 پر یہ نفی کراہت پر یعنی حرام نہیں ہے مکروہ ہے چنانچہ حدیث اربعہ تین  
 جو تہی وارد ہے وہ محمول تہی تخریسی پر اور بقید ماسواک اجابت اور ضرورت باطاعت  
 کہے اور احوط یہ ہے کہ اس صورت میں ہی سفر کر کے تہی تہی ہو کہ آیا کر میہ  
 فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّيْءَ فَلْيَصُدِّهِ دَلَالَتِ كَرْتِہِ ہے وجوب صوم پر ماہ رمضان  
 میں بر تقدیر کہ یہ شخص مقیم ہو پس بمقتضائے الامر بالشیئے لستافر من المتہی عن صدہ  
 یعنی جب حکم ایک چیز کا ہوا تو لازم ہے اسکی ضد کی مانعت ہو تو سفر ماہ مبارک  
 میں جائے کہ حرام ہوا اور ظاہر تعلیل حدیث اربعہ کے یہی ہے اور وجہ اندفاع  
 اس تو ہم کا یہ ہے کہ مدلول آیا کر میہ کا یہ ہے کہ صوم ماہ مبارک میں واجب  
 مشروط ہے نہ مطلق یعنی بشرط اقامت واجب کس صفا و سکی ترک صوم  
 باوجود اقامت کے اور یہ البتہ منہی عنہ ہے اور سفر صد حضرت کے ہے اور  
 اقامت میں ضرر واجب نہیں کہ ترک او سکامرام ہو مثل زکوٰۃ  
 اور حج کے کہ مشروط بصلاب اور استطاعت ہے اور تحصیل خضاب اور استطاعت  
 واجب نہیں اور تعلیل حدیث اربعہ کے بظاہر یہ ہے کہ آیا فَمَنْ شَهِدَ مَشْرُفَہِ  
 اسباب ابقا اور اقامت بقرا ثواب روز کا ماہل ہو پس سفر کے سبب  
 فوت ثواب کا ہے مکروہ ہو گا مسئلہ جو شخص کہ ماہ رمضان میں بافر  
 ہو اظہار کرنا او سکوا جائز ہے جس چیز سے ہے یا جماع لکن جماعت کے بنا  
 کہ ایک جماعت علماء سکے حرمت کے قائل ہو سے ہیں اور اکثر کراہت کے لئے  
 توقف کیا ہے ماہ و مسئلہ خالی اشکال سے نہیں اسلئے کہ صحیح محمد بن مسلم میں وارد  
 ہوا ہے جناب صادق نے فرمایا جب کوئی شخص سفر کر کے ماہ رمضان میں

پس نزدیک کی کرے عورتوں سے دنکو کہ یہ حرام ہے اور سپر اور صحیح بن سنان میں ہے کہ جناب صادق ۴ سے پوچھا میں مال ایک شخص کا کہ اس نے ماہ رمضان میں سفر کیا اور بہراہ اسکے لونڈی تھی آیا جائز ہے کہ دنکو اس سے صحبت کری فرمایا سبحان اللہ آیا نہیں پہچانتا ہے حرمت ماہ رمضان کے ہر گز رات و روز کار و بار دنیا کو عیش کی میں آیا وسط اسکے گل و شرب و افطار جائز نہیں فرمایا حق تعالیٰ نے وہاں مسافر کے افطار و تقصیر میں سبب رحمت تخفیف فرمائے ہے اسلئے کہ مقام تعب و محنت و رحمت سفر کا ہے اور نہیں اجازت دی ہے کہ انسان سے سفر میں دنکو ماہ رمضان میں مقاربت کر دیا نہ چھوٹا روز کی واجب ہے اور اتمام نماز کو بعد مراجعت سفر کے واجب نہیں فرمایا اور بہر ارشاد کیا کہ سنت نبویہ میں قیاس نہیں ہو سکتا میں جسوقت کہ سفر کرنا ہوں ماہ مبارک رمضان میں کہہ نہیں سکتا مگر بقدر سد رمق کے اور پانی سیر ہو کر نہیں پیتا ہوں پس ان احادیث سے جیسا کہ ملاحظہ ہوا صحیح حرمت ہو گئی ہے اور منافق ماہ رمضان سے اگرچہ وارد حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ سوال کیا جناب ابوالمسعود سے کہ ایک شخص نے ماہ رمضان میں اپنی اہلیہ سے نزدیک کی کے اور وہ مسافر تھا فرمایا کہ کیا مضائقہ اور دو ایک حدیثیں اور قریب اسی مضمون کے ہیں اولاً سب حدیثوں میں ذکر دیکھا نہیں ہے اور ایک حدیث میں لفظ روز کے وارد ہے وہ اون حدیثوں سے جسے ممانعت نکلتی ہے موضوع دلائل میں تفاوت نہیں کہ سکتی ہیں خلاصہ کہ یہ شدید بعید نہیں اور حاوی ترک ہے مسئلہ حکم حریم ہونی مہوم کا سفر میں عام ہے اور سب مقاموں کو شامل ہے مگر گئے مقام بستے میں ایک تیز روز سے بدل پڑی کے دوسرے شمارہ روز ہوا اس شخص کے جو عرفان سے

قبل غروب کے دیدہ و دانستہ کوچ کرے اور زکراؤ کا اپنے محل میں ہو گا تو  
 روزہ نذر معین کا اور سہین شرط ہو کہ سفر و حضر میں رکھو گا اور وہ بنا پر مشہور  
 جائز ہے اور زکراؤ کا آئیگا چوتھے روزہ مستحب کہ بعضے اور سکو سفر میں  
 حرام جانتے ہیں اور بعضے جائز اور مشہور قدما میں جواز بلا کر اہمیت کے اور متاخرین  
 میں جواز مع الکر اہمیت ہے اور منع احوط ہے مگر تین روزہ حاجت کے وقت  
 مقدسہ نبویہ میں وارد ہوئے ہیں پس گر کہا جاوے کہ اماکن اربعہ یعنی  
 مکہ معظمہ اور مدینہ مشرفہ اور سبکیہ کو ذرا اور حائر جناب سید الشہداء قواطع سفر  
 سے ہے اور مقام اتمام ہے پس مستلزم صحت روزہ واجب کا ہو گا پس صحت روزہ  
 مسترد نہیں کیا کلام ہو کہ بعضے کہتے ہیں کہ تجوز اتمام اماکن مذکورہ میں خاص و سہل نماز کے ہے  
 اور صوم تو سفر میں مطلقاً ممنوع ہے اور حرمت او سکی مقطوع ہے تا انیکہ بعض  
 روایات میں وارد ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص سفر میں مر جاوے اور روزے سے  
 ہو او سکے جنازہ کے نماز میں تشریح ہوں پس یہ دلیل قطعی تعدی حکم کے نماز سے  
 طرف روزے کے نہیں ہو سکتے ہر چند بعض احادیث اور قواطع علماء سے ایسا  
 معلوم ہوتا ہے کہ جہاں نماز میں قصر ہے وہاں روزہ میں ہی قصر ہو گا اور  
 بالعکس اور یہ قاعدہ مشہور ہے اس بات پر کہ جہاں قصر و اتمام نماز میں اختیار ہو روزہ  
 رکمنے اور ترک کرنا ہے اختیار ہے بلکہ حدیث رضوی میں وارد ہوا ہے کہ حیوت  
 چوتھوں تیرا قصد ہو حج سے اور زیارت مشاہد وغیرہ سے کہ بیان کیا گئے  
 ہیں تحقیق کہ سفر تیرا منقطع ہو پس ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ پھر اماکن مذکورہ ہر  
 قاطع سفر ہے لکن یہ دلیل قطعی نہیں کہ قاطع حکم ہو بلکہ شمول اسکا محل فرض  
 میں ممنوع ہے اور تحصیل اسکے نماز الوقوع ہے اور نتائج اور مشہور سے  
 اسی لئے صاحب مدارک نے کہا ہے کہ تحقیق یہاں اماکن میں غیر مشروع ہے



سخت پانچویں سحر اور افطار اور تظفیر وغیرہ میں اور یہ متضمن دو مقام پر ہے  
 مقام اول مستحبات میں معلوم ہو کہ اگر جملہ مستحبات صحایم سحر کمانا ہے اور وقت  
 اسکا طالع سپیدہ صبح صادق تک ہی جتنا بچے مذکور ہوگا اور مستحباب اسکا روزہ  
 کو عموماً اور ماہ رمضان میں خصوصاً وارد ہوا ہے جتنا بچہ بھی بن قسم نے جتنا صابق  
 ۴ سے نقل کیا ہے کہ اوس جناب سے پوچھا میں نے کہ آیا سحر کمانا جو شخص کہ ارادہ روزہ  
 کا کرے اوس پر واجب ہے فرمایا اگر سحر نہ کہا وے تو کہہ مضافتہ نہیں لکن ماہ رمضان  
 افضل ہے کہ وقت سحر اٹھی اور دوست رکمتا ہو تو میں اسکو ماہ رمضان میں ترک  
 مکرین اور دوسری روایت میں وارد ہے کہ جناب پیغمبر خدام نے فرمایا کہ سحر کمانا  
 موجب کت ہے اور فرمایا کہ نہ ترک کرے امت میری سحر کمانے کو اگر یہ ایک دانہ  
 حرمہ ناقص ہو اور ایک وایت میں جناب صادق ۴ سے منقول ہے کہ فرمایا پیغمبر  
 نے کہ سحر کر دینے سحر کو کہہ کھاؤ اگر چہ ایک جرحہ آب ہو گاہ ہو کہ رحمت خدا ہے  
 اون لوگوں پر جو سحر کو کہتے ہیں اور جناب امیر المؤمنین ۳ سے منقول ہے کہ تو اس  
 کی ہے اوس جناب نے پیغمبر خدام سے کہ فرمایا بتحقق خدا سے تعالیٰ اور بلا لکھ اور  
 درود بھیجے ہیں اور پستھیرین اور متغیرین کے یعنی واسطے اون لوگوں کے  
 جو سحر کھاتے ہیں اور سحر کو استغفار کرتے ہیں بس جائے کہ سحر کبریٰ نہیں ہے  
 ہر ایک شخص اگر چہ ایک گونٹ یا نیکا ہو اور بہتر یہ ہے کہ ستوا و خراسا سحر کو کھا  
 جتنا بچہ جناب صادق ۴ سے منقول ہے کہ فرمایا افضل تمہارے سحری ستوا  
 اور خراب ہے اور وقت سحر کے پڑھتا دعاؤں مانورہ کا خصوصاً دعا سے جو حمد  
 ثانی کا کہ متغیرین رمضان میں عام ہے اور پڑھنا سورہ انزلنا کا ثواب عظیم کمانا  
 خلاصہ کمانا سحر کو وسط قوت روز کی ہے اور غرض اوس سے یہ نہیں کہ تیرے

پس چاہئے کہ مقدار سحر کو کھانے اور جو چیز کہ سحر کو کھاوے اور خضرین سحر کمانڈ  
 سے کہ قوت روزہ رکھنے کی پریشانی نظر رکھے اور افطار و تسبیح میں اہتمام شکم رور  
 اور پیروی طبع جانور سے کی نہ کرے کہ لذت سناہات اور یاد حضرت قاضی الطائفات  
 دل سے دور ہو جاتی ہے اور جو لذت کہ دعا و استغفار سے حاصل ہوتے ہے  
 نظر عرفان اہم و مقدم ہے خصوصاً دعا ابو حمزہ ثمانی اور خلیالی بن عبد کبیریت  
 ولذت دینی ہے اور مقام بجناب استاذی و ملاذی دام ظلہ نے چند اشعار  
 لطیف آیدار زبان عربی میں انشا فرمائے ہیں کہ مفاد اونکا یہ ہے کہ وقت سحر  
 یاد صبا جو ہم نفس مشک و عنبر ہے اسکو ہمراہ ذکر خدا کے ملاوے اور جب وقت  
 سحر ماہ مبارک رمضان میں آوے تو جناب سید الساجدین امام زین العابدین  
 مہ کے دعا پڑھو اور یہ دعا ایسے مضامین لطیف اور زاجر نفس پر مشتمل ہے کہ  
 اگر طبقات آسمان اسکو سمجھیں تو شگافتہ ہو جائیں اور جب سفید سحر نمایان  
 ہوتو اسکو تلاوت کلام مجید سے مخلوط کر کے لذت یاب ہو کہ سفیدہ بیخ مشن  
 خمیر کے ہوا اور ملاوت تلاوت مثل شکر کے اور جب وقت اس کا طولانی کا  
 یا فہم معانی نو بیس مطلقاً اعراض نہ کرے جہاں تک ہو سکے اور وہاں تک مختصر بقدر کہ  
 ہو سکے بہتر ہے اسلئے کہ دعا، قلیل رجوع و حضور و خشوع کثیر ہے اور  
 بہتر ہے اور جملہ مستحبات صوم سے قبول ہے چنانچہ روایت حسن بن محمد  
 مصدق اسکے ہے فرمایا ابو الحسن مہ نے کہ قبول کر دو تم تحقیق کہ حق تعالیٰ  
 سیر فرماتا ہے روزہ دار کو اور سیراب کرتا ہے اسکو وقت خواب کے پس  
 استحباب قبولہ کا اولاً عموم سے اور ان امارت کے جو دلالت کرتے ہیں اس  
 پر کہ سونا روزہ دار کا خجارت و ثوابت پڑو تا ثبات اس حدیث کا مضمون واضح ہوتا ہے

اور چھ اسحبات سے دعای اقطار ہے اور پڑھنا سورہ انا انزلنا کا ہے جناب امام  
 جعفر صادق سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا وقت افطار پڑھا  
 پڑھتے تھے اللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا وَعَلَىٰ ذُنُوبِكُمْ أَفْطَرْنَا بِقِتْلَتِكَ وَمِنَا ذَهَبَ الطَّيْبُ  
 وَأَيْتُكَ مِنَ الْعَرْشِ وَبِقَبْلِ الْأَجْوَادِ اِقْبَالَ مِنْ مَرُوسِي ہے کہ جو شخص وقت افطار  
 پڑھا کرتا ہے یا عظیم یا عظیم انت الہی الہی فیکون الخیر اللہیب  
 العظیم فوائده لا یحضر الذنوب العظیمۃ العظیمۃ کنا ہوں سے سطرچا ہے  
 کہ گویا شکم ماور سے بیدار ہو اور جناب امام زین العابدین سے مانا تو ہے کہ جو شخص  
 سورہ انا انزلنا وقت افطار اور وقت سحر پڑھے درمیان ان دو نو وقتوں  
 ایسا ہے کہ گویا ماہ خرمین اپنی خوشین لوٹتا ہے اور جناب امام موسیٰ کلیم  
 سے منقول ہے کہ وسط ہر صائم کے وقت افطار کے ایک عاصی ہے  
 جسے جب اول رقمہ کھاوے کہ ینبوا اللہ یا واسع المغفرۃ اعفونی اور افطار  
 کرنا شیرینی اور طرب اور پانی سے خصہ صاب نیکرم سے یا شکر یا منقی یا دوہ یا ستو  
 سے مستحب ہے جناب صادق سے منقول ہے کہ فرمایا جناب سول خدا  
 کہ جب روزہ رکھتے تھے اور شیرینی نہ ملتی تھی تو افطار فرماتے تھے پانی سے اور ایک  
 حدیث میں وارد ہے کہ افطار کرنا پانی سے گناہوں کو دل سے دھو ڈالتا ہے  
 اور اسی جناب سے مانا ہے کہ فرمایا جناب رسالت آب وقت افطار  
 ابتدا فرماتے تھے طوی لیسے اور اگر میسر نہ ہوتا تھا پس شکر سے یا خرما سے  
 اور اگر یہ بھی نہ ہوتا تھا تو آب نیکرم نوش فرماتے تھے اور ارشاد کرتے تھے کہ آب  
 نیکرم معدہ و دل کو صاف کرتا ہے و من کو خوشبو کرتا ہے اور ہمیشہ کو قوت  
 دیتا ہے اور قوت باصرہ زیادہ کرتا ہے اور گناہوں کو بخوبی دھو ڈالتا ہے

اور جو کہیں کہہ بیجا نہیں آئے ہیں اونکو تسکین دیتا ہے اور غلیان صفر کو روک تاہی  
 اور بلغم کو قطع کرتا ہے اور حرارت کا واقع اور درد سر کو نافع ہے اور حدیث  
 میں ہے کہ جناب امیر المؤمنین دوسرے کھتے تھے افطار کرنا دودھ سے اور  
 اسے طبع ہر ایک اشیا مذکورہ میں حدیث وارد ہے اور وسائل الشیعہ میں مسطور  
 ہیں اور جملہ مستحبات سے تفضیل صحیح ہے یعنی روزہ کو لو اتا لو گو کا وقت شام  
 کے چنانچہ خطبہ نبویہ میں گذرا اور مسعد سے منقول ہے کہ جناب صادق سے  
 نقل ہے کہ فرمایا سید میرے خدمت میں میرے پیر نزر گواری کی ماہ  
 رمضان میں حاضر ہوا حضرت نے فرمایا اسے سیدیر جانتا ہے کہ یہ کیسے شبن ہیز  
 عرض کی مینے ہاں فرما ہوں آپ پر شبن ماہ مبارک رمضان کی میں کیا ارشاد  
 ہوتا ہے فرمایا ہو سکتا ہے کہ ہر شب ان شبوں میں دس شخصوں کو اولاد حاصل  
 سے ازا کرے تو عرض کی مینے ہاں باپ میرے فرما ہوں آپ پر اس قدر مال  
 میرے پاس نہیں ہیں حضرت نے کم کرنا شروع کیا تا ایتکہ نوبت ایک شخص کے  
 آئے اور وہ ہر مرتبہ عرض کرتا تھا کہ مجھ کو قدرت نہیں پس فرمایا کہ ہر شب ایک  
 شخص مسلمان کو افطار ہی نہیں کروا سکتا عرض کی البتہ بلکہ دس آدمیوں کی افطار  
 کر سکتا ہوں حضرت نے فرمایا اسے سدیر مقصود غیر یہی تھا کہ افطار کروانا ایک لبر  
 مومن کا برابر ثواب ازا کرنے ایک شخص کے ہے اولاد ہما حیل سے صاحبان  
 جو دو گرم اوطلالیان رضا سے خداوند عالم پر مخفی نہیں کہ علاوہ اس ثواب اور  
 اضافہ مال و قاضی افطار نہ محانزار سے اور پھانا و ترخوان کا کار باب بہت کم  
 باعث سرور و مسرت اور یاد پروردگار شہائے تاریخ میں موجب لذت ہوتا ہے  
 چنانچہ وصیت جناب ختم المرسلین میں جو حضرت امیر المؤمنین کو فرمائی ہے

وارد ہے اے علی تین وقت ہیں دنیا میں سرور مومن کے ایک وقت ملاقات برابر  
 ایمانی کا اور دوسرا وقت روزہ کشائی مومنین کا اور تیسرا وقت جب نماز تہجد پڑھنا  
 مسئلہ جب کہینے وعدہ افطار کسی سے کیا ہوا یا ہو سکتا ہے کہ وہاں بچا  
 اور بی اور جگہ افطار کرے اور جب کوئی چیز اوسکو دین کہ اوس سے افطار کرے  
 ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرے کو دیدے تعرض اس مسئلہ کا کلام صحاب میں نظر  
 سے نہیں گذر اگر صاحب مقاصع نے لکھا ہے کہ وجوب روزہ وغیرہ معلوم  
 نہیں مگر یہ کہ بخصوص اوسکی ضیافت کے ہو اور بطفیل اوسکے اور دن سے ہے  
 وعدہ لیا ہوا اور بہر تقدیر جبے و سری جگہ افطار کرے تو اوسکو آگاہ کر دے  
 اور بغیر اسکے نہ کھاوے احتیاطاً اور دیدینا کل اوس چیز کا جو کہ سینی اوسکو  
 دی ہے بغیر اذن دینے والے کے کمال اشکال آتا ہے بلکہ صریحت اسکی  
 قوی ہے انتہی اور جملہ مستحبات سے وسط مرد و عورت کے یہ ہے کہ  
 لباس اپنا خوشبو کرین اور علی الخصوص مرد کو روغن ملنا ریش میں اور عورت  
 کو کینٹیکرنا بالونین چنانچہ روایت عمر بن مہیون میں کہ بیٹی اوسکی زوجہ جناب  
 امام حسن کے تھی وارد ہوا ہے کہ اوس جناب نے فرمایا تھا مرد روزہ دار کا یہ  
 کہ ریش میں روغن ملے اور لیا سکونوش ہو کرے اور تحفہ زن روزہ دار کا یہ  
 کہ بالونین کنگی کرے اور کپڑے خوشبو کے تزیینت کتاب سائل سے  
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ از جملہ مستحبات صائم یہ ہے کہ اوس شخص کے پاس  
 جاوے جو کچھ کمانا ہو چنانچہ شیخ حرنے اوسمیں ایک باب سیکھا جلیقہ قرار  
 دیا ہے اور دو حدیثیں اوسمیں لکھی ہیں ایک یہ ہے کہ فرمایا جناب صادق نے  
 جسوقت کہ روزہ دار لوگوں کو دیکھ کہ کچھ کھاتے ہیں یا کسکو دیکھ کہ کچھ کھاتا ہے

ہر سوئی بدن او سکا تسبیح کرتا ہے اور دوسری حدیث ہے کہ جناب پیغمبر خدا  
 نے فرمایا کہ کوئی روزہ دار نہیں کہ حاضر ہوے یا اس لوگوں کے کہ وہ کچھ کمائی  
 ہوں مگر یہ کہ عیضا او سکے تسبیح کرتے ہیں اور ملائکہ او سپرد رو بہیجہ ہیں اور روزہ  
 او کا استغفار ہے لیکن شیخ حرث نے فقط ان احادیث کے نقل پر اتقانی پڑوسر  
 اور پیدا سکا بیان نہیں کیا اور کلام فقہائین تعرض اس مسئلہ کا نظر سے نہیں گذرا  
 اور غلط یہ ہے کہ اسمین یہ حکمت ہو کہ جب روزہ دار اون لوگوں کے پاس جاوے  
 کہ کچھ کماتے ہیں اور اپنی بے غذا پر صبر کرے البتہ ثواب ہو گا اسلئے کہ وقت  
 مشاہدہ طعام لذیذ کے خواہش نفس کے زیادہ ہوتی ہے اور بسبب کماتے  
 اور اون کے آتش جوع غالباً شعلہ ور ہوتے ہے اور او سو وقت میں صبرت  
 ترین اعمال ہے تو ثواب ہی او سکا زیادہ ہو گا لیکن یہ ثواب بطاہر شخص روزہ  
 واجب ہے یا ایسے روزہ مندوب کہ جسمین کسینہ او سکی دعوت کی ہو ہو اسلئے  
 روزہ مندوب میں بعد دعوت کے افطار فضل ہے اور مخفی نہ ہے کہ استیجاب  
 اس بات میں محض ترتیب ثواب ہے و سطر او اس شخص کے کہ احیانا ایسے مقام  
 میں کیا ہونہ یہ کہ جانا ایسے مقام پر مستحب ہے ہر چند کہ یہی ایسا ہوتا ہو کہ اقدام او اس  
 امر پر جو مودی ثواب ہو مستحب ہوتا ہے لیکن لازم نہیں ہے کہ جو مقام ایسا  
 ہو وہاں جانا بھی مستحب ہو مثلاً مواضع تقیہ اور موارد تملک یا وہ جگہ کہ جہان  
 کسی مومن کو برا کہتے ہیں جاوے اور صبر کرے تو ثواب ہو گا مگر جانا ایسے  
 مقامات میں ثواب و مستحب نہیں بلکہ گناہ ہر حرام ہو گا اور شاید ترک ہر گناہ  
 ذکر مستحبات مومن اسی راہ سے کیا ہو حاصل کلام یہ ہے کہ نفی اس سبب  
 کہ ایسے مقامات جو اسمین ہے وہ بھی ظاہر ہے کہ کوئی کھاتا ہے

اور یہ اسکو دیکھ رہا ہے مقام دوسرا کمر و پات صوم میں وہی  
 چند چیزیں ہیں اول سحوط یعنی تاس لینا اور بعضے علماء کے حرمت کے قائل  
 ہیں چنانچہ حدیث رضوی میں ہے کہ نہیں جائز ہے روزہ دار کو کوئی چیز اپنے کانغیر  
 چمکے اور یا تاس لے دوسرے پوسہ لینا عورت کا اور دست بارتے  
 کرنا اسے واسطی اون لوگوں کے کہ جو ان اور صاحب شہوت ہوں اور یہ امر با  
 و محرک اسکا ہوا اور روایت اصبع بن نباتہ میں وارد ہے کہا اسنے کہ پوسہ لینا  
 ہونے میں باوجودیکہ ذریعہ ہوتا ہوں فرمایا حضرت نبی بجا تو اپنی روزیکہ اسنے کہ ابتدا  
 جنگ طمانچہ ہے اور صحیح حلبی میں وارد ہے کہ مقدمہ دست بازی میں فرمایا کہ یہ امر  
 مکروہ ہے مرد جو ان کو بخوف انزال تمیزی سے مٹنا غور تکا یا نہیں اور بعضے قائل  
 قضا اور کفارہ کے ہیں جو تھے جیانا کسی چیز کا کہ مزار کتا ہو اور ان میں بسبب  
 اسکو متغیر ہو جاوے مثل گوند کے اور سپی طرح مسواک کرنا شاخ تہ سے خانیچہ  
 حدیث میں وارد ہے لکن مشہور عدم کراہت ہو بلکہ مستحب ہے یا جو میں نکلوانا  
 خون کا کہ خوف ضعف کتا ہو اور سپی طرح جانا حمام میں کہ ضعف ہو چنانچہ روایت  
 صحیحین میں جناب امام محمد باقر سے وارد ہے کہ پوجا اور حضرت حال اس شخص کا  
 کہ حمام میں جاوے حالانکہ روزیسی ہو فرمایا کہ کیا مضائقہ تا وقتیکہ خوف ضعف کا  
 نہ ہو اور حلبی نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ اس جناب نے فرمایا  
 کہ ہم جب ارادہ کرتے ہیں کہ حمامت یعنی بھتی لگائیں ماہ رمضان میں تو حجت  
 کرتے ہیں رات کو اور این بابو نے کہا ہے کہ جناب امیر المؤمنین مکروہ جانتے تھے  
 اسکو بخوف اسکے کہ غش آجاوے اور قطار کرنا بڑے چمٹے سوگھنا پھول کا چمٹنا  
 اسنے کہ بعض احادیث میں وارد ہے کہ تحقیق کہ یا میں بدبخت ہے واسطی روزہ



اور یہ حدیث اگرچہ مشعر حرمت ہے مگر بسبب اجماع علماء اور احادیث دیگر  
 کراہت پر محمول ہے اور علی الخصوص نرگس میں کراہت شدید ہے چنانچہ شیخ  
 ابو جعفر طوسی نے فرمایا ہے کہ نرگس کے کراہت شدید تر ہے اور ہولون  
 اور شرایع میں تاکید کراہت آسمین لکھی ہے اور شیخ بہامی علیہ الرحمۃ نے اتنا عرض  
 میں بعد ریاضین تزییر کو یا تخصیص فرمایا ہے اور اس طرح جناب علی بن مکیان نے  
 بھی روفتہ الاحکام میں فرمایا ہے ہر چند صاحب مستند نے اسکو ضعیف سمجھا ہے  
 اور کہا ہے کہ نرگس کے ہول میں کراہت کی تاکید ہے بسبب روایت ابن باب  
 کے ستائین حضرت امام جعفر صادق ع سے کہ منع فرمایا حضرت نے نرگس کو  
 عرض کی میں نے خدا ہوں آپ پر کیوں فرمایا یا سلمو کہ یہ ریحان اعاجم ہے اور بعد  
 کہا ہے کہ یہ حدیث شدت کراہت نرگس پر دلالت نہیں رکھتی اور خصائص صاحب  
 پر بھی دلالت نہیں کی بلکہ قایت یہ ہے کہ سوگننا نرگس کا مطلقاً مکروہ ہے اور اظہر  
 ہی یہی ہے اور بعد اسکے کہا ہے مگر یہ کہ سوگننا ریحان کا مکروہ ہے اور اس طرح  
 سوگننا نرگس کا پس بسبب جمع ہونے دونوں سوگننا نرگس کے سوگننے میں کراہت  
 شدید ہم پونجی جناب مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ہر چند حدیث مذکور کہ نرگس ریحان  
 اعاجم ہے یہ ذکر صایم سے خالی ہے لکن روایت صدوق میں اس طرح ہے کہ منع  
 ہے سوگننا نرگس کا روزہ دار کو علاوہ یہ کہ مقدمہ نرگس میں اخبار و آثار اور یہ  
 وارد ہیں اور بعض ائمہ کے فقہ الاسلام محمد بن یعقوب نے نقل کے ہیں کہ خلاصہ  
 مفاد اوسکا یہ ہے کہ اہل فرس جو کفار تھے حالت صوم میں اوسکو سوگننا تھو تھے  
 اور کہتے تھے کہ گر سنگی میں سنگین دیتا ہے اور شیخ مفید نے افادہ فرمایا ہے کہ  
 پادشاہان عجم ایک روز تمام سال میں روزہ رکھتے تھے اور اوس دن ہول نرگس کے

سو گئے تھے تا شنگے اون سے بر طرف ہو اور یہ گویا سنت افونکی تھی پس  
 آل مجراو کے سو گئے سے منع کرتے ہیں در حالیکہ خلاف ہے وہ سطر و سطر اگر یہ مقصد  
 صوم نہیں اور شیخ الطایفہ نے اسپر ہی ترقی کے ہے اور تہذیب الاحکام میں احتمال  
 کیا ہے کہ مراد مطلق ریحان سے اخبار میں ہی نرس ہے اور بول اور بعض کتب میں  
 دیکھا ہے کہ گسر نے دخت نرس بویا تھا اور او سکو بول سکے مثل شمشیر کے  
 ہے حیار کہتا تھا اور سبب بھی ترنج پس سو گئے انکا بطاسہ مضائقہ نہیں کہتا  
 ریحان میں دخل نہیں لیکن مشک پس روایت غیاث یز جناب امیر المؤمنین سے نقل  
 کیا ہے کہ وہ حضرت مشک کو مکروہ رکھتے تھے کہ صایم ابو میں اوس سے معطر کرے  
 البتہ کراہت سمجھی جلتے ہے اور سوای اسکے اور امانات عطریات پس سو گئے  
 او نکا جائز ہے بلا کراہت بلکہ بعض احادیث میں وارد ہے کہ جناب صادق  
 وقتیکہ روزہ رکھتے تھے جسم مبارک کو خوشبو سے معطر فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ  
 خوشبو سے تحفہ ہر روزہ دار کا سا قونین شیاف لینا روزہ دار کو یہ بھی مکروہ  
 ہے اٹھوین کپڑا بیکو کہ بدن پر رکھنا کہ طہابہی باعث ضرر ہوتا ہے اور بعض روایا  
 میں وارد ہے کہ پارچہ کیلا انبو بدن پر حالت صوم میں نہ کرے تا وقتیکہ او سکو  
 بخورے اور پنکھا تر کر کے جھلنا اور یوریا کو چٹک کر او سپر لٹینا کہ عیب نہیں کہتا  
 قونین سر نہ لگانا اوس چیز سے کہ اثر او سکا خلق میں ہو بخوریا او سمین مشک طہابہ  
 والا کہہ مضائقہ نہیں و سو میں جنگ و جدال اور قیل و قال کرنا جتنا چہ جناب  
 صادق سے منقول ہے کہ فرمایا ہے کہ ہر گاہ کوئے تمین سے تین دن اس  
 مینے میں روزہ رکھے اور کسی سے نہ لڑے اور جہالت نہ کرے اور قسم و اقسام  
 پر سادت نہ کرے اور اگر کوئے اوس سے جہالت کرے چاہے کہ عمل

کہے اور اس جناب نے اپنا بار کرام سے نقل کیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا نے فرمایا  
 کہ کوئی بندہ روزہ دار نہیں ہے کہ کوئی اوسکو دشنام دے پس وہ گو کہ پیغمبر  
 ہوں سلام میرا تجھ پر میں تجھ کو بخش دے ونگا جس طرح کہ تو نے دشنام دیا ہے مگر یہ کہ  
 خداوند تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ نے شر سے بندہ کے پناہ  
 چاہے روزے پس میں اسکو آتش جہنم سے پناہ دی گیا رہو میں بعض آیات  
 میں وارد ہوا ہے کہ جب ماہ مبارک رمضان میں نہ کو مشتمل ہو پھر تک غسل کرے  
 نہ سوئے اور اس نہی کو کہ اہت پر عمل کیا ہے بارہویں پڑھنا شعر کا مکروہ ہے  
 اور شعر کلام سوزوں کو کہتے ہیں اور حسن و قبح اوسکا شعر عامض بنا پر مضمون کے  
 ہے جیسا کہ مطنون ہے اور جو کلام کہ مشتمل ہو حکمت یا پند و نصیحت یا شاہد  
 لغت یا اطہار نعمت یا حمد خدا و رسول اور ال رسول پر اور قالی ہو مبالغہ و فضول  
 سے وہ صحیح اور مقبول ہے اور دراصل عبادت خدا میں نظم ہو یا شعر ہو اور یہ مطلب  
 ثابت ہو عقل سے اور نقل آیات و احادیث سے اور فعل جناب سولکرام سے اور  
 کنا اور پڑھنا اور فرمانا اور سننا ائمہ کا موید مرام ہے غایت امر یہ ہے کہ سبب  
 حساست رکاکت شعر کے کہ اہت اوسمین عارض ہو جاتے ہے خصوصاً نظر  
 بشر ارقم مکان یا بزرگی زمانگی مثل مسیحا و شب جمعہ اور ماہ رمضان کے اور معلوم  
 ہے کہ کہ اہت عبادت میں بعض اقلیت ثواب ہے پس یہ جو بعض آیات میں  
 وارد ہوا ہے کہ مکروہ ہے راویت کرنا شعر کے روزہ دار کو اور محرم کو حرم میں  
 اور روزہ رجب کے اور رات کو اگرچہ اشعار حق ہوں بعض علمائے اسکی تخصیص اشعار  
 دنیویہ سوکی ہے اور کوئی قائل حرمت کا نہیں اور ملامحن کا شافی سے ا  
 نقل کیا گیا ہے کہ ہر شعر سے کلام تمجیلی ہے خواہ نظم ہو خواہ نثر اور شاید کلام

سوزن جو حکمت و موعظہ یا مناجات پر مشتمل ہو اور اس میں تجھیں نہ واس حکم سے  
مستثنیٰ نہ ہوا اسمین ناضل ہو اور مراد قول حضرت کہ اگرچہ شعر حق ہو یہ ہے کہ جو کلام  
نباہر حکمت یا موعظہ کے حق ہے وہ بسبب حقیقت کے تجھیں شعر سے خارج نہیں  
ہوتا یعنی ہو سکتا ہے کہ بسبب حکمت موعظہ کے تو حق ہے مگر اس میں چونکہ تجھیں  
ہی ہے لہذا مکر وہ ہوا پس جو کلام کہ اس میں تجھیں نہ ہو بلکہ فقط موزون ہو مضافاً نہیں  
رکنا اور صاحب مستدری نے اسکو چند جانا ہے اور اسکی دلیل الہی ہے کہ حقیقت  
شعریہ وسط شعر کے منظوم میں ثابت نہیں بلکہ ایسا نہ تھا اور اسی سبب کفار  
قرآن کو شعر اور رسولی کو شاعر کہتے تھے پس جو منظوم کہ خالی خیالات شعریت سے  
ہو شعر مکر وہ نہیں آپ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ کلام تجھیں سے خالی ہے  
اور حق و باطل میں مخلوط اور اکثر نامربوط ہے سئلے کہ تتبع کتب ما دیث و سنن اور  
معرفت شعر و سخن اور تدبر کلام اہل فن سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ شعر بمعنی  
مصطلح حادث نہیں ہے بلکہ حضرت آدم صغی اللہ سے مرثیہ یا بیل کا منقول ہے  
اور جناب پیغمبر خدا ہر چند فیض قرآنی شاعر نہ تھے لکن بطور اعجاز شعر کہنے پر قادر  
تھے چنانچہ لکھا ہے کہ بعض غراوت میں جب چشم رخم مسلمانو کو پہچا تو ابو سفیان نے  
آواز بلند یہ مصرع پڑھا **اعلٰی اعلٰی اعلٰی اعلٰی** یعنی ای ہبل بلند ہو اور ہبل نام  
ایک بت کا تھا حضرت نے اپنے اصحاب سے اشارہ کیا کہ جواب اسکا کو جب کہنے نہ  
کھا تو حضرت نے فرمایا **اللہ اعلیٰ اعلیٰ** یعنی اللہ بلند اور بزرگ ہے اور یہ مصرع معنی  
اور موافق مصرع اول کے ہے بحر وقافیہ میں اور ظاہر ہے کہ اسے وہ مقام میں ہے  
قصہ کے شعر نضر مایا ہو گا اور سیطرح اور جہاد میں ارشاد فرمایا ہے **انا اللہی لا کرب**  
**انا من عند اللہ** یعنی میں ہوں نبی بلا شک اور میں ہوں فرزند عبد المطلب کا

اور ایک مقام میں ارشاد کیا ہے **هَلْ اَنْتَ اِلَّا اَصْبَحَ دَهْمِيَّتُكَ وَفِي سَبِيلِ الْبَدَا**  
**مَا الْقَهِيَّتُ** یعنی نہیں ہے تو مگر ایک انگشت کہ خون الودہ ہوے اور جو تھپہ گز رہے  
 وہ راہ خدا میں گدڑا ہے اور جناب امیر المؤمنین **ع** حال اور کا ظاہر ہے اور اشعار  
 کثیر اور جناب نے فرمائے ہیں بلکہ دیوان اور جناب کے طرف منسوب اور بہت  
 مشابہت کے کلام سے ایک شخص نے میرے دوستوں سے کیا خوب کہا ہے اس مقام پر کہ مجھ  
 دیوان اوسے جناب کا ہے اگر اور حضرت کا یہ کلام نہیں ہے تو بہر کسی کافر و ملحد کا  
 کلام ہے کہ اوسمیں وہ خصوصیتیں بیان ہیں کہ سوائے حضرت کے اور کوئے  
 اوسکو اپنی طرف نسبت نہیں کر سکتا مثل اسکے کہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ فاطمہ  
 زہرا میری زوجہ ہیں اور حسین میرے فرزند ہیں سوای اونکی اور کون یہ کہہ سکتا  
 ہے مگر یہ کہ کافر ہو اور ائمہ نے ہی اشعار فرمائے ہیں جنانہ جناب امام رضا  
 مرتبہ و خلیل میں خود ایک شعر انہا لایا ہے **وَدَيُّوْ دِيْطُوْسٍ بِالْكَافِرِيْنَ مُصِيْبَةُ الْحَيَاتِ عَلَى الْاَكْثِيَا**  
**بِالْزُقُوَاتِ** یعنی ایک قبرطوس میں حلی و مصیبتا عجیب مصیبت کہ او کو شعلوں نے دل و جگر کو  
 گمیر لیا ہے بلکہ چند اشعار اور جناب کے عیون اخبار رضایں منقول ہیں جو اسون  
 رشید کو بھیجے تھو اور جملہ شعرا اور جناب کے یہ چند شعر لطیف و آبدار ہیں کہ صدوق علیہ  
 نے نقل کیے ہیں اور باوجود خوبی اطالبت کلام کے چونکہ وہ مثل مضامین عالیہ ہیں  
 اور نہایت بند و نصیحت اوسمیں بہری ہے لکننا اور نکامنا سب معلوم ہوا ہے  
 حضرت کو کہ او کو گوش دل سنئے اور اوسکے مضامین سے فائدہ مند ہو بروقت  
 و ہر آن خصوصاً ماہ رمضان میں **اِذَا كَانَ ذُوْهُنَا مِنْ لَيْلٍ مَّجْمَلًا اَبَتْ وَاَنْفُسُ**  
**اَنْ تَقَابِلَ بِالْجَبَلِ وَاَنْ كَانَ مَثَلِيْ فِيْ فُجْلٍ مِّنَ النَّوْءِ اَخَذْتُ مَجْلِيْ كَعَمْرٍ**  
**اَجَلٌ مِّنَ الْمَثَلِ وَاِنْ كُنْتُ اَدْنٰى فِى الْفَضْلِ وَاَلْحٰى عَرَفْتُ لَهٗ حٰى التَّقْدٰرِ**

والفقر خلاصہ مضمون سہکایہ ہے کہ جب میں کسی جاہل کے جہالت میں مبتلا ہوتا  
 ہوں اور وہ مجھ سے کم رتبہ ہوتا ہے تو مجھ کو حیا اور شنگ ہوتا ہے کہ میں اس سے  
 جہالت میں مقابل ہوں اور اسکو اپنا مثل گولوں اور اگر وہ مرا ہم مرتبہ ہوتا ہے  
 تو اس سے علم و بردباری سے فضیلت لیجاتا ہوں اور اگر میں اسی کم مرتبہ ہوتا ہوں پس  
 حق اسکی بزرگی کا پہچانتا ہوں اور اسکی رعایت کرتا ہوں بہر حال سفارحہ جہالت  
 کسی سے مناسب نہیں اور سیدہ اماعیل حمیرے کو جناب صادق ع نے سیدہ شہر  
 خطایا تھا اور شان حسان میں جناب سرور عالمیان نے فرمایا کہ ہمیشہ روح القدس  
 تیری تائید کرے گا جب تک کہ تو ہمارا ادراج ہے پس انکا حقیقت شعر کی کلام منظوم ہر  
 بے حقیقت ہے اور کفار جو قرآن کو شعر کہتے تھے یہ سب اونکی جہالت کا تھا اور  
 جو شخص کہ اونہیں شعر کہتے تھے مثل ولید بن مغیرہ کی وہ قرآن کو شعر کہتی تھی نہ شعر  
 اور تعجب ہر کلام حسن فیض سے باوجود لیکہ نہیں شاعر تھے وہ جو چیز کہ حسن شعر ہے  
 اسکو عیب جانتے ہیں حاصل کلام محسن کو باعث کرامت تصور کرنا خیال خام ہے  
 اسلئے تخمیل سبب حسن کلام ہے اور اسکو اثبات مطالب میں زیادہ دخل ہے مثلاً اگر کہیں  
 کہ تو وضع علامت اہل کمال ہے ہر چند یہ کلام نفس مطلب پر دل ہے اور اسکی  
 عیب نہیں ہے مگر جب بطور تخمیل آہمین فکر کریں زیادہ باعث رغبت ہو گا چنانچہ  
 مرزا صاحب نے آہمین فکر صاحب کی ہے کہ تہین سے فروتنی است نغان سید  
 گان کمال کہ چون سوار منزل سد پادہ شود بلکہ اہل منطق نے کہا ہے کہ شان  
 تخمیل سے یہ ہے کہ اچھی چیز کو برا کر مے اور بری چیز کو اچھا بنا دے جیسے کہ ہمیں  
 کہ شہد کراہو ہوا مرقی ہوا و شراب سرخ رنگ یا قوت ہر خلاصہ محض دنی اور تخمیل باعث کرامت  
 نہیں ہوتے کہ جو ثواب سے خالی ہوا اسلئے کہ تخمیل بعض احواد میں محض ہر بلکہ

قرآن میں من تصور ہے مثل قول حق سبحانہ و تعالیٰ کے ظہر کا نہ دوسرے  
التَّبَايُطِينَ یعنی شکونی و خستہ قوم کے گویا کہ سر بر ہی شیاطین میں روس شیطانی  
کستے دیکھو نہیں سوائے محفل کے سہین اور کیا ہے اور وزن ہی بعض آیات قرآن میں  
توڑی تغیر سے پایا جاسکتا ہے بلکہ بعض میں تو تغیر ہی درکار نہیں مثل فَمَنْ شَاءَ  
فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ کہ بجز طول میں ہے اور لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا  
یہ صریح ہے اور وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ بِحُرُوفِ وَاللَّهُ يَهْدِي  
مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ کہ یہ بجز کامل ہے اور قَالَ اللَّهُ لَقَدْ آتَيْنَا  
کہ یہ بجز ہرج ہے اور الْقُوَّةَ عَلَىٰ عِبَادِ الْيَاثِبِ لِجَعَلْنَا فِيهَا حَبْرًا  
اور قَالَ فَاصْبِرْ يَا سَامِيُّ بِهَذَا جَبْرًا لَعَلَّكَ بِالْمُحَقِّقِ عَلَىٰ  
الْبَاطِلِ اور اِنَّ نَفْسَ الْجَنَّةِ لِلتَّقَابِ کہ یہ ہی بجز سریع ہے اور وَالْعَادِيَاتِ  
صَبْرًا فَالْكَوْرِيَّاتِ فَكُلَّهَا بِهَذَا مَضَاعِ وَ اَمْ لِي لَهْمَانِ كَبِيْرٍ مَّيْتِيْنِ  
ہر حرف متعارف ہے اور قَاتُونَ بِرِضَا فَوْسِقُونَ بِرِجْمًا بِهَذَا جَبْرًا مَتَارِكٌ ہوا و رَشْحًا  
اَقْرَبُ نَعْمًا و اَنْتُمْ تَشْهَدُونَ نَعْمًا اَنْتُمْ هُوَ لَوْ لَقَاتِلُوْنَ یہ بجز رمل ہے اور  
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوْا بِهَذَا جَبْرًا رَمْلًا ہے بلکہ سولہ بجز و نہ آیات کلام الہی کا وزن  
کرنا ممکن ہے اگرچہ اطلاق شعر و نیز مشکل بلکہ حرام ہے اور وجہ اسکی اپنے  
محل پر مذکور ہے اور قصد شعریت تعریف شعر میں بنا کر مشہور معتبر ہے بالحد  
تحقیق اسباب میں ہی جو جناب علیین مکان علیہ الرحمہ نے فرمائے ارشاد کرتے  
ہیں کہ کرامت بمعنی تقلید ثواب ہوا و ر ایں طرح مرثیہ اور مناہجات بدرگاہ قاضی اماما  
کہ نثر انکی حالت موم میں لکھ سے ترجیح رکھتے ہے انتہی اور موجد بلکہ مثبت کلام  
اوستحاک و روایت ہر جو امین الاسلام شیخ علی طبر سے نقل کی ہے خلف ابن



حاد سے کہ عمدہ شعر اسے اہلیت ہو گا ہے کتاب ہے کہ میں خدمت جناب امام رضا  
 میں عرض کی کہ ہمارے اصحاب ایک آبا کر ام سے روایت کرتے ہیں کہ شعر شہناہ  
 جمعہ اور روز جمعہ کو اور ماہ رمضان میں اور وقت شب مکروہ ہے اور میں جاہتا  
 ہوں کہ مرثیہ حضرت امام موسیٰ کاظم ع کا کون اور یہ ماہ مبارک رمضان ہو فرمایا  
 مرثیہ اور شعر کا کہ شب ہی جمعہ اور ماہ رمضان میں اور اوقات شب میں اور تمام ایام  
 میں تحقیق کہ خدا سے عزوجل تجھ کو اس امر پر ثواب عنایت فرمائے گا مستر اور وہ حدیث  
 کہ جنسے کراہت شعر کہنے کی اور شہنے کی نکلتی ہے وہ یہ ہیں راوی کتاب ہے سنا  
 میں نے حضرت امام جعفر صادق ع کو کہ فرماتے تھے مکروہ ہے روایت کرنا شعر کے وہ  
 دار کو اور محرم کو اور حرم میں اور روز جمعہ اور رات کو عرض کی مینی اگرچہ وہ شعر حق ہو فرمایا  
 اگرچہ وہ شعر حق ہو اور دوسرے روایت میں اور نہیں حضرت سے وارد ہے کہ فرمایا  
 نہ کہو شعر اتکو اور نہ کہو ماہ رمضان نہ رات کو نہ دن کو عرض کی اسماعیل نے اسی با اگرچہ  
 وہ شعر ماری مدح میں ہوں فرمایا اگرچہ بیماری میں ہو بیچ دونوں حدیثیں دلالت کر  
 ہیں کراہت پر شعر کہنے کا لکن اور از منہ مذکورہ میں روایت آخر میں تو لفظ انشاء  
 کے واقع ہو ہے اور روایت اولیٰ میں ہر چیز اور میں لفظ روایت کی ہے لکن  
 روایت ہی بغیر انشاء کے نہیں ہو سکتی اور غالباً اثر ہذا عریکا مورث و جرد  
 طرب ہوتا ہے اور شعر خوانی اہل عجم کے ہی موجب شادی و غم ہوتے ہے  
 اور آواز میں بسبب سوز و گداز کے کیفیت غنا یا مشاباوس سے ہم پوچھتے ہے  
 اور اکثر ایسا ہوتا ہے اور کیا افعال ناسزا ہی اسکے ساتھ ملاتے ہیں مثل ڈھول  
 بجانے اور اکثر و منہ خوانے عجم میں رنر نہ اور تحریک ہوتے ہے اور ہندوستان میں  
 یہ طریقہ ہمارے ہے کہ مرثیوں کو اس طرح پڑھتے ہیں جس میں صاحب فرمایا

یا مشابہت سے ہو جاتا ہے اور اسکو سوزنولنے کہتے ہیں یہ فعل حرام ہے  
 اور ذوق اور دہل اور شہمت سے وغیرہ بجاتے ہیں اور سوا کے انکی اور افعال الہی  
 کرتے ہیں کہ جو یقیناً شرع میں جائز نہیں اور وہ جانتے ہیں کہ یہ فعل ہمارے  
 اچھو ہیں حالانکہ درحقیقت یہ افعال مذموم ہیں بس ممکن ہے کہ مراد کراہت  
 انشاء شعر سے اگرچہ شعر حق ہو یہی طریقہ ہونہ مطلق شعرا و اکثر شعرا عرب  
 و عجم کے مشتمل مدح و مذمت مخلوق پر ہوتے ہیں اور لوگ اس شخص کے  
 جسکی مدح و ذم کی جاتے ہے حضور اور عیبت میں بڑھتے ہیں اور  
 مدح مخلوق کی اگرچہ راست ہو سامنے اونکے مکروہ ہے بمصدق حدیث  
 جسکا حاصل یہ ہے کہ غالباً المؤمنین مدح کرنوالو کے کراہت اسکی ظاہر ہے اور  
 راست کوئی عیبت اور مذمت میں عموماً یعنی کیسے ہو مکروہ ہے بلکہ ممنوع ہے  
 اور علیؑ القیاس جو کسے مومن کا اور سید طرح تشبیب اور تغزل یعنی مداحی عورتوںکی  
 اور مردوں کے و رسم کلام ہونا عورتوں اور مردوں سے اور حکایات عشق  
 امیر اور شہوت خیز اگرچہ صدق اور حق ہوں نسبت ایک شخص کے ہو یا مطلق مکروہ  
 ہے اور غالب اوقات قصاید عرب کے اس سے خالی نہیں ہوتے اور سید طرح جو  
 کلام کہ مشتمل ہو خوش برکریا وجود صدق کے ہی مذموم ہے پس محتمل ہے کہ مراد  
 او تحفرت کے اگرچہ شعر حق ہو ایسے ہے اشعار ہوں و سید طرح جمع میں الاخبار  
 کا ہے اور اسے خوب جانتا ہے مسئلہ اطفال جو ماہ رمضان میں اشعار پڑھتے  
 ہیں اور معلم انہیں پڑھاتے ہیں کہ پڑھتے ہیں بنا برقص صاحب قلع کے اور یہی  
 حکم ہے سننے والے کا بحدت جہشی بقیہ فضائل اور آداب ماہ رمضان میں اور  
 وہ مشتمل ہے دونائیش برنمائیش یہاں متفق ہے چند فائدہ و نیر بہلا فائدہ

بنا بر روایات صحابہ مشہور ہے اور صاحب مصباح نے بھی تصریح کی ہے کہ ماہ  
 رمضان ابتداء سال ہے اور ماہ محرم اصطلاحاً شروع سال ہے اور ایک حدیث  
 صحیح تہذیب الاحکام میں جناب صادق ۴ سے منقول ہے کہ اوس سے ہی یہی  
 مطلب واضح ہوتا ہے **فائدہ** دوسرے عمر بن یحییٰ سے منقول ہے کہ سنا میں جناب  
 امام جعفر صادق ۴ سے کہ فرماتے تھے جسوقت کہ حاضر ہو تو ساتھ  
 صوم شہر رمضان کے تو نہ سوال کیا جاوے گا تجھے کسی روز کا شیخ نے دسائل میں  
 اس حدیث کو باب وجوب صوم ماہ رمضان میں اور عدم وجوب صوم دیگر مہینوں  
 سولے صوم منصوص کے ذکر کیا ہے اور تطبیق معنون کے عنوان اسطرح  
 ہے کہ قول او نہ حضرت کا کہ نہ پہنچا جائیگا تجھے کوئے روزہ یہ کہنا یہ عدم وجوب  
 صوم ہو سولے صوم ماہ رمضان کے اور یہ دلالت اور مدلول دونوں خلاف  
 واقع ہیں بلکہ صبر مخالف حدیث زہرے کے ہے کہ اوس میں واجب کی کئی قسمیں  
 فرمائے ہیں مثل صوم قضا اور روزہ بدل بد سے اور اعتکاف اور یہ حدیث  
 ہم ذکر کرینگے انشاء اللہ اور شیخ نے ہی اس حدیث کو متفرق وسائل میں ذکر کیا ہے  
 اور مطلوب اور نکات میں ثابت ہوتا ہے مگر تکلیف مابول غرض گمان ہے کہ مقصود  
 کلام امام سے شرف و بزرگی ماہ صیام کے ہو یعنی اگر روزہ اس مہینے کا رکھا ہے  
 تو سبب کثاؤسکی روزہ اور یہی روزہ مقبول ہیں اور ان سے سوال نہوگا والا  
 درجہ قبول سے وہ ساقط و ہابط ہونگے حسب طرح کہ باب نماز میں وارد ہوا ہے اور  
 سوید اس قول کے حدیث معمر کہتا ہے کہ سنا میں حضرت امام محمد باقر سے  
 کہ فرماتے تھے کہ نہیں سوال فرماتا ہے حق تعالیٰ روزہ سے نماز کا بعد نماز فریضہ کے  
 یعنی جب نماز فریضہ ادا کی ہے تو اون نمازوں کا مطالبہ نہیں وہ بھی قبول ہیں اور نہ

تصدق کا بعد زکوٰۃ کے اور نہ صوم کا بعد صوم شہر رمضان کے ہر چند ملک سے کہ اس  
 حدیث کو بھی اسی عنوان میں داخل کریں فائدہ تیسرا قرآن شریف اس ماہ بزرگ  
 میں نازل ہوا ہے چنانچہ آیہ کریمہ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن اس پر  
 شاہد ہے لکن کیفیت نزول میں اختلاف بہت ہے اور جو بعض معتبرین نے ذکر کیا  
 کہ قرآن شریف تیس برس میں توڑا توڑا نازل ہوا ہے پس نزول اس کا مبارک مہینہ  
 اس طور پر ہے کہ ابتدا نزول اس کا ماہ مبارک میں ہوے اور روایت جحفص بن  
 غیاث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن ماہ مبارک میں بہت معمور پر نازل ہوا اور اس کی  
 بدعات میں س میں آیا اور تہذیب الاحکام میں جناب صادق ؑ سے منقول ہے  
 کہ تو ریت و انجیل و زبور بھی اسی مہینہ میں نازل ہوئے ہیں فائدہ چوتھا  
 شب قدر کہ عبادت اس کی ہزار ماہ سے بہتر ہے ماہ رمضان میں داخل ہے اور  
 اشہر روایات یہ ہے کہ وہ تیسویں شب اس ماہ کی ہے اور وصلیٰ اس کے  
 انخفا میں مخفی بنیں اور بنا برین کی جہنم کا مذکور میں از انجیل وجہ لطیف یہ ہے  
 کہ شاید غرض شارع مقدس کی اس کے انخفا سے یہ ہو کہ اور شیون میں ہی بامید  
 شب قدر عبادت کیجاوے لطیفہ جناب استاد دی و ملا قوی دام ظلہ العالی  
 ماہ رمضان میں برس نمبر غلط فرماتے تھے اور بھی ذکر تھا کہ خداوند عالم نے شب قدر  
 کو مثل اسم اعظم مخفی فرمایا ایک شخص کہ یا میں نے نہیں پڑھے تھے انہوں نے  
 بعد اسے بلند عرض کی کہ آیا حقیقت وہ کون شب تھی آپ نے بلا تکلف ارشاد فرمایا  
 کہ جو امر خدا نے مخفی کیا ہے اس کو بندہ سے پوچھو ہو تا می حصار اس جواب سے  
 نہایت مسرور ہوئے اور حال شب قدر کے کتب ادعیہ مثل اوالعادی وغیرہ کے  
 مسطور میں ترک کرنا چاہئے کہ ثواب عظیم رکھتے ہیں خصوصاً اگر مہاسو و کتب

اور سورہ دخان اور سورہ روم کا اور روایت ابے یحییٰ صفحانے میں جناب  
 صادق سے وارد ہے کہ بنا بر تفسیر بعض اصحاب معنی اسکے یہ ہیں کہ  
 جو کوئے تیسویں ماہ رمضان کو ہزار بار انا انزلنا پڑھے ہر آئینہ وہ صبح کرے  
 گا ساتھ یقین کامل اور اعتراف صادق کے اون کو استونکا جو ہمارے ساتھ  
 خاص ہیں بسبب اسکے کہ دیکھو گا خواب میں اور یہ معنی محل تامل میں اس لئے کہ شب  
 بست و سوم شب امیاء ہے نہ شب خواب اور مولانا محمد علی خاں مولانا محمد  
 باقر ہبیانی نے مقالہ الفصل میں جواب اس شبہ کا یوں تحریر فرمایا ہے کہ حدیث مذکورہ  
 صبح اس باب میں نہیں کہ کون سے صبح اور شب مراد ہے شاید مراد شب صبح  
 آخر عمر ہوا انتہی اور محتمل ہے کہ نوم بنون تصحیف یوم کے ہو یعنی روز وفات اور یہ  
 محاورہ عرب میں ہی کہتے ہیں **وَاللَّيْلُ كَالْيَوْمِ الْحَسِينِ** فائدہ یا چوان اور  
 اعمال شب قدر سے وہ عمل ہے کہ سید ابن طاووس نے کتاب اقبال میں حضرت  
 امام محمد باقر سے نقل کیا ہے کہ **لَعَلَّامُ اللّٰهِ كَوَيْحِ تَيْنِ شَبْوَنِ** ماہ رمضان کے پیر  
 مندر کر اوسکو اور کہہ سائے اپنا اور کہہ **اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِکِتَابِ الِخِرٰۃِ**  
 اخوند مجلسی علیہ الرحمہ نے گویا اسی حدیث کو پیش نظر رکھا ہے فرماتے ہیں **اِنَّمَا**  
**مِنْ اَوْسْتَحَبَّ** ان شبوں میں کہ قرآن مجید کو ہاتھ میں لے اور کہو لے اور یہ دعا  
 یہ ہے انتہی اور اہل نابینوشیدہ نہیں کہ بچہ مطلب و طرح سے مخالف تشریح  
 مذکور کے ہوا ایک یہ کہ **نَشْرُفُہٗ** ہے لفظ کے ذمبے کہولنے کے کہ اوسکو زبان عربی  
 میں فتح کہتے ہیں دوسرے یہ کہ **لَفْظِہٖ** یکساں استعمال میں ہے کہ روبرو تیرے ہو  
 نہ یہ کہ ہاتھ نہیں چاہئے کہ قرآن کو بعد نشرواق کے سامنے رکھ لے اگرچہ  
 تکبیر یا جل نہ ہو مگر یہ کہ کہا جاوے کہ جب ہاتھ نہ ہوگا تو سامنے ہی ہوا بس جو

اخوند علیہ الرحمہ نے کہا ہے عموماً یا اطلاق حدیث میں دل ہے اور زمین ہی منع  
 ظاہر ہے اور بر تقدیر تسلیم ہے و جب تخصیص عام کے کیوں ہو سے و امیر العالم فائدہ  
 چھ ماہ رمضان میں تلاوت قرآن شریف کے مناسب ہے اور حدیث میں وارد  
 ہے کہ قرآن شب اول ماہ رمضان میں نازل ہوا پس استقبال کرواہ رمضان کا  
 قرآن کے اور دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ہر چیز کے بار ہے اور بار  
 قرآن کی ماہ رمضان ہے اور ایک حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ تلاوت ایک  
 آیت کی ماہ مبارک میں ثواب ختم قرآن کا رکھتی ہے جو اور زمینوں میں ہوا اور تارین  
 اور دعائیں جو ماثورا و کتب ادعیہ میں مسطورین مسطورین موفوق ہوا ہوا اذکا ہوا  
 اس لئے کہ دعائیں اس ماہ مبارک میں مستجاب ہوں جیسا خطبہ نبویؐ میں بیان ہوا  
 اور بعض احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ قیام ایک شب کا اس میں میں شب  
 بیدار سے شریف کی ہے اور زمینوں اور اس سطح التار استغفار میں و ہمار میں خصوصاً  
 وقت سحر فرمایا ہے جسباز و تعالیٰ و یا لاکم اذھم لستھم و دن اور وہ لوگوں  
 سحر استغفار کرتے ہیں فرمایا جناب امیر المؤمنین نے جاسے تکواہ رمضان میں  
 کہ میت استغفار اور دعا کر کہ دعا کر تا جسے بلاؤ کو دفع کرتا ہے اور استغفار  
 کر تا تمہارے گناہوں کو مٹاتا ہے فائدہ سا تو ان ازجہ سنونات بناہ  
 مشہور ہزار رکعت نماز کے اس ماہ میں ہے اس طرح کہ شب غروب سے بیسویں  
 تک ہر شب کو بیس رکعتیں پڑھیں آٹھ بعد مغرب اور بارہ بعد عشا کے اور شب  
 انور ہم کو تلو رکعتیں اور اونچے زیادہ کرے کہ مجموعاً اس شب میں ایک سو بیس  
 رکعتیں ہوں گی آٹھ بعد مغرب اور ایک سو بارہ بعد عشا کے اور شب بیسویں  
 یعنی بیسویں شب کو آٹھ رکعتیں بعد شرب کے اور ایک سو بارہ بعد عشا کے

اور سبطرح میسون شکیو اور جو میسون شبت کے تینوں شبت تک ہر شبت کو  
آٹھ رکعتیں بعد مغرب کے اور بائیس بعد عشا کے پس یہ سب ہزار رکعتیں ہیں  
کہ علاوہ نوافل مغرب و وتر اور نماز شبت کی ہے جاتے ہیں اور رئیس المحدثین نے  
کتاب فقیہ میں وسط ہر شبت کے عشرہ اخیرہ سے ایک ایک دعا بھی لکھی ہے پس  
چاہئے کہ جو موقوف ہوئی اور نیکو حال کے فائدہ اٹھوان غسل اول شبت میں اور  
اون شبونین جو طاق میں مثل تیسرے اور پانچویں اور ساتویں کے خصوصاً ہندوؤں  
اور سترہویں اور اونیسویں اور اکیسویں کو مستحب ہے اور شبت اول کو اس مہینے  
میں اپنے رجب سے ہم صحبت ہونا یہی وارد ہوا ہے چنانچہ جناب امیر المؤمنین  
ع سے ماثور ہے کہ فرمایا سنت ہر وسط و مرد کے کہ ہم صحبت ہوا اپنی الہی سے  
اول شبت ماہ رمضان میں فرمایا ہے مستحبانہ تعالیٰ فی حلال ہے وسط ہمارے  
شہدائے ماہ صیام میں رفتہ یعنی جماع عورتوں سے اور اس استلال میں نکال  
ہے کہ بنا را الاسلام میں مع حجاب مذکور ہے تالیف دوسرے اور جملہ اوابانہ  
صیام سے یہ ہے کہ اگر تین صحبت کر نیسے اور غیبت سنے سے اور کذب و افترا  
بلکہ جملہ معاصی سے محفوظ رکھے حدیث میں وارد ہے کہ نہ ہوون تیر سے روز کا  
مثل اوسدن کے کہ نور و تیر سے نہیں یعنی روز صوم اور افطار و نور ہر تینوں  
اور روایت جابر میں واقع ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا یہ ہے ماہ رمضان  
جو شخص کہ اسکے دنوں میں روزہ رکھے اور توڑے سے رات میں عبادت کرے  
اور شکم اور فرج و زبان کو اپنے حرام سے بچائے ہر گناہوں سے باہر  
آتا ہے جس طرح یہ مہینہ گذرتا ہے پس جابر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا اجر  
یہ حدیث ہے جو آپ نے فرمائی حضرت نے فرمایا کیا مشکل یہ شرطیں ہیں اور



دوسرے حدیث میں وارد ہے کہ ترک کر لڑائے و جھگڑا اور ایذا رسالی غلام و کنیز کے  
 اور بچا ہونے کے وقار و تکلیف روزہ دار کا رکھتا ہو تو تحقیق کہ پیغمبر خدا نے سنا ایک عورت  
 کو کہ اپنی کنیز کو فحش دیتی ہے حالانکہ روزی سے ہے پس حضرت نے کہا نا طلب فرمایا  
 اور کہا کہ کھا او سو نہ ضلکی کہ میں روزی سے ہوں حضرت نے فرمایا کیونکہ تو روزی سے تو  
 حالانکہ تیری کنیز فحش دیتی ہے روزہ فقط ترک آب و طعام سے نہیں ہے اور عقاب اللہ تعالیٰ  
 سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ ایک خطیبہ میں فرمایا جو شخص  
 کہ روزہ ماہ رمضان میں سکوت اور خاموش رہی گا اور اٹکد اور زبان و فرج اور اینچ  
 حصاً اللہ کو کذب اور حرام و عیبت سے لقمہ الی اللہ بجا مانگا تو خداوند عالم اس کو اپنی نگاہ  
 میں ایسا قرب عنایت کرے گا کہ دو روز انوار اسکی ناف سے حضرت ابراہیم سے پہلے ایسے  
 اور دوسری حدیث میں وارد ہے جس وقت کہ روزہ رکھی تو چاہے کہ روزہ رکھیں کان  
 تیری اور انکھن تیری اور بال تیرے اور جلد تیری اور سوای اسکے اور اعضا ہی  
 ذکر فرمائی ہیں اور انہوں نے علیہ السلام کے طریقہ المتقین میں ترجمہ خطیبہ نبویہ میں فرمایا ہے  
 کہ نگاہ کو تم زبانی اپنی عیبت اور فحش اور دروغ سے خصوص خدا و رسول اور اللہ  
 معصومین پر اور سب محرمات و مکروہات سے بلکہ جملہ مبایعات و عیبتی صحتیہ  
 شریعتیہ میں یہ بھی اعلیٰ مرتبہ تقویٰ کا من و سلو امین کیا عہدہ شعلہ سی باب میں  
 سے **مَنْ عَنِ الدُّنْيَا إِلَى الْيَوْمِ الْقِيَامِ ثُمَّ انْفَطَرَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ** یعنی ایسا روزہ رکھ کہ  
 دنیا سے لذات سے بالکل عبرت برائی تینوں روک اور بروز قیامت نعمتہای بہشت  
 جاوے گا اسکو افطار کے فضل و وسرے قضاے ماہ رمضان میں اور  
 او میں جیڈ مطلب میں مطلب پہلا و جوب قضا میں اور اسکے احکام میں اور  
 او میں دو مقالہ میں مقالہ پہلا و جوب قضا میں معلوم ہو کہ ہر گاہ باوجود

و جو بے وزہ کو ترک کرے تو قننا او سپر واجب ہوتی ہے مگر یہ کہ شارع مقدس نے  
 عوض قننا کے کوئی چیز مقرر فرمائے ہے تو او سکو بجالا و سے مثل ہیر نہ طوطا اور  
 اور سبب تشنگی اور زن حاملہ کہ ایام وقوع حمل او سکے قریب ہوں کہ انہیں عوض قننا کی  
 خذیہ مقرر ہے اور بیان او سکا ہو چکا نہیں لڑکانا بالغ اور مجنون اور کافر حسب سبب  
 صغیر سن اور جنون اور کفر کے روزہ نہ کہیں تو بعد بلوغ اور اقامہ اور سلام کے قننا  
 روزہ کی او نمبر واجب نہیں اور سپر طرح جو شخص کہ بسبب بیہوشی کے روزہ او سے  
 فوت ہوا ہو چنانچہ صحیحہ علی بن مہزیار میں ہے پوچھا میں نے او سجناب سے حال او سے شخص  
 کا جسے بیہوشی غالب رہے ایک دن یا زیادہ آیا وہ قننا کرے او سے نماز کی جو او سے  
 فوت ہوئی ہے یا نہیں لکھا حضرت نے نہ قننا کرے نہ نماز کی اور جو شخص کہ بسبب تشنگی  
 یا مستی کے روزہ نہ کہے پس دو روز نہیں کہ قننا او سپر واجب ہو اور جو شخص کہ روزہ باطل  
 ہو ل جاوے یا دن نہ سو تا ما اس سبب روزہ نہ کہ یا عورت نے بسبب حیض و نفاس  
 کے روزہ ماہ رمضان کا نہ کیا تو قننا روزہ کی ان سبب پر واجب ہے اور اسپر طرح  
 جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو جائے تو او سپر بھی قننا روزہ کی او سے ایام کے واجب ہے  
 خواہ مرتد ملی ہو یعنی پہلے کافر تھا بہر مسلمان ہو کر کافر ہو گیا یا فطر سے ہو یعنی مسلمان  
 تارہ تھا کافر ہو گیا اور جو شخص قننا ماہ رمضان کی کتا ہو اور کو مستحب یہ ہے کہ بی در پی  
 روزے رکھو تا جلد فسخ ہو چنانچہ صحیحہ علی بن جناب امام جعفر صادق سے مروی  
 ہے کہ جس وقت ہوں کسی شخص پر روزے ماہ رمضان کے پس چاہے کہ قننا کرے  
 او کو جس میں تو میں چاہے فتخون بی در پی پس اگر نہ ہو سکے تو قننا کرے حسب طرح  
 چاہے اور اس حدیث سے اور نیز باجماع واضح ہے کہ بیایے رکنا او واجب نہیں  
 اور صحیحہ سلیمان میں ہے کہ سوال کیا میں نے جو شخص سے ایک شخص ہے کہ او سپر کی رو سے

ماہ رمضان کے ہیں یا وہ قضا کر سکتا ہے متفرق فرمایا گیا۔ صناعی قسم ہے تفریق  
 قضا کا صوم ماہ رمضان میں لکن وہ روزے کہ اوغین فاصلہ جائز نہیں وہ روزے  
 کفارہ انہار کے ہیں اور روزے بدل ہونے کے تقسیم چند مقام ایسے ہیں کہ  
 اوغین از تکاب مفسر جائز ہے ہر چند کہ یہی ایسا ہے کہ موجب قضا ہوتا ہے اول  
 یہ کہ جو شخص صبح کو بچا جاتا ہے اور تقصیر ہی کر سکتا ہے بچان اسکے کہ رات  
 ہو کہہ کہائے یا اور مفسر کو عمل میں لائے پس جب تک یقین طلوع صبح کا نہ ہو تو کما  
 پینا او سو جائز ہے لکن اگر بعد اسکے ظاہر ہو کہ جس وقت کما یا تا وہ صبح تھی قضا  
 او سپ لازم ہے اور کفارہ او سپر نہیں اور اس حکم پر اجماع نقل کیا ہے اور اگر مطلع  
 کو دیکھا تھا اور بقاے شب کا اطمینان تھا اور بعد خلاف معلوم ہوا ہے تو قضا  
 و کفارہ پھر نہیں دوسرے یہ کہ خود مطلع کو نہیں دیکھا اور دوسرے نے  
 اوس سے کہا کہ شب ہے اور اوس کے کہنے سے ظن ہم بچا اور کسی مفسر کو عمل میں  
 لایا اور بعد معلوم ہوا کہ اوسے جھوٹ کہا تھا اس صورت میں ہی قضا و کفارہ  
 کرے اور اگر اوس کے کہنے سے یقین ہوا ہو تو قضا نہ ہوگی حدیث میں وارد ہے  
 کہا معاویہ بن عمار فی جناب صادق ع سے کہ میں علم کرتا ہوں اپنی کفیر سے  
 کہ دیکھ صبح ہوئی یا نہیں پس وہ کہتی ہے کہ صبح نہیں ہوئے اور میں کہتا  
 ہوں بہر جب میں دیکھتا ہوں تو صبح طالع ہے فرمایا تمام کر اوس دن کو اور  
 قضا کر اوسکی اور اگر تو خود دیکھتا تو نہوتے قضا تمہارے اور اس حدیث سے حکم  
 سابق واضح ہے قیاس کے یہ کہ کسی نے اوس سے کہا کہ صبح ہے اور اسکو بچان  
 ہوا کہ دروغ کہتا ہے یا نہیں کرتا ہے اور یہ کسی مفسر کو عمل میں لایا اور بعد تحقیق معلوم  
 ہوا کہ کلام او سکا لغو تھا تو روزے کے قضا کرے اور کفارہ او سپر نہیں ہے

اور حدیث میں وارد ہے کہ عیسیٰ بن مریم نے جناب صادقؑ سے پوچھا کہ ایک شخص  
 بیمار آیا اور دوست اسکے حجر پھینک کر کہتا ہے تو پس اسنے دیکھا اور پکارا کہ سچ  
 ہے ایک ٹی ہاتھ کہا نیسے کہنیا اور ایک نے بجان اسکے کہ مزاح کرتا ہے کہنا مارک  
 نہ کیا فرمایا حضرت نے فرمایا جنکو کہا یا حجرہ روزہ تمام روزہ قضا اور سبھی بجالائے مقالہ دوسرے  
 احکام قضا میں اور وہ مشتمل ہے دو رکن پر رکن پہلا احکام میں اس قضا کے  
 جو خود اس شخص سے متعلق ہے معلوم ہو کہ جب کوئی شخص سبب مرض کے  
 تھوڑے روزے ماہ رمضان کے باتمام ماہ رمضان میں روزے نہ کھو اور بعد  
 گذرنے ماہ رمضان کے صحیح ہو جاوے تو قضا اونکی بجالائے اور اگر بیمار رہا  
 تا اینکه دوسرا ماہ رمضان آیا تو یہ ہے کہ قضا ماہ رمضان اول کے  
 ساقط ہو اور عوض ہر ایک کے ذریعے ایک طعام فدیہ دیوے لکن قضا سبھی احوط  
 ہے اور صحیح زرارہ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے مال میں ایک شخص  
 کے کہ بیمار ہوا پس ماہ رمضان آیا وہ ماہ رمضان میں بیمار ہوا اور ماہ رمضان  
 گذر گیا اور صحیح نہ ہوا تا اینکه دوسرا ماہ رمضان آیا فرمایا تصدق دے ماہ رمضان  
 اول کا اور قضا کے دوسرے ماہ رمضان کے روزوںکی مسئلہ ہر گاہ اول  
 کوئی اور عدز سوائے مرض کے باعث فوت ہو اور بہر تا ماہ رمضان آئندہ  
 بالاستمرار بیمار سے مانع رہے وجوب قضا وجہ رکعتی ہے اور علامہ علیہ الرحمہ نے  
 قابل میں اور شیخ ابو جعفر علیہ الرحمہ سقوط قضا کی طرف مایل ہیں مثل مسئلہ سائو  
 کے مسئلہ اگر روزے سبب مرض کے فوت ہوئے تو اور بعد اسکے کوئی  
 اور عدز مثل سفر وغیرہ کے قضا سے مانع رہا جائے کہ قضا کرے اور تصدق  
 کافی نہیں مسئلہ تصدق واسطے ایک سال کے ہے میں اگر کسی برس سطح

گذر گئے ہوں تو وہ سطور ہر سال کے صدق نہیں مسئلہ اگر روزے کئے ماہ  
 رمضان کے بسبب مرض کے فوت ہوئے ہوں اور درمیان میں ہمت قضا  
 کی نہ ملی ہو تو حکم اوسکا بھی حکم فوت ماہ رمضان واحد کا ہے اور اگر بعض روزوں کی قضا  
 کے ہمت ملی تھی تو اسقدر کی قضا کرے اور باقی کے عوض فدیہ دے مسئلہ  
 اگر روزے ماہ مبارک کو بسبب مرض کے ترک ہو اور بہر جب صحیح ہوا تو قصداً و عرفاً  
 قضا کار کنتا تھا لکن تاخیر کی تا نیکہ پہر بیار ہو گیا اور نہ سکا کہ قضا کرے اب چاہئے  
 کہ فقط قضا کرے اور کفارہ نہیں ہے اور اگر قضا کر نہیں ستی کی اور عرفاً قضا کا  
 ترک کتا تھا اب چاہئے کہ قضا بھی کرے اور ماہ رمضان سابق کے عوض ہر روز  
 ایک طعام ہی فدیہ دیوے مسئلہ جو شخص کہ سوار و زمین کسی مقطر کو عمل میں  
 لاوے اور پہر گمان کرے کہ روزہ ٹوٹ گیا اور اس خیال سے کھاوے ظاہراً  
 حکم اوسکا مثل حکم جاہل مسئلہ کے ہے اور بیان اوسکا ہو چکا کہ قضا کرے اور کفارہ  
 نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ وہ شخص جاہل مقصر ہو تو کفارہ ہی دیگا مسئلہ اگر رات میں  
 یقین کسی صورت سے حاصل کر سکتا ہے تو تحصیل یقین کی لازم ہے یعنی جب تک  
 یقین نہ حاصل کر لے افطار نہ کرے اور اس صورت میں ظن پر عمل کرنا جائز نہیں اور اگر  
 ایسے وقت میں کسیے خبر پر اعتماد کر کے افطار کر لے اور بعد اسکے کذب اوسکا  
 ظاہر ہوا تو قضا لازم ہے اور کفارہ احوط ہے اگرچہ وہ مخیر عادل ہے اور اگر  
 بسبب ایسا کیا مجبوری کی اسوا سے اسکے یقین حاصل نہ ہو سکے تو ظن پر عمل کر سکتا  
 اور صحیح کہ لازم نہیں ہے اور اس صورت میں اگر قول مخیر جو معتقد ظن  
 ہوا اعتماد کرے تو اگرچہ مضائقہ نہیں اگرچہ مخیر عادل ہو پس اگر خطا اوس ظن کی ظاہر ہو  
 تو ظاہراً قضا لازم نہیں ہے چہ چاہے کفارہ اور دلیل اس پر اول تو یہی ہے کہ جو وہ

تکلیف تھی یعنی عمل کرنا ظن پر وہ اوسنی کیا اور تانیا حدیث کنانی اور زرارہ سے  
 ہی ظاہر ہوتا ہے کنانی کہتا ہے کہ پوچھا میں نے حضرت امام جعفر صادق ؑ سے  
 حال اوس شخص کا کہ اوسے روزہ رکھا اور کہا گیا کہ آفتاب غروب ہو گیا کہ  
 آسمان بدلی تھی پس افطار کیا پھر ابرہٹ گیا اور دیکھا کہ آفتاب غروب نہیں  
 ہوا فرمایا حضرت نے روزہ اوسکا تمام ہوا اور نہ قضا کرے اوسکی اور حدیث  
 صحاح میں بھی مثل اسکے ہے لکن ظاہر امر دیکھان سے اس مقام پر یقین ہے پھر  
 سقوط قضا اور کفارہ یقین میں تعین ہے اور دوسرے حدیث زرارہ کی ہے  
 کہا اوسنے کہ فرمایا حضرت ابو جعفر ؑ نے وہ سطر ایک شخص کے کہ گمان کیا اوسنے  
 کہ آفتاب غروب ہوا اور افطار کیا پھر دیکھا آفتاب کو بعد اسکے فرمایا اوسپر قضا  
 اور جو رواہ میں کہ خلاف اسکے وارد ہیں یا محمول تقیہ برہین یا استحباب برہین  
 شیخ نے باسناد خود حضرت امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ ایک  
 قوم نے روزہ رکھا ماہ رمضان میں پھر قریب غروب ابرسیاہ محیط ہوا پس کیا  
 اونہوں نے کہ رات ہے اور بعض نے افطار کیا پھر بدلی مہٹ گئی اور آفتاب نکلا  
 فرمایا حضرت نے کہ جسے روزہ افطار کیا ہے اوسپر قضا اوسن وزی کی ہے  
 اسلی کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمام کرو روئی کو رات تک پس جس شخص نے کہ  
 کہا یا ہے قبل اسکے کہ شب ہو پس اوسپر قضا ہے اسلئے کہ اوسنے نماز کیا اور  
 آپ فرماتے ہیں کہ جب خطا ظاہر ہو مثل اسکے کہ ابر برف ہو جاوے تو اوس  
 یہی ہے کہ قضا کرے چنانچہ دلیل استحباب اور ظاہر کتاب اسپر دل ہے اور بعض  
 اصحاب بھی موافق ہیں اس باب میں چنانچہ صاحب شرایع نے یہ قیود ہیں جو  
 باریک و سبب ذکر نہیں فرمائیں بلکہ علی الاطلاق حکم کیا ہے کہ جب روزہ دار

دوسرے کی تقلید سے افطار کرے اور بعد اسکو فساد خیر کا ظاہر ہو اسصورت میں  
 قضا لازم ہے اور کفارہ نہیں ہے اور سید نے مدارک میں لکھا ہے یوں یا اسکے ہمکنہ کہا ہے  
 اس حکم کے اطلاق میں اشکال کیا ہے اس لئے کہ اگر یہ مقلد وہ شخص ہے کہ تقلید  
 اسکو جائز نہیں پس چاہئے کہ نبوت مذکورہ میں قضا اور کفارہ دونوں ہوں اور  
 اگر تقلید اسکو جائز تھی تو چاہئے کہ دونوں ساقط ہوں اور ظاہر کلام سید یہ ہے  
 کہ اگر یہ شخص یقین حاصل کر سکتا ہے تو تقلید اسکو جائز نہیں اور قضا و کفارہ  
 بر تقدیر عتقاد اور ظہور فساد لازم ہے اور اگر یقین حاصل نہیں کر سکتا تو اسے  
 کچھ نہیں اور بہر تقدیر فقط قضا کا واجب ہونا مشکل ہے جناب سید علی طباطبائی  
 نے اس مقام پر کچھ کلام فرمایا کہ بخوف طاعت ملتوی یا اور تارالاسلام میں کچھ مسئلہ  
 عمداً قی کرنا موجب قضا اور کفارہ لفظاً ہر دو میں نہیں اور اگر بغیر قصد کے قی آجائے تو قضا  
 ہونہ کفارہ و چنانچہ روایت جلیبی میں جناب امام جعفر صادق ع سے وارد ہو فرمایا  
 حسبوقت کہ قی کرے روزہ واریس اور سپر قضا اس دن کی ہے اور اگر خود بخود  
 قی آجائے پس روزہ کو تمام کرے رگن دوسرا احکام قضا اولیاء میں سگاہ  
 مریض باوجود قدرت قضا قضا کرے اور بقضائے الہی مریض پس قضا  
 اسکی روزہ کی اگر میت مرد تھا اور روزے سبب عذر شرعی کے فوت ہو  
 تو تو اسکی ولی پر لازم ہے اور اگر مریض قادر قضا برنوا تھا کہ حضرت الہی  
 سے فائز ہو قضا اون روزہ کی واجب نہیں بلکہ ظاہر استحب ہی نہوں کی ہے  
 روایت تصویب میں مذکور ہے کہا اسنے سوال کیا میں نے حضرت امام جعفر صادق  
 سے حال اور مریض کا جو بپار ہوا ماہ رمضان میں اور صبح نہ ہوا تا انکہ مر گیا تو  
 قضا نہ کیا گیا اس سے اور یوں ہا میں حال ایک مریض کا مریض جو ماہ رمضان میں



۱۔ ر مکئی ماہ شوال میں اور وصیت کی تھی اور سنہ مجسمہ کہ قضا کر و نہیں اسکے  
 روزوں کی فرمایا آیا وہ صحیح ہو گئے تھے اور اس مرض سے عرض کی مینے نہیں مگر کئی اسی  
 مرض میں فرمایا نہ قضا کی جائیگی اور سے تحقیق کہ حق تعالیٰ نے قضا اور سپر لار تم  
 نہیں کے عرض کی مینے چاہتا ہوں نہیں کہ قضا کر و بن اور اور اسنے حکم وصیت کی  
 تھی اسکی فرمایا کہ قضا کر لیا اور صحیح کی کہ حق تعالیٰ اور سپر لار تم کی ہو اور اگر تو چاہتا ہے  
 کہ روزہ رکھی و اسطر اپنی ترکہ اور اگر عذر شرعی نہ کہتا تھا یا وصیت عورت تھی تو  
 قضا احوط ہے اور مراد ولی سے بنا بز شہور بڑا بیٹا ہے اور دستر اولیا میں اول  
 نہیں مگر یہ کہ کوئی وارث مرد و سوا اسکے نہیں احوط ہے کہ وہی قضا کر لیا  
 بنا یا اسکے کہ فقہ رضوی میں ہے اور اگر ولی بہت ہو ہوں تو موافق اپنے حصوں کے  
 یا خود ہار و زے قضا کر ہی تقسیم کر لین مسئلہ ولی مینے جب قضا موم متوفی  
 اور سپر واجب ہوئی ہو تو احوط یہ ہے کہ خود ادا کرے اور اگر کسی اور کو اجارہ  
 دیدے تو یہ بھی جائز ہے اور احوط و اسطر مریض کے یہ ہے کہ در بارہ اجارہ  
 موم و سلوۃ اپنے وصیت ہی کرے مسئلہ ہر گاہ کوئی عزیزان وصیت یا غیر نہیں  
 سے بعض وصیت کے برقرار روزہ و نماز بجالا وے تو وصیت بری الذمہ ہوگی اور  
 ولی سے ہی ساقط ہے اور جناب صادق صلی اللہ علیہ وسلم منقول ہے کہ فرمایا جس وقت  
 کہ مر جائے کوئی اور اور سپر روزہ ماہ رمضان کے ہوں پس جو چاہے  
 اسکی طرف سے روزہ رکھے اسکے اہل سے طلب و سزا  
 بیان میں اہل و شرب یعنی کھانا اور پینا معتاد اور غیر معتاد میں  
 اہل مجمع علیہ در میان علماء متقدمین اور متاخرین کے اور ثانی بتا بر قول

اکثر علما کے اور یہی احوط ہے اگرچہ نہ کہیں ہم اظہر دوسرے جماع خواہ فرج زن  
 میں خواہ دیر زن میں اگرچہ وطی دیر میں اختلاف ہے لکن اقرب یہی ہے کہ حکم  
 دو نو تک ایکسان ہے اور سبطیح استمناب دست بازی زنان بنا بر احتیاط  
 اور سبطیح حکم ہے لواط کا اور وطی چار پایہ کا تیسرے عمداً باقی رہنا جنابت  
 پر بنا بر مشہور کہ اقضا و کفارہ اسمین احوط ہے اور فقہیہ میں سلیمان مروزی سے  
 منقول ہے کہ اسوقت کوئی شخص ماہ رمضان میں شکیو جنب ہو اور نہ غسل کرے  
 تا اینکه صبح ہو جاوے پس اسے پوچھو کہ کی وزی بن بیابی اور قضا اس دن کی اور  
 نہ پائیگا فضیلت اس دن کی اور براہیم بن عبد الحمید نے روایت کی ہے بعض  
 غلاموں سے اس جناب کو کہا اوستے پوچھا میں او حضرت سے حال احتلام صائم کا  
 فرمایا جسوقت محتلم ہو دو تکو ماہ رمضان میں پس نہ سوئے تا اینکه غسل کرے  
 اور اگر شب کو محتلم ہو ماہ رمضان میں پس نہ سوئے ایک ساعت ہی تا اینکه غسل  
 کرے پس جو شخص جنب ہو ماہ رمضان میں پس سوئے تا اینکه صبح ہو جاوے  
 پس اسے پوچھو اگر نایک بندہ کا یا کانا دینا ساٹھ مسکینوں کا اور قضا اس دن کی  
 اور امساک کرے اس دن اور یہی نہ پائیگا فضیلت اسکی ہرگز اور  
 عدم جواز خواب روزانہ و سطل محتلم کے جو اس حدیث میں مذکور ہوا محمول ہے  
 کہ اہت پر چنانچہ مذکور ہوا اور سونا او سکا شکیو پس اگر خواب اول ہے تو کبہ  
 رمضانیقہ نہیں مگر یہ کہ امید بیداری ترکتا ہو یا یہ کہ بقصد ترک غسل صبح  
 تک سوتا رہے اور احتمال ہے کہ عدم جواز اسے راہ سے فرمایا ہو اور اگر  
 خواب ثانی ہے پس قضا اسے لازم ہے چنانچہ کہ را اور شاید منع اس سے  
 اسی جہت سے ہو اور اگر خواب سوم ہے تو قضا و کفارہ دو نو لازم ہیں

لکن حمل حدیث کا اس پر عبید ہے چوتھے کہ سب کا اللہ والی رسول والا ائمہ علیہم السلام  
 احوط آئین ہی و وجوب قضا ہے بلکہ کفارہ ہی اور سطر ح بیجا تا خبر غلیظ  
 کا حلق میں آئین ہی قضا و کفارہ احوط ہے مسئلہ اگر ایک دن ایک مفطر کو عمل میں  
 اور سکن بہاوی مفطیر اور کچھ کو عمل میں لایا ہے تو کفارہ ہی کا اور اگر ایک دن مرتبہ کسی  
 مفطر کو عمل میں لایا ہے اور ایک کفارہ کافی ہے لکن اگر کئی مرتبہ عیاشی سے  
 تو کفارہ ہی مکرر دینا احوط ہے مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ہم صحبت  
 ہو اور دو نو روزہ و ازہون بس لگے عورت پر جب کیا ہے چاہے کہ دو کفارہ  
 دی اور پچاس تازمانہ نحر ہو گئے اور عورت پر کہ نہیں نہ قضا نہ کفارہ نہ  
 نحر اور اگر وہ بھی راضی ہوئی خواہ ابتداء سے فعل میں خواہ اثنائے فعل میں تو دو قضا  
 اور کفارہ دین اور ہر ایک کو پچیس پچیس تازیانے نحر ہو گئے مسئلہ سابق  
 میں بیان ہوا کہ جب کوئی آخر روز کسی کو خبر دے کہ شب ہے اور روز دار  
 ہو سکے کھتے سے افطار کیا پس اگر خود شخص حال پر قادر تھا اور تقلید اور سکوا جائز  
 نہ تھی اور اسے تقلید کی توجیب حال منکشف ہو کہ شب نہ تھی قضا و کفارہ  
 بظاہر اور سب لازم ہو گا اور اگر وہ شخص ایسا تھا کہ جس کو تقلید یعنی دوسرے  
 کی کمن پر عمل جائز تھا جیسو اندھا اور اسے اعتماد کیا دور نہیں کہ قضا و کفارہ  
 دو نو سا قہون ہر گاہ گواہی سے دو عادلوں کے افطار کیا ہو لکن خالی لیل  
 سے نہیں سلو کہ مستحباب کا مقتضی ہے کہ جب تک یقیناً رات نہ لوے افطار  
 کرے اور شہادت عدلین مفید یقین نہیں ہوتے مسئلہ کفارہ روزہ  
 ماہ رمضان کا آزاد کرنا ایک بندہ کا یا روزی دہینے کے پی در پی یا ناکار  
 اہلانا ساٹھ محتاجوں کا ہے اور ان تینوں حاصل تو نہیں بنا پر مشورہ اختیار ہے

اور بعضے قابل ترتیب کہہیں یعنی اولاً بندہ اتنا ذکر سے اگر اس سے عاجز  
 ہو تو روزے رکھ کر اس سے بھی عاجز ہو تو سائمہ مسکینو کو کمانا دے  
 اور بعضی قابل تفصیل کے ہیں یعنی اگر حلال خیر سے روزہ کو توڑا ہو تو ایک کفارہ  
 دے اور اگر حرام توڑا ہے مثل زنا اور سہمتنا یا عبا درام چیز کا ایلیغم و باغ  
 کہ فضاے دہن میں لگایا ہو یا غذا سے مقسوب یا نجس کو روزہ میں لگا لیا  
 کیا ہے یا غذا و رسول پر دروغ پانڈا ہے یا دنگوا یعنی زور جہ سے یا ام حیض میں  
 صحبت کی ہے بنا بر روایت رضویہ چلے ہے کہ تینوں کفارہ سے دے اور قول  
 تیسرے یعنی تفصیل کا خالی قوت اور جو دست نہ ہوگا لیکن عمل قول اول پر ہے  
 اور صحیح عبداللہ بن سنان میں ہے حق میں اس شخص کے کو افطار کرے ماہ رمضان  
 ایک دن عدا بغیر زشرعی کے فرمایا اتنا ذکر سے بندہ یا روزہ رکھی وہ مہینہ پی در پی  
 یا کمانا کلائے سا شو مسکینو نہ کو اور کفارہ روزہ فضاے ماہ رمضان کا کمانا اس  
 مسکینو کا ہے پس اگر ممکن نہ ہو تو روزہ رکھ تین دن مسئلہ روزہ قضای  
 ماہ رمضان کا مطلقاً انتظار کرنا اور سکا بنی وال کے حرام ہے اور موجب کفارہ اولاً  
 فضاے مصیق ہے یعنی جی روزہ فضا کو ہیں او تہی ہی دن ماہ شعبان کے  
 ہیں تو اس روز کو قبل نہ وال ہی افطار نہیں کر سکتا اور اگر افطار کرے گا بغیر زشرعی  
 کے تو گناہ گار ہوگا اور کفارہ نہیں اور سطر کے روزہ فضا سے موسع کو قبل نہ وال  
 افطار کرے گا تو نہ کفارہ ہی نہ گناہ ہے مسئلہ ہر گاہ روزہ نذر معین کو توڑ ڈالے  
 تو جابے کہ فضا کرے اور کفارہ دے اور اسکے کفارہ میں اختلاف ہے  
 اکثر قابل کفارہ ماہ رمضان کے ہیں اور بعضی کفارہ میں کے اور وہ کمانا  
 کمانا اس محتاج کا ہے اور اگر اس سے عاجز ہو تو تین روزے رکھی اور

قول ثانی اوج ہے اور اول احوط ہے مسئلہ جب وزن دو مہینے کے برابر  
 کفارہ کر لیا اور ایک مہینہ پورا اور دوسرے مہینے سے ایک دن بھی رکہ چکا ہو  
 اور غلطی کرے تو باقی روزوں کو تمام کر سکتا ہے اور اعادہ لازم نہیں اور  
 اگر قبل شروع ماہ ثانی کے ترک کیا ہے تو پھر سر سے شروع کرے مسئلہ طعام  
 مساکین میں جو عدد کہ مقرر ہوں اور ان سے کمی نہ کرے اور چاہے کہ ہر ایک  
 محتاج کو ایک در طعام دے اور اگر دو مددے تو بہتر بلکہ احوط ہے اور وزن  
 مذکور کتاب الصلوٰۃ میں مذکور چوچکا اور نان خورش دینا مستحب ہے اور فقط  
 اگر کوئی گورینا کافی مہینے مسئلہ لباس میں مینا ایک پارچہ کا دو مہینے کہ کافی ہے  
 لیکن احوط دو پارچہ میں مسئلہ آزاد کرنا ہے غلام کے چند شرطیں معتبر ہیں بعض متعلق  
 آزاد کرنا والے سے ہیں اول یہ ہے کہ بہ نیت قربت آزاد کرے اور کچھ عوض  
 اس سے نہ مقرر کرے دوسرے یہ ہے کہ ناصیغاً آزاد کیا تیسرے معتبر ہے نا اور  
 غلام کا اور سبب کا پس سے آزاد کرتا ہے اور بعضی شرطیں متعلق اس سے ہیں  
 میں جس کو آزاد کرتا ہے ایک یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو دوسرے یہ ہے کہ کوئی عیب  
 نہ رکھتا ہو مثل نابینا اور غلام اور زمین گیر اور غلیل کے یعنی اسکے آقا نے  
 مال یا کان اسکے نہ کالے ہوں اور بچھل ہونا اور لنگڑا ہونا اور کانا ہونا اور کل  
 ہونا اور خواجہ سران ہونا اور ایک کان کٹا ہونا اور بیمار ہونا اور بوڑھا ہونا  
 کہ جو تلاش معاش نہ کر سکے ان میں سے کوئی مانع آزادی نہیں اور تفصیل اسکی  
 کتاب العتق میں کتب فقہ میں لکھی ہے مسئلہ رقبہ عام ہے غلام ہو خواہ  
 کثیر مسئلہ عمر عن المتق یہ ہے کہ قدرت اسکی حنفیہ ہمارے ہر خواہ  
 بسبب میسر نہ ہوتے قیمت کے خواہ بسبب نہ موجود ہونے بندہ یا یہ کہ

غلام یا کثیر موجود تو ہے مگر اسکو حاجت اونکی ہے اور بغیر اونکے بسر نہیں کر سکتے  
 اور اگر بالفعل بندہ موجود نہیں ہے مگر امید ہے کہ مل جاوے گا تو انتظار  
 کرے اور عجز متحقق ہوگا اور عجز عن الاطعام یہ ہے کہ اپنا اور اپنا جو عیال  
 کما فیسے زیادہ ہو اور مکان اور جویاں بقدر حاجت ہے وہ ضروری ہے  
 بیچنا اور کالازم نہیں مسئلہ دینا قیمت کا خواہ بندہ کی خواہ کمانگی خواہ  
 لباس کی جو واجب ہوا تھا کافی نہیں ہے اور کفارہ تخیروں میں آہا ایک چیز  
 سے اور آہاد و سر سے میں سے کفایت نہیں کرتا مثلاً تیس مسکینوں کو کھانا  
 دے اور تیس روزے رکھ لے یہ درست نہیں ہاں اگر کفارہ ایک قسم کا  
 ہے تو بعض درست ہے مثلاً کھانا بعض محتاجوں کو ایک قسم کا دے اور بعض  
 دوسری قسم کا بعد نہیں کہ یہ درست ہو قائلہ جدیدہ سکریدہ جانا جائے  
 کہ روزہ ماہ رمضان کا عذاباً بلا عذر شرعی توڑنا یقینی گناہ اور موجب مواخذہ  
 جناب الہ ہے اور ایسا نہیں ہے کہ اگر کوئی کفارہ دینا لازم کر لے اور وہ  
 توڑ ڈالے تو اسکو یہ امر مباح ہو جائے جیسا کہ بعض عوام گمان لیجاتے  
 ہیں اور بعض امر اکثر سے خوش آمد خوار ونکے دہو کا کھانے میں بلا عذر  
 تھا افطار علاوہ معصیت کردگار قضا و کفارہ دونوں لازم ہوتی ہیں پس  
 کفارہ بلا تشدید عتزلہ جرمانکے ہے کہ بادشاہ و امرا گناہگار و نیک مقرر کرتے  
 ہیں اور جو شخص کہ روزہ ماہ رمضان کو عذاباً بلا عذر نہ رکھے یا توڑ ڈالے پس اگر  
 یہ فعل حلال سمجھ کر کیا ہے تو مرتبہ ہوا اولاً سزا و تعزیر ہے اور سبیلح اگر  
 دوسری مرتبہ بھرا ایسا ہی کر گیا تو سزا و جانی اور تیسری مرتبہ میں یا چوتھی  
 میں مستوجب قتل ہے اور یہ قول صحیح ہے لغوا و رواہیات نہیں ہے

منقول ہے جناب امیر المؤمنین ع سے کہ پانچ روزہ یا ایک قوم کو کہ وہ ماہ رمضان میں  
 دن کو کھاتے تھے پس حضرت نے ان سب کو دہوینے سے قتل کیا اور سارا قتلہ کا  
 وسائل میں لکھا ہے مسئلہ جب کوئی شخص روزہ ماہ رمضان کا اول روز میں  
 بلا عذر توڑ ڈالے بعد اسکے قبل تو اس سفر کرتے ایک جماعت ملنا سقوط کفار کی  
 قابل ہیں اور بعضی عدم سقوط کے قول و سہرا مہربان ہے ہر چیز جو صوم میں  
 مقیم ہونا شرط ہے اور علم الہی میں اوسد نکار و روزہ اوسہ واجب نہ تھا اور اوسہ  
 یہی ظالم ہو گیا لیکن تکلیف شرع ظاہر ہے اور سنہ تجربات محصیت کی اور حکم  
 الہی کے خلاف کیا اور استحقاق کفار کا ہوا اب سفر سے روزہ اوسد نکا اگر چہ ساقط ہو گیا  
 کسی ساقط کیا وہ تو بچا حال باہلکہ بقا کفارہ مروی ہے پس یہ عذر نامقبول ہے  
 اور اجماع عدم سقوط کفارہ پر منقول اور یہی سبب ہے کہ جب کوئی عورت روزہ  
 ماہ صیام کو افطار کرے اور بعد اسکے حائض ہو تو وہ گنہگار ہوگی اور عذر اوسکا  
 نامقبول ہے اور بعضی علمائے اس مسئلہ میں اس طرح سے ہی کلام کیا ہے چنانچہ  
 وہ جواب سوالنا الاسلام میں منقول ہے حال کلام یہ ہے کہ کفارہ ساقط نہیں  
 چنانچہ یہی مشہور و راجح ہے ہاں اگر افطار کرے روز کو بچان اس کے کہ یہ  
 ماہ رمضان ہے پس ظاہر ہے کہ یہ ماہ شوال تھا تو کفارہ لازم نہیں بسبب  
 اجماع علماء اور اگر اجماع نہ تھا تو شکال متوجہ تھی فصل قسیری روزہ نذر اور  
 عذر اور میں یعنی قسم کھانے میں اور انکی قصا میں معلوم ہے کہ جب نذر کرنے والا  
 بالغ ماقول مسلمان آزاد مختار ہو اور بقصد نذر کرے اور اوسکا صیغہ ہی بڑے  
 مثل اسکے کہ کہ ان حججہ فیللہ علی ان اھوم یعنی مثلاً اگر حج کرے و گناہ میں پس  
 و اسطر مذاکہ مجہد پر یہ ہے کہ روزہ کو گناہ میں تو نذر نذر منقذ ہوئے اور



وفاقاً سپر واجب ہو پس نذر کرنا شرکی نابالغ کے سمجھ دار ہو یا ناسمجھ دس برس  
 کا ہو یا نہ اور نذر مجنون کی حالت جنون میں خواہ جنون او سکا مثبت روز برابر  
 رہتا ہو خواہ دوری ہو اور نذر کافر کے اور نذر ملوک کے بی ادب مالک کے  
 اور نذر اوس شخص کے کہ بغیر قصد کے صیغہ نذر کا اوسکے زبان پر جاری ہو مثل  
 اسکے کہ کسینی اوسپر چر کیا ہو یا غیظ و غضب یا ہول و لعب میں اس طور پر کہ اختیار  
 اوسکو جانا رہا نذر کر گیا تو سخت ہوگی اور اسطرح نذر زوج کی بغیر اجازت شہوت  
 کو درست نہیں اور جس چیز کی نذر کی ہو چاہے کہ وہ امر راجح ہو نہ مجموعہ پس اگر نذر  
 کرے کہ روز عید کو روزہ رکھو گا میں یا بیماری میں روزہ رکھو گا تو وہ نذر  
 منعقد نہوگی اور چونکہ ہمیں اختلاف ہو کہ روزہ نذر سفر میں حرام ہے یا  
 نہیں پس اگر نذر کرے کہ فلان روز سفر میں روزہ رکھو گا یا سطر ح کہ سفر اور حضر میں  
 روزہ رکھو گا اسطر ح نذر کرنا خلاف احتیاط ہے اگرچہ یہ نذر سفر میں ہو اور اگر  
 اسطر ح نذر کر گیا تو احوط یہ ہے کہ اوسپر دفا کرے اور اگر نذر مطلق کرے  
 پس اگرچہ سفر کو ہی شامل ہے لکن اسطر ح کی نذر کرنا مضائقہ نہیں اور آیا  
 اس نذر کی غیر سفر میں یا سفر اور حضر دونوں میں ہو سکتی ہے حدیث میں اس باب میں  
 مختلف ہیں حاصل مفاد بعض کا اوغین سے یہ ہے کہ ہر گاہ کوئی شخص  
 روزہ ایک دن کا نذر کرے بعد اسکے سفر زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام  
 چاہے کہ وہ روزہ راہ میں ترکے اور جب مراجعت کرے تو قننا اوسکی  
 کرے اور مضمون بعض اہادیث کا یہ ہے کہ جب کوئی شخص ایک وصییر  
 کو روزہ نذر کرے چاہے کہ اوس روز کو سفر ہو یا حضر اوسین بجالا  
 اور ہر گاہ کوئی شخص نذر کرے کہ اگر فلان کار مرام اوس سے واقع ہوگا یا

فلان فعل واجب کو ترک کرونگا تو روزہ بطریق شکر رکھونگا تو نذراوسکی صحیح صحیح  
 ہے جان اگر فعل حرام میں قصد روزہ کا کہے بطریق خبر کے اور فعل غیر میں بطور  
 شکر کے تو کچھ عیب نہیں مثلاً یہ کہ اگر نماز اول وقت میں پڑھو گناہ علی صوم یوم  
 یعنی روزہ اوسکے شکر میں رکھونگا اس طرح کی نذر صحیح ہے اور اگر مقصود  
 اس عبارت یہ ہے کہ بخیال مشقت روز کی اپنی تین اول وقت نماز پڑھنے  
 سے باز رکھونگا تو یہ نذر منعقد نہوگی اور ہر گاہ نذر کرے کہ اگر نامحرم کو کھانگا  
 نہیں میں روزہ رکھونگا روز بخشنہ مثلاً اور غرض اوسکی یہ ہو کہ بخیال  
 صوم نظر نامحرم سے محفوظ رہونگا تو نذراوسکی درست ہو اور اگر قصد اوسکا یہ  
 ہو کہ شکر یہ نظر حرام میں روزہ رکھونگا تو نذر درست نہیں خلاصہ  
 ایک صیغہ میں دو قصد ہو سکتے ہیں کہ بتا ایک قصد کے نذر صحیح ہے اور بتا  
 دوسرے غیر صحیح اور ہر گاہ نذراوسکی صحیح ہو تو وفاوسکی واجب اور ترک  
 میں کفارہ و قضا لازم ہے حسین بن عبیدہ سے منقول ہے  
 کہتا ہے لکھا میں نے خدمت امام علی نقی ۳۰ میں اسی سید میرے ایک شخص  
 نے نذر کی کہ روزہ رکھونگا میں ایک دن بس اوسدن ہم صحبت ہوا  
 اپنی زوجہ سے کیا ہے کفارہ اوسپر بس جواب میں ارشاد کیا اوسجواب  
 نے کہ روزہ رکھ عوض اوس روز کے اور انا اوکے ایک بندہ ہوں  
 کو اور تلفظ صیغہ نذر کا شرط ہے اور اگر دل میں قصد کرے اور زبان  
 سے صیغہ نہ پڑھے تو مستحب بلکہ احوط ہے کہ وفاکے اور نذر  
 کی دو قسمیں ہیں ایک مطلق دوسرے معین مطلق یہ ہے  
 کہ نذر کے ایک وزنی بغیر قید کسی وقت کسی مکان کی اور نذر معین یہ ہے

کہ جس میں قید وقت کی یا جگہ کے یا اولوں کی ہو مثل اسکے کہ غزہ ماہ شعبان کو روزہ  
 رکھو گا میں یا یہ کہ ایک دن کہ میں روزہ رکھو گا یا پندرہویں ماہ رجب کو عتبات  
 عالیات میں روزہ رکھو گا اور عمد مثل نذر کی ہر عملہ احکام میں البتہ صغیر میں فرق  
 ہو کہ اسکا صغیر یوں کہ ماہدت اللہ علی ان اخصوم مثلاً اور قسم میں بلوغ  
 اور کمال عقل اور اختیار اور قصد معتبر ہے اور قسم ٹر کے کی بغیر اجازت اسکے  
 مان یا بکے درست نہیں اور سبطی نذر زوجہ کی بغیر اذن شوہر کے اور قسم مملوک  
 کے بے اذن مالک کو صحیح نہیں مان اگر فعل واجب پر یا ترک فعل حرام پر قسم کھائیں  
 تو منعقد ہو جائیگی اور ضرورت اجازت کی نہیں اور یہی ہر قسم پر ہے  
 اور صغیر قسم کا واللہ اخصوم میں اور سوا علی سماے آبی کے اور کسی چیز سے قسم  
 منعقد نہیں ہوتی اور سبطی اگر بغیر قصد کے قسم کھائے جیسے مجاورت میں  
 زبان جاری ہو جاتا ہے کہ واللہ یا اللہ تو یہ قسم نہوگی اور سبطی فعل گذشتہ پر  
 مثل اسکے کہ کسی واللہ میں یا سال و تے ماہ رجب کے رکھتا تھا یا ان اگر خلاف  
 واقع پر قسم کھائے تو گناہ عظیم کا مرتکب ہوا اور عین خموس اسکی و کھو نہیں اور  
 معنی خمس کو دینے کے ہیں اسلئے کہ یہ ڈیو دیتی ہے سکو گناہ میں یا دویخ نیز  
 پس کچھ کفارہ سکا نہیں سوائے توبہ و استغفار کے اور چاہے کہ قسم امر مکرہ  
 اور منعقد یعنی بوجہ اسکا اور اگر قسم کھائی کہ اگر فلان کام ہو جائیگا تو ہوا میں اور زکا  
 یا پانی پر بغیر نشی اور پل کے چلوں گا تو یہ قسم منعقد نہوگی اور سبطی اگر وقت حاجت  
 کے قسم کھائے کہ پیادہ کعبہ کو جاؤں گا پس اگر چہ سال آمیزہ قدرت پیادہ رو  
 کے ہو یہی جاوے تب ہی یہ قسم منعقد نہوگی مسئلہ ہر گاہ نذر کے کہ روزہ  
 رکھو گا اور معین نہ کرے کہ ایک وزہ یا دو تو ایک روزہ کفایت کرتا ہے اور

چہ روزے مستحب ہیں جتنا چہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے  
 باب میں ایک شخص کے کہ اپنے روزے نذر کر لی اور معین نہ کیا کہ کئی روزے  
 رکھو گا قرآن مجید روزے رکھو فصل عیسیٰ صوم بدل ہدیٰ بن ہدیٰ مجوز  
 گو سفند او رشتہ کے ہے کہ حج میں کعبہ لطف بہت نہیں اور زوج کرنا اور سکا  
 حج متع من واجبہ قال اللہ سبحانہ من فتنع بالعمرة الى الحج فما استيسر  
 من الهدى فمن له بعد فصيام ثلثة ايام في الحج وسبعة اذا جازعہ  
 تارك عشره كلمة اور زوج کرنے میں نیت اور واقع کرنا اور سکا متی میں اور  
 روزہ عید قربان کے یا بعد اسکے معتبر ہے بچا ہے کہ وہ جانور ناقص اور لاغر نہ ہو  
 پس اگر ہرے میسر نہ ہو اور نہ قیمت ہو کہ جس سے ہدیٰ خریدے تو تین روزے  
 پیانی رکھے اسطرح کہ تین روزے حج میں یعنی ایام سفر میں قبل مراجعت کی اور  
 سات روزی بعد مراجعت جب اپنی عیال میں پہنچے تو رکھے اور اگر ماہِ ذالحجہ گذر گیا  
 اور وہ تین روزے نہ رکھے پس اس سے لغزی تو ساقط ہیں اگر دوسری سال  
 ہرے منی میں بھیجی وراگر تین دن روزہ رکھو اور پھر ہدیٰ دستیاب ہو جائے  
 تو واجب نہیں لکن افضل اور احوط ہے اور باقی کلام تفصیل تمام متعلق حج بیت اللہ  
 الحرام سے جو خدا ہم سب کو نصیب کرے فصل پانچویں صوم اعتکاف میں اور  
 مراد اعتکاف سے تیزنا اور رہتا ہے وسطی عبادت کے اور یہ موجب ثواب  
 عظیم ہے قال اللہ سبحانہ ان کل من طهر ایتي للظائفين والکافين والکرکح  
 الشیخ محمد مروی ہے کہ اعتکاف دس دن کا ماہ رمضان میں برابر دو حج اور دو عمرہ  
 ہے اور شرایط اعتکاف سے ایک نیت ہو دو سکر روزہ کہ حدیث صحیح میں وارد ہے  
 نہیں ہے اعتکاف بگر ہمارہ روزہ کے اور مراد وجوب کو جو شرعی ہے اور

مقتضائے اطلاق نص مفتوحہ یہ ہے کہ دفع کرنا روزہ کا واسطہ اعتکاف کے  
خاصہ درکار نہیں بلکہ روزہ جس طرح کا ہو کافی ہے یہی سبب ہے کہ حکم  
اعتکاف ماہ رمضان میں بنا بر چند حدیثوں کے واقع ہوا ہے اور معلوم ہے کہ روزہ  
ماہ مبارک رمضان کا واسطہ اعتکاف کے نہیں بلکہ ماہ مبارک میں اور کسی روزہ  
کنجائش نہیں جیسا بیان ہوا تیسری عدد پندرہ تین دن تک اعتکاف نہیں  
ہوتا حدیث میں وارد ہے نہیں ہوتا ہے کوئی اعتکاف کم تین دن سے اور اگر  
دو دن بہ نیت استحباب اعتکاف کرے اور روزہ رکھو تیسرے دن واجب  
ہو جاتا ہے اور اسکو ترک میں کفارہ ہے چنانچہ مجتہد کفارات میں مذکور ہوگا  
چوتھی مکان اور وہ مسجد مکہ و مسجد مدینہ و مسجد جامع کوفہ اور مسجد جامع  
بصرہ ہے اور بعضوں نے کہا ہے جو مسجد جامع کہ امام عادل نے جمعہ و عید  
اوسمیں کے ہو وہاں اعتکاف کر سکتا ہے اور شہداء و اولیائی اور ایک جماعت  
محققین متاخرین اسے قول کے قابل ہیں لکن اکثر قول اول کے بلکہ شیخ  
کتاب خلاف میں اور سید مرتضیٰ نے کتاب انتصار میں اجماع اسبق نقل کیا ہے  
پانچویں جینک اعتکاف کرتا ہے اوس مسجد سے جہاں اعتکاف کرتا ہے  
باہر نجاوے مگر بنا بر حاجت ضرور سے کوالا اعتکاف باطل ہے اور واسطہ نماز  
جنازہ اور عبادت مرضی کے اجازت وارد ہی اور واسطہ حاجت  
روائی اور سعی حوائج برادر مومن میں چنانچہ روایت بیہون بن ہرثمین واقع ہوا  
کہتا ہے بیہاتما میں خدمت جناب امام حسن علیہ السلام میں پس آیا ایک شخص  
اور عرض کی یا بن رسول اللہ فلان شخص کامیرے ذمہ مال قرض ہے اور وہ چاہتا  
کہ مجھ کو قید کرے پس فرمایا حضرت نے واللہ میرے پاس مال نہیں کہ میں

تیرا قرض ادا کروں عرض کی اوستے پس سعی فرمائی میری پس حضرت نے گفتار  
کو پتہ لادھی کہتا ہے بیٹو کہا با بن رسول اللہ آیا آپ بھول گئے اپنی اعتکاف  
کو فرمایا نہیں لیکن سنا ہوسینے اپنے والد بزرگوار سے کہ روایت کرتے تھے میری جوجید  
جناب رسول خدا سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص کو ششش کی سے حاجت  
برادرسلمان کے پس گویا اوستے عبادت کی حق سبحانہ و تعالیٰ کی تو ہزار برس  
اسی طرح کہ دنکو روزہ رکھا اور شکیو عبادت خدا میں بسر کیا اور ابو حمزہ ثمالی  
نے جناب امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے بلانا انا  
برادر مومن کا محبوب ہے ہر طرف خدا سے عزوجل کے پی در پی دو مہینوں کے روزوں  
اور اعتکاف سے دو مہینوں کے مسی حرام میں اور تفصیل تحت اعتکاف کی اپنے  
محل سے متعلق ہے فصل چہمیں بیان میں روزن کفاروں کے اور اسکی ضمن چار  
نوع میں تیسرے قسمیں نیز نوع اول کفارہ جمع ہے کہ وہ مشتمل صوم اور دیگر فضائل  
پر ہے اور وہ کفارہ قتل عمد ہے یعنی اگر کسی کو دیدہ و نہنہ تاحق قتل کرے  
تو اس میں کفارہ یہ ہے کہ بندہ آزاد کرے اور دو مہینوں پی در پی روزے رکھے اور ساتھ  
مسکینوں کو کمانا کھلاوے اور یہ تینوں خصلتیں واجب ہیں بالاجماع اور  
سنہ کی صحیحہ ابن سنان اور ابن بکیر سی اور بنا بر بعض روایات کے جو مختصر  
کہ روزہ بجرام افطار کرے او سکوبھی ہی کفارہ واجب ہے چنانچہ بیان ہوا  
نوع دوسری کفارہ مرتبہ کا وہمیں روزے بعد عا بر نہونے اور خصلت  
کے واجب ہوتے ہیں اور وہ چہ ہیں ایک روزہ کفارہ قتل خطا میں بمقاد  
ایک کریمہ اور اخبار کثیرہ اور وہ مشتمل ہو بندہ آزاد کرنے پر اور اگر ایسے عاجز ہو تو  
روزے رکھے دو مہینوں پی در پی و دوسرے کفارہ طہار یعنی منسبت دینا اپنے

نیشیت کو نیشیت سے اپنی محارم کے اور یہ کفارہ جس قرآن ثابت ہو اور وہ  
 آزاد کرنا ہر دے کا ہے اور اگر نہ ہو سکے تو مہینے روزی پی در پی رکھے اور اگر  
 اس سے بھی عاجز ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے قیسرے کفارہ اقطاع کرنا  
 روزہ قضا سے ماہ رمضان کا بعد زوال کے یعنی اگر کسی نے روزہ قضا سے ماہ رمضان  
 کا رکھا تھا اور بعد زوال افطار کر ڈالا تو اس میں دس مسکینوں کو کھانا دے  
 اور اگر عاجز ہو تو تین روزے رکھے جیسا گذرا جو کفارہ قسم جس قرآن ثابت  
 ہو قلفادۃ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اهلکم ما فی  
 کسوفہم اذ قریہ قریۃ مؤمنۃ فمنکم بعد فصیام ثلاثۃ ايام طارحہ  
 کفارہ قسم گمانا کھانا دس مسکینوں کا جو اپنی عیال کو کھلاتے ہو یا دس محتاجوں کو  
 کپڑے پہنانا یا بندہ مومن کو آزاد کرنا بیس اگر نہ ہو تو روزے رکھتا تین دن کا +  
 یا نچوین کفارہ افاضہ یعنی جو شخص کہ عرفات سے عہد قبل غروب آفتاب  
 کوچ کرے اور شتر بخر کر سکے تو اٹھارہ روزے رکھے چوتھی کفارہ خیرا صید  
 علی اجدوالقولین یعنی حالت احرام میں جب شتر مرغ کا شکار کرے تو شتر کو بخر کرے  
 اور در صورت عجز اسکی قیمت کے گندم خریدے اور ساٹھ مسکینوں کو دی اور  
 ہر ایک کو دو مدد اور اگر نہ ہو سکے تو عوض ہر دو مدد کے ایک وزہ رکھو اور اگر اس سے  
 بھی عاجز ہو تو اٹھارہ روزے رکھو اور بقرہ وحشی کے مارنے میں چاہئے کہ  
 ایک گائی یا بوج کرے اور اگر نہ ہو سکے اسکی قیمت کے گندم خریدے اور  
 تیس مسکینوں کو ہر ایک کو دو مددے اور اگر اس سے عاجز ہو تو روزے رکھو اور  
 قتل آہو میں ایک گوسفند کو بوج کرے اور در صورت عجز اسکی قیمت کی گندم  
 خریدے اور دس مسکینوں کو دو دو مددے اور اگر نہ ہو سکے عوض ہر ایک مدد



ایک روزہ رکھو پس اگر اسپر ہی قادر نہ ہو تو تین روز کے رکھو نوع تیسری کفارہ  
 خیرہ ہے کہ اس میں درمیان صوم و غیر صوم کے امتیاز ہوتا ہے اور وہ پانچ  
 ہین اول کفارہ اوس شخص کا کہ ماہ رمضان میں عمدہ بغیر عذر شرعی کے  
 افطار کرے اور فضال دسلی گذرے دوسرے اور تیسرے کفارہ نقص  
 عمدہ اور نذز کا ہے اور وہ بنا بر مشورہ مثل کفارہ ماہ رمضان کے ہو چو کہ کفارہ  
 ترک عتکاف واجب کا چونکہ عتکاف میں روزہ شرط ہے یعنی فقط صوم ہے وہ  
 مبطل عتکاف ہے قَالَ اللهُ تَعَالَى وَلَا تَبْأَثُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ مُكْفَرُونَ فِي  
 الْمَسَاجِدِ فَرِيَا يَحِي سَجَادَةً زَوْرَةً مَبَاشَرَةً كَرِيْمَةً عَوْرَتُونَ لَسَّهٖ اَوْ حَالًا لَكَمْ  
 تَمْ مَعْتَكِفٌ هُوَ مَسَاجِدِ مَبْنِي اَوْ رِيْلِي دِن اَوْ رُو سَرَّ سَ دِن كَفَارَهٗ لَازِمٌ هُنَّ  
 لَكِرْمِيَهٗ كَهٗ اَعْتَكَافٌ وَاجِبٌ هُوَ اَوْ اَرَكِرْمِيَهٗ دِن بِجَاحِ اَفْطَارِ كِرْمِيَهٗ تُو كَفَارَهٗ وَ  
 هُوَ تَابِعٌ هُنَّ اَلرَّاتِ كُو اَتْفَاقٌ هُوَ تُو اَيَكِ كَفَارَهٗ دَسَّ اَوْ رَمِيْطِرَحِ اَرَكِرْمِيَهٗ  
 مَآه رَمَضَانَ مَبْنِي دَن كُو اَيَسَا كِرْمِيَهٗ اَيَكِ كَفَارَهٗ هُوَ اَوْ اَرَكِرْمِيَهٗ مَبْنِي يَآ  
 قَضَا مَآه رَمَضَانَ مَبْنِي دَن كُو مَوَاقِعَتِ كِرْمِيَهٗ تُو دَو كَفَارَهٗ لَازِمٌ هُوَ كُو اَوْ كَفَارَهٗ  
 وَ اَعْتَكَافٌ مَثَلِ كَفَارَهٗ مَآه رَمَضَانَ كَفَارَهٗ خَيْرَهٗ هُوَ جَانِبٌ مَوْثِقٌ سَمَاعَهٗ مَبْنِي  
 وَ اَرَدُ هُوَ اَجْرٌ رَاوِي كُنْتَا هُوَ بُو جَابِ مَبْنِي حَضْرَتِ اِمَامِ حَضْرَتِ صَادِقِ هُوَ  
 حَالِ مَعْتَكِفِ كَا كَهٗ صَحْبَتِ كِي اَوْ سَنَاطِنِي رُو جِهٖ سَ فَرِيَا اَوْ سَبُو هٗ جِي هُوَ كَهٗ  
 جُو اَوْ سِ شَخْصِ بَرِي هُوَ كَهٗ اَفْطَارِ كِرْمِيَهٗ مَآه رَمَضَانَ مَبْنِي عَمْدًا اَوْ كِرْمِيَهٗ نَابِيَهٗ كَا يَآ رُو  
 كِرْمِيَهٗ وَ مَبْنِي كَابِي دَرِي يَآ كَانَا دَا مَبْنِي سَا مَبْنِي سَكِينُو كَا يَآ جُو مَبْنِي كَفَارَهٗ سَرَّ حَاجَتِ  
 اَبُو اَنَا حَرَمِ كَا عَمْدًا حَالِ اِحْرَامِ مَبْنِي اَوْ رُو دَجِ كِرْمِيَهٗ نَا كُو سَفَدِ كَا هُوَ يَآ كَانَا دَا مَبْنِي  
 اَوْ سِ سَكِينُو كَا يَآ اَيَكِ كُو اَيَكِ كِرْمِيَهٗ مَبْنِي رُو سَ اَوْ رُو مَبْنِي لَسَّهٖ كَانَا دَا مَبْنِي

چہ مسکینو تکا ہر ایک کو دو مد مکمل کے نوع چوتھی کفارہ مخیر ہے کہ مرتب ہو  
 غیر صوم پر اور وہ کفارہ اس شخص کا ہے کہ اپنی اونٹنی سے وطنی کرے یہاں تک  
 وہ کنتیا باجارت آقا احرام باندھے ہو پس کفارہ اسکا ہر ہے کہ اونٹ یا گاو  
 یا گوسفند بیچ کرے اور اگر اونٹ یا گاو سے عاجز ہو پس گوسفند کو بیچ کرے  
 یا تین روزے رکھے پس وزہ اس کفارہ میں غیر صوم پر کہ شتر یا گاو ہے مرتب  
 ہے اور روزہ ہی محض نہیں بلکہ درمیان اسکے اور گوسفند کی تخمیر ہے  
 اور سو امی اسکے اور کفارہ ہے میں کہ بعض اومین سے کفارات سابق سے  
 ملحق ہیں از انجملہ کائنات یا اونٹ یا اونٹ چنامنہ کا کہ عورت مصیبت اقارب یا اجانب  
 میں نخل میں لاوے چنانچہ حدیث میں ہے کہ جسوقت عورت منہ اپنا تو حی  
 یا بالونکو تراشے یا اوکھاٹے پس کاشی میں بالون کے آزاد کرنا بند کیا ہے  
 یا روزے دو مہینے کے پی در پی یا کہانا دینا ساٹھ مسکینو کا اور زینتی میں  
 منہ کے ہر گاہ خون نکلے اور اوکھاٹے یا کھینچے کفارہ خلاف قسم کا ہے اور طمانچہ ہار  
 میں منہ پر کچہ نہیں ہے سو امی توبہ واستغفار کے اور قول ابی استجاب کفارہ  
 بہتر ہے ہر چند شیخ نے تنایہ میں کفارہ کبیرہ مخیر عورت پر واجب کیا ہی  
 لکن مستند اوسکا روایت ضعیف ہے کہ حضرت صادق ع سے وارد ہے  
 اور روایت میں اوسکے خالہ ہے اور حدیث اوسکی موضوع ہے تا اینکہ  
 کہا گیا ہے کہ کتاب اوسکی موضوع ہے اور کفارہ اس امر کا کہ عورت بال  
 کھینچ ڈالی کفارہ اوکھاٹے نے عورت کا ہے اپنی بالونکو بنا بر حدیث سابق  
 لے اور کفارہ ستراشی ہے لکن ایک جماعت علما کا قول ہی ہے کہ کفارہ  
 اوسکا مثل کفارہ قسم کے ہے اور از انجملہ کپڑے پہاڑ نامو کا مصیبت فرزند

یازدہ میں اور کفارہ اور سکا ہی مثل کفارہ مسیح کے ہے بلکہ ایک وایت میں وارد  
 ہوا ہے کہ نہیں صحیح ہے نماز ان کے جیتک کہ کفارہ مذہب یا توبہ  
 نکرین اس سے انہیں کفارہ اور اس شخص کا کہ بغیر نماز عشا پر ہے  
 سو ہے تا ایسا نصف شب گذر جاوے یا پہلو کہ صبح کو اسکی روزہ رکھے  
 اور بعض صحابہ قابل تہنیک کے ہیں اور سو نہیں فرق نہیں کہ عشا سویا ہو یا ہونے  
 سے مسئلہ سوا ہی ورنہ ماہ رمضان اور اسکی قضا کے جب وقت ضیق  
 میں فطار کیا ہو یا بعد زوال کے اور سوائے نذر معین اور عتکاف واجب  
 کے کسی اور جگہ کفارہ واجب نہیں ہوتا پس نذر مطلق اور روزہ  
 کفارہ میں اور غیر ماہ رمضان میں اور قضا ماہ رمضان میں جب قبل زوال فطار  
 کیا ہو یا قضا سے موخ ہو اور فطار روزہ مستحب میں اور عتکاف سنت ہے  
 اگرچہ روزہ فاسد ہوگا لکن کفارہ نہ ہوگا مسئلہ جو شخص کہ کفارہ اور سب واجب  
 ہوا ہے اگر کوئی شخص دوسرا تبرعا اسکی طرف سے کفارہ دیدے آیا جائے  
 اور کافی ہے یا نہ محقق علیہ الرحمہ نے شرایع میں اور علامہ نے مختلف ہنر  
 یہی اختیار کیا ہے کہ جائز ہے اسلئے کہ کفارہ فرض ہے اور جو شخص کہ قرض  
 اسکی طرف سوا کر دے قرضار سے ساقط ہوتا ہے باوجودیکہ یہ حق الہی  
 ہو لہذا حق نعم کا اولی ہے اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص  
 خدمت جناب رسالت مآب میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں  
 ہلاک ہوا فرمایا کیوں عرض کی آتش جہنم سے حضرت نے فرمایا سبب کیا  
 عرض کی اپنی زوجہ سے زنی کی بیوی فرمایا تصدق دے اور استغفار کر عرض کی  
 قسم ہے اس شخص کے کہ جسے ایک حق معظیم کیا ہو کوئی چیز توڑی یا بہت

میں گہر میں نہیں رکھتا راوی کہتا ہے پس ایک شخص اور حاضر ہوا اور ایک  
 زنبیل جس میں بیس صلح خرچہ تھے جو بحساب ہمارے دس صلح ہو سکے لایا  
 حضرت نے اس شخص اول سے فرمایا کہ لے آسکو اور تصدق کر عرض کے  
 اس نے یا رسول اللہ کسی تصدق کروں یعنی کسی کو دوں حالانکہ میں آپ سے  
 کہہ چکا ہوں کہ میری گہر میں توڑا یا بہت کچھ نہیں حضرت نے فرمایا کہ لے لو اور  
 اپنی حیا کو دے کہائیں اور خداوند عالم سے استغفار کر لکن یہ حدیث بالضر  
 مفید مطلب نہیں پہلے کہ اسے سنا ہے اور سکو عنایت کی اور کس نے تیرا  
 اور سکی طرف سے کفارہ نہیں دیا ہر چند بروایت دیگر آخر میں اسی حدیث کی یہ بھی  
 وارد ہے کہ لی اسکو اور کہا تو اور اہل تیری کہ یہ کفارہ ہے تیرا اس لئے کہ اطلاق  
 کفارہ کا اس چیز پر کہ جسکو خود کہا دے ظاہر مجاز اور بطریق مشاکلت ہے  
 یہ جیسا کہ قصہ ابو رقیق شاعر میں کہ ایک شخص مفلس و محتاج بیوہ تھا اور وہ  
 کہ اس کے دوستوں نے اسکی دعوت کی اور کہا جو تمکو کہا نہیں بیوہ کو پکوانا  
 وہ بیچارہ برہنہ تھا اور کچھ کپڑا نہ تھا اور موسم جاڑ کا تھا اس نے قلم اوٹھا کہ  
 دو بیٹن لکھدین کہ چل اونکا یہ تھا کہ مجھ میرے دوستوں نے کہا کہ فرما بیشر  
 کسی کہا تیری کرو کہ ہم تمہارے لے پکوانا میں کہا میں نے بیوہ اور پیر میں میرے لئے  
 پکوانا کہتے ہیں کہ ہر ایک نے ایک طلعت اور دس دینار نقد اس کے لے بھیجی  
 اس کو لئی اور انکے بیان کیا عرض یہ ہے کہ جب وہ پیر میں کا پکوانا بطریق  
 مجاز اور مشاکلت کہا پس اوجہ یہی ہے کہ اگر کوئی تبرعاً اور سکی طرف سے نہ  
 تو کافی نہ ہوگا اس لئے کہ کفارہ ایک قسم کی عبادت ہے اور سترامی محبت  
 کہ جو اسی شخص متعلق ہے اور قدر میں قیاس اسکا نہیں ہو سکتا اور قصہ شہ

کہ سوال کیا میں جناب رسول خدا ص سے کہ میرے باپ حج و عمرہ کو واجب ہوا تھا وہ  
 بہت بوڑھا ہے کہ حج کی طاقت نہیں رکھتا اگر میں اسکی طرف سے حج کر دوں  
 تو اسکو نفع دیگا فرمایا حضرت نے اسے اگر تیرا باپ کسی کام مقروض ہوتا  
 اور تو اسکا قرضہ ادا کرتی تو اسکو نفع ہوتا عرض کی ہاں فرمایا میں قرضہ ادا  
 کرنے پر عمل کا لہذا تو اس سے سب سے پہلے اول تو یہ روایت عامیہ ہے یا محمول ہے  
 تقیہ برتانا یا یہ تو بارہ حج میں ہے اور شامل ہونا اسکا ہم مقام کو یہ محمول  
 ہے اور جب شغل ذمہ یقینی ہو تو ایسے احتمال سے کیونکر طرف ہوگا اگرچہ  
 بعض علماء نے مقام استدلال میں اسبالتفاتی ہے ہاں اگر کوئی شخص میت  
 حیات سے تیرا کافراہ دیدے تو جائز اور کاتی ہوگا یہاں تک چاروں قسمیں  
 روز کی تمام ہوئیں اور تقسیم رورون کی کتب فقہ میں اسطرح وارد ہے  
 اور حدیث زہرے میں جو تہذیب الاحکام میں وارد ہے چار قسمیں اور  
 یہی منقول ہیں زہرے کے کتاب ہے کہ ایک دن حضرت علی بن الحسین نے  
 مجھ سے ارشاد فرمایا اے زہرے کہا ہے آتا ہے تو عرض کی میں نے مسجد سے  
 فرمایا کیا کرتے تھے تم عرض کی میں نے باب صوم میں مذاکرے تھے ہم میں اس  
 سیری اور اسے صحاب کی اس پر قرار پائی کہ کوئے روزہ واجب نہیں ہے  
 سوا کے روزہ ماہ رمضان کے فرمایا اے زہرے ایسا نہیں ہے جو تم  
 کہتے ہو روزہ کی چالیس قسمیں ہیں دس اون میں سے واجب ہیں مثل وجوب ماہ  
 رمضان کے اور دس اون میں سے حرام ہیں اور چودہ اسطرح ہیں کہ اگرچہ  
 روزہ رکھو اور اگر چاہو اقطاع کرو اور روزہ اذن اور وہ میں اسطرح ہیں  
 اور روزہ تادیب اور روزہ اجابت اور روزہ سفر اور مرض عرض کی میں نے

خدا چون آپ پر ان کی تفسیر فرما کے ارشاد ہوا روزہ واجب نہیں ورتماہ رمضان  
 ہے اور روزہ دو مہینوں کے پی در پی کفارہ نماز کے بنا بر قول خدا عزوجل  
 كَلِمَاتٍ بِيَدِكَ مِثْرُ الْمُنْتَهَى وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ مِنْكُمْ غَرَضًا لَمْ يَكُ مِنَ الْمُتَّقِينَ  
 مؤمنینہ من قبل ان ایسا کس نے کیا ہے یا نہیں؟ کلمہ یعنی کلمہ یا کلمہ  
 یعنی جو لوگ کہ نماز کریں اپنی ازواج سے بچو وہ پیر جائیں انہی قول سے پس انہی  
 کریں ایک بندہ مومن قبل اسکے کہ اذکو مس کریں اور جو شخص نہ پناہی اسکو  
 پس روزے رکھ دو مہینے کے پی در پی اور روزہ دو مہینوں کے پیہم اگر ماہ  
 رمضان ایک روز نماز افطار کریں اور اس قدر کفارہ قتل خطا میں اگر قادر بنی  
 آزادی پر نبی بر قول خدا عزوجل وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَا فَهُوَ يُقْتَلُ  
 مؤمنینہ و دیکھو مسئلہ الی اہلہ یہاں تک کہ فرمایا من کفر بچین فصیام  
 شہرین متابعین تویہ من اللہ کان اللہ علیما حکیم اور تین روزی  
 کفارہ میں یعنی قسم کے حق تم فرماتا ہے فصیام تکتہ ایام ذلک کفادۃ ایامکم  
 اذا جلفتم اور یہ واسطی اس شخص کے کہ قدرت کہانا کراستی نہ کرتا ہوا  
 یہ سب روزی بیانی بلین راعین فاصلہ درست نہیں اور روزے حلق اثر  
 یعنی جو شخص کہ حالت احرام میں بسبب اذیت کے حجامت بنوائی خداوند عالم  
 فرماتا ہے مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ آذَى مِنْ دَامِهِ فَقَدْ بَدَأَ مِنْ  
 صِيَامِهِ أَوْ كَعَدَّ تَدَاؤُسًا لَيْسَ فِيهِ جُنْحٌ عَلَيْهِ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ كَفَّارَةٌ  
 میں مختار ہے جو چاہے اختیار کرے پس اگر روزہ رکھو تو چاہے کہ تین روزے  
 رکھو اور روزے بدل دے یعنی جسکو ہرے میسر نہ ہوا وہ سیر عوص پر  
 کے روزی واجب ہیں قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ شَجَّ بِالْعَرَّةِ إِلَى الْحَرَامِ





اور روبرو چشتیا اور روز و شب اور صوم ایام بیض اور چہرہ و رن کے ماہ  
 شوال کے بعد ماہ رمضان کے اور صوم عاشورہ پس ایک ان روز تین روزہ  
 کو اختیار ہے چاہے روزہ رکھے چاہے افطار کرے اور صوم اذن نہیں وجہ  
 بے اذن شوہر کے روزہ سنتی ترکہ اور سبذہ بغیر اجازت آقا کے روزہ مستحب  
 ترکے اور میمان بغیر اذن میریان کے روزہ سنت ترکہ کہ جناب پیغمبر خدا نے  
 فرمایا ہے جو شخص کہ میمان ہو کسی قوم کا نہیں روزہ تطوع ترکے بغیر اجازت  
 اولیٰ اور صوم تادیب پس ہر گاہ ترکہ قلیک بلوغ بچہ ماخوذ بصوم ہوگا اور فرض  
 نہیں اور سبطح جس شخص نے بسبب عذر کے اول روز افطار کیا ہے پس  
 یہ قادر ہو روزی پر تو بقیہ روز میں نامور یا مساک ہے اور فرض نہیں اور  
 اسبطح مسافر جب اول روز کو کھا چکا ہے اور بعد اسکے اپنا اہل و عیال  
 میں ہو چکا مساک بقیہ روز تادیب نامور ہے اور سبطح عایض ہر گاہ روپ  
 روز کے پاک ہو بقیہ یوم میں مساک کرے اور صوم باحت پس جو شخص کہ ہو  
 کچھ کما لے یا پانی بی لے یا بغیر کے قی کرے پس خدا سے عذر دل نے بیجہ  
 واسطو اسکے مباح فرمایا ہے اور روزہ اوسکا صحیح ہے اور صوم مسافر اور غیر  
 پس مخالفین نے اس میں اختلاف کیا ہے ایک قوم کہتی ہے کہ روزہ رکھو اور  
 دوسری قوم کہتی ہے کہ روزہ ترکے اور ایک قوم کہتی ہے کہ اگر چاہے  
 روزہ رکھو اور اگر چاہے افطار کرے اور ہم کہتے ہیں کہ دونوں حالتوں میں  
 افطار کرے پس اگر مال سفر و مرض میں روزہ رکھو تو قضا اوسپر واجب ہے  
 کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے **فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ**  
**مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ** یعنی جو شخص بیمار ہو تو میں سے مرض یا مسافر پس اتنی روزی رکھے

اور نوٹین یہ ہے تفسیر و زونکی بنا بر فرمودہ امام علیہ السلام کے ++  
 حاکمہ میان و دواع اور بعض احکام فطرین اور اوٹھین دو امرین امر اول  
 احکام و دواع میں معلوم ہو کہ و دواع کرنا ماہ مبارک رمضان کا عقلاً اور نقلاً خوب  
 و مرغوب ہے اور بنظر پیروی علمائے کرام بلکہ بتابعت ائمہ عظام علیہم السلام  
 مطلوب و مندوب ہے اور و دواع کی تین درجہ ہیں ایک و دواع کرنا اولیٰ و لوگ  
 کہ تمام ماہ میں مطیع اوامر و نواہی اللہ رہے اور جاوہ امتثال اور رضا جو بننا  
 زوال الجلال سے ایک دم قدم باسر نہیں رکھا اور یہی اعلا درجہ و دواع کا ہے بلکہ مختصر  
 اور تین حضرات کا ہے اور کیفیت و دواع آنحضرت کی دعائی و دواع جناب امام  
 ربین العابدین سیدالسادین علیہ السلام سے ظاہر ہے کہ سب طرح  
 و دواع فرماتے تھے اور دوسرا درجہ اون لوگوں کا ہے کہ کبھی جو توفیق و تامل الہی  
 مطیع اوامر و نواہی رہے اور کبھی یا خدا سے غافل اور اہل عصیان میں شامل  
 و داخل رہے پس سو وقت کہ ماہ مبارک رمضان تمام ہوا اور انجام کو پہنچا  
 اگر اس وقت توفیق خدا شامل حال ہے تو و دواع اونکی بدرجہ اول اور بطریق  
 افضل و اکمل ہوے اور البتہ وہ وقت غفلت اور زمان معصیت  
 پر نادم و پشیمان ہونگا اور درجہ تیسرا اون اشخاص کا ہے کہ جنہوں نے محض  
 بخوف اسلام تکلیف ماہ صیام کی اور ہائے اور اونکو روزوں سے نفرت  
 تھی بلکہ ہو کر وہ پیاس کے وقت اور ترک عادت کے مشقت سے چاہتے تھے  
 کہ بت جلد یہ مہینا تمام ہوتا وہی صحبتین اور وہی عادتیں جاری ہوں پس  
 جب حال یہ ہو کہ صالحیت ایسے ایام مبارک کے موجب نفرت ہو پس و دواع  
 اور خصت و حقیقت کیا ہوگی بلکہ جو الفاظ و ما و لکھ اونکی زبان جاری ہیں چونکہ لوفق

اونکے حال کے نہیں تو محض دروغ و کذب ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ انسان بقصو  
 کرے کہ ہر گاہ کوئی مہمان تمام سال میں ایک مرتبہ آوے اور سامان مہمانی سے  
 مستغنی ہو بلکہ وسطے میں ہاذا رکے خوان الوان نعمت حسان و حضرت امتنان  
 کہ حملو سعادات ابدا اور عنایت حضرت محمدیہ لائی ہو اور یہ شخص ایسے مہمان سے  
 عوض شکریہ اور کرم جوشی کے ایسی بد خلقی اور ترش روی کرے کہ وہ اسکو  
 یا سخیل افسردہ اور فاطر شرمزدہ بلکہ بلول اور آرزوہ اوٹھ جائے اور اسکو آرد  
 بسبب تقصیر خدمت کے گرجائے تو یہ مقام ننگِ عار اور محلِ توبہ و استغفار  
 ہے یا نہیں سید ابن طاووس نے بعد اشارہ بعض ان مضامین کے کیا خوب  
 ارشاد کیا ہے کہ لمخض او سکا یہ ہے کہ اگر مقابلِ رحمت و رافت اور اس باران  
 اور لطفِ ارحم اور عنایت و مہربانی اس مہمان سے بحسن سلوک نہ پیش آسکے تو اسکی  
 صحبت کو اہمیت تو نکرے اگر رحمت اور وداع و طلاق نہ کرے تو اسکو رنجیدہ اور بول  
 تو نکرے احوال چونکہ انسان گزشتہ صحرا سے ناپید الکنار عصیان و درجاتِ حسرت  
 قرب پروردگار سے دور اور محلِ رفیع رحمت کردگار سے بسبب نافرمانی  
 و گمراہی کے منازلِ مجوس ہے قریب ہے کہ لشکرِ شیطانِ حل و زنجیر سے رہا ہو  
 اور یہ بیچارہ شکنجہ و سواس میں اسکو مبتلا ہو جائے کہ ان ایام و نیالی کو  
 جس قدر کہ باقی ہیں غنیمت سمجھو اور بمنزلہ بقیہ حیات مستعار کہ مدار توبہ و استغفار  
 اور عبادت و طاعت پروردگار اوسپر ہے خیال کرے اور نافرمانی بنائی  
 جتیر زندگانی میں اینو تین سچا اور توبہ و انابت اور طلبِ مغفرت سے محلِ نفل  
 عفو و رحمت میں لائے اور مراد توبہ سے یہ ہے کہ گناہان گذشتہ کو پیش نظر  
 کرے اور آہنِ مذمت و خجالت اور شیمانی و حسرتِ حشیم بصیرت پر رکھے

اور عزم باطنی کرے کہ بار دیگر مرتکب اون معاصی کا نہ ہوگا اور گرداؤ سکو نہ پھرے گا  
 اور اس اپنا لوٹ حقوق مخلوقات سے پال کرے نہ یہ کہ فقط لفظ اتوب الی اللہ  
 زبان پر لائے اور مضامین مذکورہ کو دل سے بھلا کرے تو یہ کی ماہیت تو اگر ہی  
 نہیں ہے تو یہ فقط اتوب الی اللہ ہی نہیں ہے نہ تو یہ سوز و زور دہان کا  
 بود ہ نہ نہ ہمیں استغفر اللہ ہی بود ہ چونکہ یہ ماہ ماہ الہ ہے اور باعث مغفرت  
 گناہ ہے اور بنا بر اشارہ بعض اخبار کے نسبت اسکی فضیلت احترام میں بسیار  
 ایام سے مثل نسبت اہلیت علیہم السلام کے ہے کا فانا م سے اور خیر مشور  
 مغفرت اس میں سقدر عام ہے کہ بعض اخبار میں وارد ہے کہ ہر شب اس ماہ  
 متبرک میں لاکھ گنا گناہ جو مستوجب عذاب و نار میں بخشو جاتے اور آخر شب میں  
 موافق مجموع آزاد شدہ آزاد ہوتے ہیں پس بدترین اہل شقاوت وہ شخص ہے  
 کہ یہ مسند گذر جاوے اور گناہ اوسکے نہ بخشو جائیں نیکو کار انعام پروردگار سے  
 فائز ہوں اور یہ بے بہرہ و بے نصیب رہ جائے ہ بالا میں سب اسکا مل  
 پیست ہی رہ جائے ہ موعتے قولی اور بہرہ تہی دست ہی رہ جائے ہ اب  
 قریب ہے کہ برکات اسکو معدوم اور ہم اوسکے فیض سے محروم ہو جائیں پس  
 چاہیے کہ سطح و دراع کریں کہ گویا محبوب ترین محبوب کو اپنی رحمت کرڈالیں  
 کہ پیر امید اوسکی ملاقات کی نہیں اور گویا یہ شب آخر حیات ہوا صبح  
 قیامت اس سے ملازمت ہوگی نہیں معلوم کہ مجھ سے ہوسکتا ہوسوقت راضی ہوگا  
 یا نیز اراور مجھ خیال کرے ہ یہ میری زندگی ہو گیا آخر ہ ایک دن ایک ات باقی ہے  
 کہ سال آئینہ روزی رکھیں گے ہ گر ہماری حیات باقی ہے ہ نہیں معلوم کہ سال  
 آئینہ زندہ ہوں گے ہ ماقریب ہوسکتے ہ اور انا کہ دن لقتنا انسا بنو کا حقاظ ۵

میں جناب صاحب العصر والزمان علیہ التحیۃ والتنازوحی لہ القدا سے منقول ہے  
 کہ محمد بن عبداللہ نے اوس جناب سے عرض کی کہ وواع ماہ مبارک کب ہوا صحابہ  
 ہمارے ہمراہ تھے کہ تو میں کہتا ہوں کہ شبِ آخر اور بعض روزِ آخر اوس وقت کہ ہلال  
 شوال دیکھا جائے تو قیامِ رجب باہین عبارت نازل ہوئے کہ ہلال و سکا یہ سے  
 کہ اعمال ماہِ رمضان انکو واقع ہوتے ہیں و وواع ہی آخر شب میں ہوتی ہے پھر  
 اگر خوفِ نقصان ماہ کا ہو و مرتبہ و وواع کر کے انتہی اور زیادہ تر احتیاطاً ہمیں کہ  
 شبِ اوٹھو میں اور شیخ کو بھی پڑھے اور دعائیں و وواع کی متعدد ہیں اور بہترین دعا  
 و وواع دعائے جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کی ہے جو صحیفہ  
 کاملہ میں منقول ہے اور تاثیر اوسکی کلمات فقرات اور اشارات و عبارات کی جو مشتمل  
 تضرع و زاری اور طلبِ عفو و رحمت جناب باری میں ہے دل پر سامعِ وقاری کے  
 دوسب کو اثر ہی ایک تو قطع نظر فصاحت و بلاغت اور حسنِ لطافت عبارت معانی  
 و مضامین اور فقرات نور الگین کے خود گریہ اور درگ جانکو نیشتر لکے تاثیر میں  
 اوس سے زیادہ ترین دوسرے خیال کرنا کہ یہ کلام کسا ہے وہ جناب معصوم  
 تھے اوسم خطا و نسیان و غفلت و عصیان اول عمر سے آخر عمر تک کہی نہیں ہوا  
 جب وہ مقابلِ عظمت و جلالِ حضرت ذوالجلال کے عاجزی اپنی بیان کرین تو ہم  
 پاؤں دیکھتے شب و روز معصیت و نافرمانی کر دگار میں گرفتار ہیں ہلکو سفدر  
 خوف و حشمت اور بیم و دہشت سزاوار ہے حال اوس جناب کا یہ تھا کہ گو یاد میں  
 جنت و نار کے کٹھے ہیں اور روزِ وارنہ بہشت و روزِ نکحمانے اونکو لعل  
 ہیں وہ جناب و نکور روزہ رکھتے تھے اور شبکو عبادت کرتے تھے اسطرح جالیس  
 برس تک اور ہمیشہ اپنے نفسِ نفسی پر نجات اور بندگانِ خدا کو را

ہیونچائے تھے عادت شریف اوس امام کون و مکان کی ماہ مبارک رمضان ہیز  
 یہ تھی ابن جحلان کہتا ہے سنا میں جناب امام حق ناٹھ حضرت جعفر صادق  
 ع سے کہ فرماتے تھے حال میرے حد مظلوم امام زین العابدین کا ماہ رمضان ہیز  
 یہ تھا کہ جب ماہ مبارک رمضان آتا تھا تو کسکو اونچ غلام و کنیز سے نہارتے اور  
 جو کوئی غلام یا کنیز قصور کرتا تھا تو فرود میں اوسکو لگھ لیتے تھے کہ فلا  
 بندہ ہے فلاں روز اور فلاں کنیز نے فلاں تاریخ یہ خطا کی ہے اور عفویت اوس پر  
 فرماتے تھے تا انیکہ جب شب آخر ماہ مبارک آتی تھی سبکو بلاتے تھے اولینے  
 گرد جمع کرتے تھے اور اوس فرود کو جس میں لکھا تھا نکالتے تھے اور کہتے تھے ای فلاں  
 یہ خطا تو نے فلاں روز کی تھی اور میں تجکو سزا اوسکی نہیں دی تجو یاد ہے وہ  
 عرض کرتا تھا سچ ہے اے فرزند رسول تا انیکہ سب اقرار لیتے تھے اور خود گھر  
 ہوتے تھے اونکے حج میں اور فرماتے تھے تم سب با د از بلند کہو کہ اے علی ابن ابی  
 تیرے پروردگار نے تیرے سب گناہ لکھ دیں اور جمع کئے ہیں جیسا کہ تو نے حال اچھا  
 کوئی اور اوسکے پاس ایسی کتاب ہے کہ بحق گویا ہے اور کوئی صغیرہ و کبیرہ جو  
 تو نے کیا ہے سب اوس میں موجود ہے پس عفو کر اور بخش دے گناہ ہمارے  
 جیسا کہ تو با د شاہ غفار سے امیدوار عفو بخش شکل ہے اور صی طرح تو عفو کو دوست  
 رکھتا ہے جسے ہی عفو کرنا اوسکو تو عفو کفندہ اور رحم آورندہ اور بخشندہ و  
 امر زندہ پائے اور پروردگار تیرا کسی بر ظلم نہیں فرماتا جب طرح تیری پاس کتاب  
 ہے کہ اوس میں سچ لکھا ہے اور کوئی گناہ چھوٹا بڑا نہیں جو مٹائے پس یاد کر  
 اے علی بن الحسین ذلت اور خواری سے کٹا ہونا اپنا سانس پروردگار کے کلام اول  
 ہے اور برابر ایک و اندرائی کے کسی بر ظلم نہیں کرتا اور نہیں چھوڑتا کسی پروردگار کو

کہ روز قیامت نہ لائے و کفری باللہ حسبتا و شہیدا پس عفو کر اور بخش دے  
 تا عفو کرے تجسہ مالک تیرا اور بخش دے چنانچہ قرآن مجید میں فرماتا ہے و  
 لِيَعْفُوا وَلِيَصْفُحُوا اَلَا تَجْبُرَانِ لِيَعْفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ و اس میں مضامین کو باوازل بند  
 فرماتے تھے اور ان کو سکھانے تھا اور وہ بھی سب کیا غلام اور کیا کچھلا  
 او سب جناب فریاد کرتے تھے اور وہ جناب بصدائے بلند ایسا دہ روتے جاتے  
 تھے اور نالہ کرتے تھے اور درگاہ الہی میں عرض کرتے تھے اے پروردگار میرے  
 بتجسس کہ تو نے جھکو حکم دیا ہے کہ جو ہم پر ظلم کرے اس کو عفو کر دین پس حال ہلا  
 بیس ہے کہ ہم نے اپنی اور پر ظلم کیا ہے اور جس کو ہم پر ظلم کیا ہے حسب حکم تیرے اور  
 دسگنہ کی جہتے پس تو ہی عفو کر کہ تو اولی تر ہے عفو کر نیسے اور جھکو ماور کیا ہے  
 تو نے کہ اپنے دروازوں سے سایا کو نہ پیرین اور میں خود تیرے دروازے پر سوال  
 کرتا ہوں اور نہایت عاجز و مضطر ہو کر آیا ہوں اور تیرے دروازے پر کم و محنت پر  
 مقیم ہوں اور تیری بخشش و عطا کا اسید و وار ہوں پس مجھ کو عطا فرما اور مجھ کو  
 مایوس و نا امید نہ پیر کہ تو مجھ سے اور اور و نسے اولی تر ہے اس باب میں الہی  
 کریمت ناگزینی عطا و نذا تو صاحب کرم ہے پس کرم فرما مجھ پر کہ میں ہی تیرے  
 گداؤں سے ہوں اور بخشش و عطا فرما اور جھکو ہی اپنی اہل بخشش و انعام سے  
 ملاوے ای کہ کم پر متوجہ ہو تو تھے طرف اون لونڈی و خلا مونٹے اور  
 فرمانے تھے میں نے تجھ کو عفو کیا ایات منے ہی مجھ کو عفو کیا اون  
 حقوق کو کہ جو تمہارے جھپر سے اور میں اور میں کمی کی ہو کہ میں اقا تمہارا ایسا تا  
 کہ جو کرم و انصاف سے خالی تھا اور خود ملوک ایک اور بادشاہ کا ہے کہ وہ کرم  
 اور چواد اور عادل اور محسن اور صاحب فضل ہے پس وہ سب کچھ تھے ہم کو



آپ کو عفو کیا ہی آقا ہمارے اور اے سید ہمارے اور آپ ہمارے حق میں کچھ کمی  
 نہیں کی پس فرماتے تو اس طرح کہ وہ خداوند اعفو کہ علی بن الحسین کو جیسا کہ او سزا  
 ہم سے عفو کیا ہے اور اس کو آزاد کر آتش جہنم سے جیسا کہ او سنے ہوگا آزاد کیا ہے  
 اپنی سلامی اور بندگی سے پس وہ سید طرح کہتے تو اور حضرت فرماتے تو اللہ  
 آمین بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی قبول فرما سے پروردگار مظلوم ہر فرماتے اور سزا جو کہ سینہ تلو  
 بخشا اور آزاد کیا یا امید عفو اور آزادی اپنی پس جب رور فطر ہوتا تھا تو طلعت اور  
 انعام و نکو عطا فرماتے تو اور تمام خلق سے مستحق کرتے تو اور کوئی سال ایسا  
 نہ تھا کہ جسمین آخر شب ماہ رمضان میں سے کم و زیادہ ارادہ فرماتے تھے اور  
 فرماتے تو کہ خداوند کریم ہر شب ماہ رمضان میں وقت افطار ستر لاکھ گنہگار آتش  
 جہنم سے آزاد کرتا ہے کہ وہ سب مستحق ناز ہیں اور جب شب آخر ماہ مبارک ہو  
 ہو جب قدر کہ تمام مہینہ میں آزاد کئی ہیں اور سید کہ جو غا اس شب میں آزاد فرماتا ہے  
 اور میں چاہتا ہوں کہ خداوند عالم میرے طرف نگاہ کرے کہ میں نے اپنی سزا کو آزاد  
 کیا ہے اس امید پر کہ وہ مجھ کو آتش جہنم سے نجات دی اور زیادہ ایک سال سے  
 کسی خادم سے خدمت نہیں لیتے تھے اور اگر اول سال یا وسط سال میں غلام مول  
 لیتے تھے تو شب عید فطر آزاد کرتے تھے اور اوسکی جگہ دوسرا غلام  
 دوسرے سال پر خرید کرتے تھے اور پھر آزاد کرتے تھے اور ہمیشہ  
 یہی عادت شریف او س جناب کی تھی تا اینکہ رحمت الہی سے فائز  
 ہوئے یہ تھا لخص او س روایت کا جو اقبال میں منقول ہے اور آب زلال  
 میں ایک مناجات کہ حسب حال ہے جناب مفتی صاحب نے نظم فرمائی ہے  
 مناسب مقام سمجھ کر مرقوم ہوتے ہے نہ تنہا این لب و دل ایسا ہے

کہ ہر مومسید ہر تو کو اتنی، مرا میں فخر کافی ہست و نیکو، کہ آقا یم توئی سن بندہ تو،  
 میں بخشیدی اعناؤ فوی۔ اہ عطا کردی چنین شامی لکارا، کثیر و ہندو کہ میں بہتر اند  
 بفسر مانت مرا فرمان برانند، مرا فرماندی شان کردہ تو، خداوند صاحبان  
 کردہ تو، اگر عمری بطلعت زندہ باشم، گناہ کر دہ ہم شرمندہ باشم، کنون چون  
 جرم کردم چیست کارم، بجز خوف و غم و شرمیکہ دارم۔ میرا تشم یارب دران روز  
 کہ نیس باشد مرا این روز و این سوز، چہ عقوبت قدرت نویس طلیل است مرا این نار  
 گلزار خلیل است، اہم و ہمسرا احکام فطرمین اور جو عمال کہ شب عید فطر  
 بجا لانا چاہئے قَالَ اللَّهُ تَسْبِيحًا لَكَ وَتَعَالَى اَقْلَامُكَ بَرَزْتَنِي وَدَكَاةً لَكُمْ كَيْتِي  
 فَصَدَّكَ تَرْجُمَةً فَلَا تَطَايَبُ بِي كَيْتِي اَوْ سَوْءًا لِي اَوْ رُذُلًا لِي  
 اسم پر دروگار کا اپنی پر نماز پڑھے جناب امام جعفر صادق سے تفسیر اس آیت  
 کی پوچھی فرمایا مردمن تزکی سے وہ شخص ہے کہ زکوٰۃ فطر و عرس کی ذکر تشم  
 پر فصاحتی اسکے کیا معنی میں فرمایا جو شخص کہ وہ طہران کے محراب عبادت میں جاوے  
 یا جگہ احکام فطر کے چند منبع پر بیان ہوتے ہیں موضع اول کسی شخص پر زکوٰۃ  
 فطر کی واجب ہونی سے وجوب زکوٰۃ فطر میں چند شرط ہیں شرط اول حریت  
 یعنی وہ شخص حر ہو گیا غلام نہ ہو کہ غلام پر زکوٰۃ فطر واجب نہیں دوسرے غیر مکلف  
 نوپس جو شخص کہ مرفوع القلم ہو مثل طفل نابالغ اور مجنون کے زکوٰۃ فطر اس سے  
 ساقط ہو چنانچہ حدیث صحیح میں محمد بن قاسم سے وارد ہے کہ تاسے لکھا میں نے  
 جناب اہم صاع میں کہ آیا وصی تیمم کی طرف زکوٰۃ فطر نکالی اگر تیمم صاحب مال ہو پس  
 حضرت نے جواب میں لکھا کہ تیمم پر زکوٰۃ نہیں تیسری شرط وہ شخص غنی ہو اور مرد  
 غنی سے یہ ہے کہ اسکی باس بالفعل مال موجود ہو یا قوت اور قدرت رکھتا ہو

تخصیص یا بقدر مصارف ایک سال کے وسط اپنی اور اپنی عیال کے جنکا نفقہ سپر  
واجب ہے مثل زوجہ و مملوک اور اطفال خرد سال اور ابوین کے ہر گاہ محتاج ہوں  
اور جو شخص اسقدر مال نہ رکھتا ہو اور نہ قادر ہو تحصیل پر اسکی وہ فقیر ہے اور  
اوسپر زکوٰۃ فطر واجب نہیں لکن سنت ہے کہ ایک صاع اپنی عیال میں دست  
بدست پہر لے اور ہر کسی اور کو دیے چنانچہ موثقاہ اسحاق بن عمار میں وارد  
ہے کہ جناب صادق ع سے عرض کی کہ ایک شخص کے پاس اسقدر ہے  
کہ وہ اپنا فطرہ دے سکتا ہو آیا کسی اور غریب کو دے یا اپنی عیال کو کھلائے  
فرمایا اپنی عیال میں سے کسی کو دے اور وہ دوسرے کو ذرا سی طرح سب بیز  
اسکو پھر اللین کہ یہ سبکا فطرہ ہو جائیگا اور جو شخص کہ اسکو پاس مال بقدر نقصان  
کے ہو اگرچہ وہ کافی نہ ہو تو احوط یہ ہے کہ وہ فطرہ بنیت قربت تکالی یعنی جسکے  
پاس بقدر چالیس روپیہ کے ہوں اگرچہ وہ چالیس روپیہ نہیں کہ تمام سال اسکو  
اور اسکی عیال کو کافی ہوں مگر احتیاط ہمیں ہے کہ وہ فطرہ بنیت قربت  
ادا کرے موضع دوسرا کس شخص کی طرف سے فطرہ دینا چاہے معلوم ہو کہ  
اپنی طرف سے اور اپنی عیال کی طرف سے اور جسکو اپنی عیال میں داخل  
کیا ہے یعنی نفقہ اوسکا واجب نہ تھا مگر تبرعا اسکو دیتا ہے خواہ وہ شخص  
صغیر ہو خواہ کبیر بندہ ہو یا آزاد مسلمان ہو یا کافر اسکی طرف سے ہی فطرہ دیو  
چنانچہ حدیث علی بن جعفر میں ہے کہ انون نے اپنے ہاں سے حضرت امام  
موسی کاظم ع سے پوچھا کہ آیا فطرہ ماہ رمضان کا ہر ایک شخص پر واجب ہے  
یا اوسپر جو روزہ رکھتا ہے اور نماز کو پچانتا ہے فرمایا ہر ہونے پڑی جسکو  
اپنا عیال کیا ہے اور روایت حماد میں وارد ہے کہ زکوٰۃ فطر غلام مکاتب سے

غلام نصرانی اور مجوسی اور جو او سکوا گھر میں ہے سبکی طرف سے دی اور بظاہر چوچ  
 اور اولاد اور مہمان گھر میں داخل ہوں اور جو بیرون مہمان سے منقول ہے کہ جناب صلیبی  
 ۱۴ سے پوچھا سینہ حال اوس لڑکی کا کہ شب عید پیدا ہوا یا فطرہ اوس کا نکالین  
 فرمایا نہیں اور یہی معلوم ہوا کہ اگر کسی شنبہ دعوت کریں تو فطرہ اوس کا واجب  
 ہوگا لکن اگر آخر روزہ مبارک میں مہمان کریں تو احوط ہے کہ فطرہ اوس کا دین اور  
 جس کا فطرہ دوسرے پر واجب ہوا تو خود اوس سے اپنا فطرہ ساقط ہوگا اگرچہ  
 وہ شخص ایسا ہو کہ اگر کوئی دوسرا اوس کا فطرہ نہ دیتا تو اوس پر اپنا فطرہ واجب تھا  
 جیسے بعض غنی کو مہمان کریں یا راجہ صاحب مال ہے کہ اگر مہمان دار اور شوہر فطرہ  
 اوس کا نہ دیتی تو یہ دونوں اپنا فطرہ آپ دیتے موضع تیسرا کس وقت فطرہ نکالیں  
 اس میں اختلاف ہے بعضی علماء کہتے ہیں کہ اول وقت اس کا غروب آفتاب ہے آخر  
 روزہ ماہ رمضان سے اور بعضی علماء یہ کہتے ہیں کہ طلوع صبح صادق و عید بتدارک  
 وقت ہے اور سید نے مدارک میں دوسرے قول کو معتقد جانا ہے اور یہ خوب ہے  
 اور آخر وقت اوس کا نزدیک ایک جماعت کی نماز عید ہے اور بعضی علماء کی نزدیک  
 روز عید تک ہے اور اگر عید کے چاند دیکھنے کے وقت فطرہ نکالے اور اپنی پر  
 رکھ بہتر ہے اس لئے کہ روایت اسحاق بن عمار میں وارد ہے کہ انحضرت سے پوچھا  
 کہ فطرہ کس وقت نکالین فرمایا جیسو وقت اوس کو علیحدہ کر چکا پس جب جاہری  
 مستحق کو دے کہ مضر نہیں خواہ قبل نماز خواہ بعد نماز موضع جو تھا مقدار  
 اوس چیز کے جو فطرہ میں دی جاوے اور وہ ایک صاع گندم یا جو یا خرنایا  
 منقہ ہے اور حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ شرما محبوب تر  
 ہے چکوا و قیمت کافی ہے اجماعاً اور حدیث موثق میں وارد ہے کہ یہ نماز

زیادہ نافع ہے مستحق کو چھوڑ کر خریدے اور وزن صاع کا بحساب اس شہر کے  
 قریب تین سیر شاہو کے ہو موضع پانچوان مصرف زکوٰۃ فطر کا مثل مصرف  
 زکوٰۃ مال کے ہے کہ فقیر اور مساکین وغیرہ میں فرمایا حق سبحانہ و تعالیٰ نے  
 کہ صدقات یعنی زکوٰۃ واجب وسطیٰ درویشوں اور مساکینوں کے ہو اور  
 یہ وہو قدرت موت سال پر نہیں رکھو نہ بالفعل اور نہ بالقوہ اگرچہ بنا قبول  
 بعض علماء کے فقیر مسکین سے زیادہ پریشان ہوتا ہو اور بنا بعض حدیث کے مسکین  
 بد حال تر ہوتا ہے اور وسطیٰ عاملوں کے یعنی وہ لوگ جو مال زکوٰۃ کو تحصیل کرتے  
 ہیں اور لاتے ہیں اور وسطیٰ مولفہ القلوب کے اور اب حصہ او کا موقوف ہے وجود  
 امام عادل پر اور وسطیٰ علموں صاحب ایمان کے کہ شدت میں ہیں  
 یا یہ کہ علماء مال زکوٰۃ سے خریدیں اور آزاد کر دیں اور وسطیٰ قرص داروں کے  
 کہ غیر معصیت میں مقروض ہو جو ہیں اور راہ ضامین یعنی مجاہدوں اور کاروان  
 کو دین یا پل کاروان سرا سے بنوائیں اور وسطیٰ اوس مسافر کے کہ غریب  
 الوطن ہو یعنی بسبب ناداری کے اپنی وطن نہ پہنچ سکتا ہو اور ظاہر استحقاق  
 میں عدالت بشرط ہے اور اگر اطفال فقراء و مساکین کے مصرف میں لائیں  
 مثل اسکے کہ لباس وغیرہ او کو بنا دین اور نہیں کہ بہتر ہو اور جب دین والا  
 سید ہاشمی نہ ہو تو زکوٰۃ او سکی ہاشمی نہیں لے سکتا چاہے کہ غیر ہاشمی کو دین  
 اور دوسری شرط یہ ہو کہ اپنی واجب النفقہ کو دین اور شب عید فطر شب بیدار  
 بہتر ہے چنانچہ جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ فرمایا میرے پیڑھے  
 شب عید فطر تمام شب نماز میں پڑھتے تو اور مسجد میں رہتے تھے اور فرماتی  
 تھے کہ ابھی شب شب قدر سے کم نہیں اور ایک شخص نے خدمت جنتا

جناب صادق ؑ میں عرض کی لوگ کہ تو میں کہ جو شخص ماہ رمضان میں روزی رکھو  
شب قدر میں مغفرت و سزا دے سکے نازل ہوتی ہے حضرت نے فرمایا مرد روز کو مرد  
اوس وقت ملتو ہے جب وہ کام کر چکے اور تمامی کام کے بیان شب قدر ہو عرض  
پس کیا سنو اور سو کہ اس شب میں بیکار فرمایا بعد غروب غسل کرے اور جب نماز مغرب اور  
نافلہ مغرب سے فارغ ہو ہاتھوں کو طرف آسمان کے بلند کر اور کہ یا ذالک الج الطول  
یا ذالحدید یا مہرہ صل علی محمد و آل محمد و اغفر لی کل ذنب  
اختصہ و هو عندک فی کتاب مبین اور سو مرتبہ سہی میں کو اتوب الی اللہ  
اور یہ بھی مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے اور روز عید فطر وقت صبح قبل نماز  
عید مستحب ہے کہ خرمہ سے افطار کرے اور خرمہ سے افطار کرنا افضل ہے اولیٰ  
روایت میں وارد ہے کہ خاک شفا اور زخمی سے افضل ہے اس واسطے کہ اس  
صورت میں برکت اور سنت دونوں جمع ہیں لیکن شید ثانی نے ظاہر اسے  
روایت کو شاد کہا ہے اور بیماری پر حمل کیا ہے اور احتیاط اسمین ہے  
کہ خاک پاک سے نہ افطار کرے اسلئے کہ کھانا خاک کا مطلقاً حرام ہے مگر اس  
خاک کا اور اس قدر کہ جس کا جواز شرفاً ثابت ہو صبح وقت بیماری و سطر  
طلب شفا کے خاک پاک کھانا اور روز عید سنت ہے کہ غسل کرے اور بعض  
قابل وجوب کے ہیں اور احکام نماز عید کے کتاب الصلوٰۃ میں بیان ہوئی اور  
خطبہ عالی رتبہ جناب امیر علیہ السلام کا اسمہ مقام کے مناسب تاملہ اختتام  
اوس پر واجب ہے جناب صادق ؑ سے منقول ہے کہ اوس جناب نے  
روز عید فرمایا ایہ الناس آج وہ روز ہے کہ نیکو کار میں ثواب پائی

اور بخشو جائیگی اور زشت کار خراب اور زیانکار ہونگے اور میمنہ دن  
 روز قیامت سے بہت مشابہت رکھتا ہے جب اپنے گمراہی کے مصلح کی طرف نکلو  
 یعنی جہان نماز عید کی پڑھتے ہو یا دو کروا باہر آنا قبرون سے طرف اپنی پروردگار کے  
 اور جب مصلح پر کھڑے ہو یا دو کروا کھڑا ہونا اپنا بروا اپنی پروردگار کے اور جب اپنی  
 پروردگار کو پہرنا اپنا طرف جنت کے یا دوزخ کے اسے بندگان خدا جانو تم کہ کتر نواب  
 جو وہ سطور روزہ داروں کو مقرر ہے عورت ہو کہ مرد یہ ہے کہ ایک فرشتہ آخروں و یا  
 رمضان کے انکو نڈا کرتا ہے کہ اسے بندگان خدا بشارت ہو تم کو اور خوش جو  
 تم کہ گناہ گذشتہ تمہارے بخشو گئے اب یکو کہ کیسے عمل کرتے ہو تم زمانہ آئندہ میں  
 انتہی اور ہم خدا سے سوال کرتے ہیں کہ تم کو اور تم کو توفیق عطا کرے اوس چیز کی کہ  
 جو اوسکو محبوب ہو اور باعث ہو اوسکی رضا اور خوشنودی کا اور نہ ترک ہوتے  
 کوئی اوامرد اسے نہ سنت اور نہ فرض فقط



قطبہ تاریخ جناب مفتی سید محمد عباس صاحب کے بعد تمامی و ملا حظہ از  
 رسالہ عجالہ انشا و ارشاد فرمودہ احمد

<p>بقادر کچھ انشا و ارشاد فرمودہ          بکلام اہل عصمت و علم التوحید          شدہ زین صحیفہ طائر الخفا          زمانہ اجابتی عبارت علیہ</p>	<p>تضمن مسائل لطیف و معنی          ہر احوط ہر مثبت کتاب و          سبب و احوال عربیہ فارسیہ          چہ تواید جدیدہ کہ گوشتار سید</p>	<p>علیہ علیہ شدہ و در زبان اردو          بشارت خفیہ بدلیل قویہ          مگر خدا ان مسائل کتابت کل          جسے کہ نسبت بشارت خفیہ</p>
<p>جز زمانہ طبع از علیہ علیہ</p>		<p>پہر سال بنی بقرہ شدہ حوالہ</p>



## اعلان

ساکنان شریعت مصطفوی و ناہجان مناجیح رضوی کو مشورہ ہو کہ ان دنوں کتاب اللہ جو  
 محتوی برسائل جلید مسمی بصومیہ من تصنیف علماء عصر فقہاء ہر خیر النامہ جناب  
 مفتی سید عباس صاحب دام اللہ فیہم جسکو سنیج امر اعلیٰ  
 صاحب شاکر و جناب مرصوف نے زبان اردو میں فصیح بیان کے ترجمہ فرمایا  
 ہے اسکو حقیر نے بحسب صحت تمام کاغذ عمدہ جٹائی پرنٹ خوشنویس بدقت تمام و بجد  
 جہد انتظام اپنی مطبع مجمع العلوم واقع پوک کٹرہ سید حسین خان میں طبع کیا ہے  
 امید ہے کہ خریداران و خواہشمندان مسائل و مینہ درخواست و حوس کر لیویں  
 اور چونہ لیویں گے اور پھر آئینکے پختا ئینکے مجھ کو ہرگز انما یہ مفت اور بے بہا ہو  
 بقول شخصہ اس خوبی پر اسقدر رازان ہے کہ فی جلدہ قیمت ہین تمام امور روزہ  
 و فضیلت صوم و ترک و قمار و قضا سب کہہ مذکور ہے جسکے دیکھنے سے مومن کے  
 دلکو سرور ہو اور عقیر نے تو جمعرات کی روز تیان کیا ہے اسقدر رازان کیا ہے  
 اب امید یہ ہے کہ جن حضرات کو اطلاع کتاب ہو وہ مطبع مذکور سے طلب فرمائیں  
 لہذا جلد باب مطابع و تاجران کتب کی خدمت میں گزارش یہ ہے کہ کوئی صاحب  
 قصد چنانچہ رسالہ ہذا کا نمبر مابین مفت کا نقصان نہ اور تباہین اسلئے کہ حق تالیف  
 جناب مصنف اور ترجمہ موصوف نے اس حقیر کو دیا ہے اور اگر قصد طبع کا فرمائیں  
 نقصان حقیر کا ہوگا اور حسب مشارقانون بتم ۱۷۶ شاع کے مستوجب نقصان  
 دینے کو ہونگے فقط